زہریلی دھوپ

از

اظہار اثر

بار اول ——— ایک ہزار

قیمت ——— عہ ——— دو روپے آٹھ آنے

مطبوعہ
! خواجہ برقی پرنٹنگ پریس دہلی !

مکتبہ انوکھا جاسوس کلاں محل دہلی

انور نزہت کے نام

اظہار اثر

اس ناول کے کردار، مقام اور واقعات
قطعی فرضی ہیں کسی فرد یا ادارے
سے ان کی مطابقت محض اتفاقی ہوگی
جس کے لئے مصنف یا پبلشر پر
کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

پیش لفظ

"زہریلی دھوپ" میرا طبعزاد ناول نہیں ہے ـــــــ لیکن اسے آپ ترجمہ بھی نہیں کہہ سکتے ـــــــ انگریزی ناولوں کو ہندوستانی لباس پہنانے کے سلسلے میں میں نے ایک نیا تجربہ کیا تھا ـــــــ جو کافی کامیاب رہا ـــــــ اسی طریقہ پر انگریزی ناول سے پلاٹ حاصل کر کے میں نے یہ ناول لکھا ہے ـــــــ

عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ ناظرین انگریزی ناولوں کے ترجمے پڑھتے ہوئے ناموں میں الجھ کر رہ جاتے ہیں ـــــــ ناظرین کی اس دشواری کو مدنظر رکھتے

ہوئے ہی۔ میں نے انگریزی ناولوں کو "سودیشی" صورت میں پیش کرنا شروع کیا ہے —

ان ناولوں میں ہمارا ہندوستانی ماحول ہوتا ہے — ہندوستانی کردار ہوتے ہیں — اور ہندوستانی زبان ہوتی ہے — اس لئے ہر شخص کی سمجھ میں بہ آسانی آجاتے ہیں —

میں ان ناولوں کو ترجمہ اس لئے نہیں کہتا کہ انگریزی کا ناول ایک بار پڑھنے کے بعد میں اسے اپنے ماحول کے مطابق اپنے انداز تحریر میں لکھتا ہوں۔ اور ضرورت پڑنے پر اس کے پلاٹ میں تبدیلیاں بھی پیدا کر دیتا ہوں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پلاٹ میں کچھ ضروری تبدیلیاں کرنے کے بعد ناول انگریزی سے کہیں زیادہ دلچسپ اور پر اسرار ہو جاتا ہے —

جاسوسی ادب یورپ اور امریکہ میں ترقی کی انتہائی بلندیوں پر ہے۔ لیکن ہندوستان میں شائع ہونے والے ننانوے فی صدی جاسوسی ناول انگریزی ناولوں کے چربے ہوتے ہیں — اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہندوستانی ادیب طبعزاد جاسوسی ناول لکھ نہیں سکتے — بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں ایک طبعزاد ناول کی پوری قیمت نہیں ملتی —

ایک طبعزاد ناول لکھنے کے لئے ادیب کو روشنائی کی جگہ اپنا خون جگر استعمال کرنا پڑتا ہے — لیکن ناول تیار ہونے کے بعد اسے وہی حقیر رقم ملتی جو معمولی سے ترجمے کی ملتی ہے —

ظاہر ہے کہ ان حالات میں طبع زاد ناول لکھنا اپنی صلاحیتیں اور وقت

ضائع کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ــــــــــ

میں نے بھی شروع میں چند ناول طبعزاد لکھے ہیں ــــــــ "ناگن" کے سلسلے کے چاروں ناول میرے طبع زاد ناول ہیں ــــــ لیکن آخر حالات نے مجھے بھی مجبور کر دیا کہ انگریزی ناولوں کے پلاٹ لے کر لکھوں ــــــــ

اس کے باوجود آپ دیکھیں گے ــــــــ اس ناول میں آپ کو طبع زاد ناول کا لطف آئے گا ــــــ آپ کسی جگہ بھی یہ محسوس نہیں کر سکیں گے کہ یہ ناول ترجمہ ہے ــــــــ

یہ ناول بڑی حد تک سائنٹفک جرم ــــــــ اور سائنٹفک سراغ رسانی سے تعلق رکھتا ہے ــــــ یہ ناول پڑھ کر زہر کی ایک نئی قسم سے آپ روشناس ہوں گے ــــــــ

میری خواہش ہوتی ہے کہ کسی انگریزی ناول کو ہندوستانی لباس پہناتے ہوئے کوئی ایسا ناول انتخاب کروں جس سے ناظرین کی معلومات میں کچھ اضافہ بھی ہو ــــــــ

آج سائنس کی دنیا ہے ــــــ اس دور میں ایسی ایسی چیزیں ایجاد ہو گئی ہیں جنہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے ــــــ اس ناول میں بھی سائنس کی کچھ نئی ایجادات سے کام لیا گیا ہے ــــــ جن کے بارے میں آپ نے ممکن ہے پہلے بھی پڑھا ہو ــــــــ

لیکن یہ پڑھ کر شاید آپ کو حیرت ہو گی کہ ان سے جرائم کی سراغ رسانی

میں بھی مدد مل سکتی ہے ——

آخر میں صرف اتنا اور عرض کروں گا کہ ناول پڑھنے کے بعد مجھے بھی اپنی رائے سے مطلع فرمائیں —— آپ کی قیمتی رائے کی روشنی میں ۔ میں آئندہ کوئی انگریزی ناول انتخاب کرتے وقت —— یا طبعزاد ناول لکھتے ہوئے آپ کی پسند کا خیال رکھ سکوں ——

اظہار اثر

پہلا باب

یکایک میری آنکھ کھل گئی ــــ میرا دل دھڑک رہا تھا۔ اور پیشانی پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے ــــ میں حیران تھی کہ آخر کیوں میری آنکھ اس طرح کھل گئی ہے کیا کوئی حادثہ پیش آیا ہے یا کوئی خوفناک واقعہ رونما ہونے والا ہے ــــ ؟

کمرے میں چاروں طرف اس قدر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی کہ اسے چھو کر محسوس کیا جا سکتا تھا ــــ کائنات پر ایک عجیب اور پر اسرار خاموشی مسلط تھی ــــ اور میرا دل سینے میں اس تیزی سے دھڑک رہا تھا جیسے وہ چھاتی کے کواڑ توڑ کر ابھی باہر نکل آئے گا ــــ ؟

آخر یہ کیا ہوا تھا ــــ ؟ وہ کس چیز کی آواز میں نے سنی تھی ــــ یہ کیسا

دھماکہ تھا ——؟ دہشت کی وجہ سے میری رگوں میں سردی کی لہریں دوڑ رہی تھیں - اور مضطرب آنکھیں اندھیرے میں کچھ تلاش کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں ——

کچھ دیر تک میں ساکت پڑی ہوئی کوئی اور آواز سننے کی کوشش کرتی رہی۔ لیکن جب کافی دیر تک کوئی خاص آواز سنائی نہ دی تو میں نے اپنے کو یہ کہہ تسلی دے لی کہ "کچھ نہیں —— یہ صرف میرا واہمہ ہے" ——

پھر بھی اطمینان کی غرض سے میں نے سرہانے رکھے ہوئے بجلی کے ٹیبل لیمپ کا بٹن دبا دیا —— آنِ واحد میں کمرہ روشنی سے جگمگا اٹھا —— اور میرے دل کا خوف بہت حد تک دور ہو گیا —— کیونکہ کمرے میں میرے علاوہ کوئی اور نہیں تھا۔

آہستہ آہستہ میں بستر سے اٹھی —— اور تازہ ہوا آنے کی غرض سے کھڑکی کھول دی ——

باہر پانچویں چھٹی تاریخ کا نامکمل سا چاند چمک رہا تھا —— فضا بالکل ساکن تھی —— ٹھنڈی ہوائیں شبنم سے نم آلودہ اپنے ریشمی پر پھیلائے بڑی سبک رفتار سے پرواز کر رہی تھیں —— حدِ نگاہ تک سرسبز جنگل پھیلا ہوا تھا —— کھڑکی کے نیچے زمین پر چنبیلی کے پھولوں کے تختے پھیلے ہوئے تھے ——

تازہ تازہ سرد ہوا میں دو چار سانس لینے کے بعد مجھے اپنے جسم میں ایک نئی طاقت سی آتی ہوئی محسوس ہوئی —— اب میرا ذہن بالکل تر و تازہ تھا —— پیلی پیلی چاندنی میں کائنات خوابِ راحت کی آغوش میں ہلکے ہلکے سانس لے رہی تھی۔

میں نے چاروں طرف ایک اطمینان کی نظر ڈالی —— یکایک میری نگاہ اپنے کھڑکی کے آگے لگے ہوئے سلاخوں والے جنگلے پر گئی —— اور یہ دیکھ کر میری

حیرت کی انتہا نہ رہی کہ سلاخیں اس وقت کسی قدر نیچے کو جھکی ہوئی تھیں ___ جیسے انہیں زبردستی جھکایا گیا ہو یا کوئی بھاری چیز ان پر گری ہو ___

میری آنکھیں فرط حیرت سے کھلی رہ گئیں ___ خوف و دہشت کی پھریریاں ایک بار پھر ریڑھ کی ہڈی میں لہرانے لگیں ___ کم از کم شام کو جب میں اس کمرے میں آئی تھی تو کھڑکی کے سامنے لگی ہوئی یہ سلاخیں بالکل سیدھی تھیں ___

"پھر اب کیا ہو گیا ___؟"

فوراً مجھے اس آواز کا خیال آیا جسے سن کر میری آنکھ کھلی تھی ___ وہ دھماکہ بالکل اس قسم کا تھا جیسے کوئی وزنی چیز اوپر سے گری ہو ___ یہ تمام باتیں یاد کر کے میں حیرت کے مارے بت بن کر رہ گئی ___

لیکن ٹھہرئیے ___؟ میں داستان شروع کرنے سے پہلے اپنا مکمل تعارف تو آپ سے کرا دوں ___! میرا نام تو دراصل کاملہ ہے۔ لیکن بچپن میں چونکہ انگریزی پڑھتے ہوئے میں حرف "F" ایف کو "ایفی" کہا کرتی تھی اس لئے سب مذاق میں مجھے ایفی کہنے لگے۔ اور اب یہی میرا مستقل نام ہو گیا ہے ___

میں ڈاکٹر طارق اسلم کی پرائیویٹ سکریٹری ہوں ___ ڈاکٹر طارق اسلم زہروں کے ماہر ڈاکٹر ہیں اور پرائیوٹ طور پر سراغرسانی کا کام بھی کرتے ہیں ___

کوئی تین ماہ سے نہ جانے کیوں میری صحت گرتی جا رہی تھی۔ اس لئے ڈاکٹر طارق نے مجھے مشورہ دیا کہ میں کچھ روز کے لئے کسی "سینی ٹوریم" میں چلی جاؤں ___ پہلے تو میں ان کی بات ٹالتی رہی۔ لیکن جب میری حالت روز بروز خراب ہوتی گئی تو ایک روز خود مسٹر طارق مجھے اپنے ایک دوست ڈاکٹر مہتہ کے سینی ٹوریم میں

داخل کرا گئے ـــــ میں چونکہ کسی اجنبی جگہ اکیلے رہتی ہوئی گھبراتی تھی اس لئے اپنے چھوٹے بھائی ونود کو بھی سینی ٹوریم میں اپنے ساتھ ہی لے آئی۔ ونود بھی پچھلے دنوں علالت کی وجہ سے کچھ کمزور ہو گیا تھا اس لئے میں نے سوچا اس کی صحت بھی ٹھیک ہو جائے گی اور میں تنہائی بھی محسوس نہ کروں گی ـــــ

ڈاکٹر مہتہ کے سینی ٹوریم میں ہم لوگ آج شام ہی آئے ہیں ـــــ طارق ہمیں چھوڑ کر اور اچھی طرح ہماری تسلی کر کے واپس چلے گئے ہیں ـــــ چلتے چلتے وہ مجھ سے کہہ گئے تھے ـــــ

"ایمی ڈیر ـــــ گھبرانا مت ـــــ جب تمہیں کوئی تکلیف ہو فوراً مجھے فون کر دینا میں آجاؤں گا" ـــــ

ڈاکٹر مہتہ ہم سے بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آئے　　سینی ٹوریم کی عمارت میں تیسری منزل پر ہمیں دو کمرے رہنے کے لئے دے دئے گئے ـــــ ونود کے اور میرے کمرے کے درمیان صرف ایک غسل خانہ ہے ـــــ غسل خانہ میں دونوں کمروں کے لئے راستہ کھلتا ہے تاکہ دونوں کمرے والے اسے استعمال کر سکیں ـــــ

سینی ٹوریم کی عمارت چار منزلہ ہے ـــــ لیکن ان دنوں بہت کم مریض اس میں ٹھہرے ہوئے ہیں رات کو کھانے کے کمرے میں میں نے ان سب کو دیکھا تھا ـــــ

ڈاکٹر مہتہ کے اسٹاف میں باورچی، باغبان اور دوسرے چھوٹے چھوٹے کام کرنے والوں کے علاوہ ایک ڈاکٹر مہتہ کا سکریٹری مسٹر راجن ہے ـــــ

راجن بہت خوب صورت اور دلکش نوجوان ہے ـــــ لیکن اس کی آنکھوں میں خدا

جانے کیا بات ہے کہ مجھے پہلی بار ہی اسے دیکھ کر اس سے کچھ خوف سا معلوم ہونے لگا ہے۔۔۔۔ اس کے انداز بڑے چھچھورے قسم کے ہیں۔۔۔۔

کھانے کی میز پر وہ دو عورتوں کے ساتھ تھا۔۔۔۔ جن میں سے ایک عورت ادھیڑ عمر کی تھی لیکن اس میں ابھی تک دلکشی باقی تھی۔۔۔۔ دوسری اس کی نوجوان لڑکی تھی۔۔۔۔ لڑکی کا نام سمترا ہے اور اس کی ماں کا شریمتی چندرا۔۔۔۔ اور یہ دونوں ماں بیٹی سینی ٹوریم میں کچھ روز آرام کرنے آئی ہیں۔۔۔۔

تھوڑی دیر ان لوگوں کا معائنہ کرنے کے بعد ہی میں نے اندازہ لگا لیا کہ نوجوان راجن حسین وجمیل سمترا کی ماں چندرا دیوی میں زیادہ دلچسپی لے رہا ہے۔۔۔۔ چندرا بھی اس کے ساتھ بڑے ناز و ادا کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔ اور اگر میری نگاہیں غلطی نہیں کھاتیں تو سمترا ان دونوں کی آپس میں دلچسپی دیکھ کر دل ہی دل میں جل رہی تھی۔۔۔۔ اس کی آنکھوں میں دبے ہوئے غصہ کی چمک تھی۔۔۔۔

میں حیران تھی کہ ایسا خوب صورت نوجوان جس پر حسین وجمیل لڑکیاں آسانی سے مر سکتی ہیں۔۔۔۔ ایسی حسین لڑکی کو چھوڑ کر اس کی ماں میں کیوں دلچسپی لے رہا ہے؟

"خیر مجھے کیا۔۔۔۔؟ میں نے سر کو جھٹک کر کہا اور دوسری جانب نظریں گھما دیں کمرے کے دوسرے کونے میں ایک میز پر ایک اور خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس لڑکی کو دیکھنے کے بعد ہی پتہ چل جاتا تھا کہ وہ اعصابی امراض کی مریضہ ہے۔۔۔۔ اسے کسی پہلو قرار نہیں تھا۔۔۔۔ وہ سرتاپا مضطرب تھی۔۔۔۔ ہلکے سنہری مائل بال تھے۔ اور گندمی رنگ۔ نقوش بھی کافی دلکش تھے۔۔۔۔ سگریٹ پینے کی عادی معلوم ہوتی تھی۔۔۔۔ کیونکہ وہ ہر سگریٹ ختم ہونے کے بعد دوسری سگریٹ سلگا لیتی تھی اور

بڑی تیز نظروں سے راجن کی جانب دیکھنے لگتی تھی اس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ اس کا نام کامنی ہے اور واقعی وہ اپنے اعصاب کو آرام دینے کے لئے سینی ٹوریم میں داخل ہوئی ہے ـــــ میرا اندازہ ہے کہ وہ بھی راجن کے چاہنے والیوں میں سے ایک ہے ـــــ ایک اور بوڑھا شخص بھی مریضوں میں شامل ہے ـــــ اس کی صورت سے مریضوں کی تلخی اور بڑھاپے کا اکھٹرپنا دونوں پوری طرح نمایاں ہیں ـــــ ہر پندرہ منٹ کے بعد کھانسنے کا عادی ہے۔ انگریزوں کی طرح بڑا سا پائپ پیتا ہے ـــــ

کھانے کی میز پر ایک اور نوجوان سے بھی تعارف ہوا ـــــ وہ ڈاکٹر مہتہ کا بھتیجا ہے ـــــ اس کا نام سنیل دت ہے اور اپنے چچا کے پاس عارضی طور پر مقیم ہے ـــــ

ایک اور بنگالی لڑکا بھی ڈاکٹر مہتہ کے پاس ملازم ہے۔ جو غالباً چھوٹے موٹے کام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک دو نرسیں بھی ضرور ہوں گی لیکن رات کو سونے کے لئے رخصت ہوتے وقت ہمیں کوئی نرس نظر نہیں آئی تھی ـــــ ہاں یاد آیا چندرا دیوی کے ساتھ ایک چھوٹا سا بچہ ہے ـــــ جو اس کا بھتیجا۔ یا بھانجا ہوتا ہے ـــــ چندرا دیوی عورتوں کی ایک مشہور انجمن کی صدر ہے۔ اور کافی مالدار ہے ـــــ

معاف کیجئے اپنا تعارف اور تفصیل ذرا غیر ضروری طور پر طویل ہو گئی ہے۔ لیکن اس کے بغیر چارہ بھی نہیں تھا۔ کیونکہ آئندہ واقعات سمجھنے کے لئے آپ کو یہ سب باتیں ذہن میں رکھنی پڑیں گی ـــــ

ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ رات کو سینی ٹوریم میں مقیم سب آدمیوں سے تعارف ہوا۔ اور کھانا وغیرہ کھانے کے لیے ہم لوگ اپنے اپنے کمروں میں سونے کے لئے چلے گئے ـــــ سینی ٹوریم چونکہ شہر سے کوئی تیس میل کے فاصلہ پر ایک پرفضا مقام پر بنا ہوا تھا ـــــ اس لئے بظاہر جگہ بڑی حسین تھی ـــــ لیکن نہ جانے کیوں میرا دل بڑا اداس تھا ـــــ نہ جانے کیوں مجھ پر ایک سہم سا طاری تھا ـــــ شاید اس کی وجہ جگہ کی تبدیلی ہو ـــــ

رات کو بڑی دیر تک کروٹیں بدلنے کے بعد نیند آسکی ـــــ لیکن شاید ابھی صرف دو تین گھنٹے ہی سوئی ہوں گی کہ وہ عجیب وغریب آواز سن کر میری آنکھ کھل گئی ـــــ

اور اب میں کھڑکی میں کھڑی ہوئی سوچ رہی تھی کہ وہ کیا آواز تھی ـــــ ایک بار پھر خوف و دہشت مجھ پر غلبہ پانے لگے ـــــ ایک لمحہ کے لئے میں نے سوچا کہ میں ونود کو جگا دوں ـــــ مگر پھر یہ سوچ کر رک گئی کہ اسے خواہ مخواہ نیند سے نہیں جگانا چاہیئے ـــــ وہ پرجوش قسم کا لڑکا ہے فوراً نیچے دوڑ جائیگا ـــــ ایسے میں سردی لگ جانے کا ڈر رہتا ہے ـــــ

چند لمحوں تک میں بت بنی کھڑی رہی ـــــ پھر ذرا حواس قابو میں آئے تو میں نے کھڑکی میں جھک کر نیچے نظر ڈالی ـــــ دھندلی چاندنی میں نیچے چنبیلی کے تختوں میں مجھے کوئی چیز پڑی ہوئی نظر آئی ـــــ میرا دل خوف سے اچھل کر حلق میں آ اٹکا ـــــ

"وہ کیا چیز ہے ـــــ؟ میں نے خود سوال کیا ـــــ

شاید میری جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو گھبرا جاتی ـــــ لیکن مسٹر طارق کیساتھ

کام کرتے کرتے اب میرا دل کافی پختہ ہو گیا ہے اس لئے میں نے ہر قسم کے خوف پر غالب آ کر نیچے جا کر اس چیز کو دیکھنے کا فیصلہ کر لیا ــــــ

میں نے اپنا ربڑ کا سلیپر پہنا اور کانوں سے اونی شال لپیٹ کر آہستہ سے اپنے کمرے سے نکل گئی ــــــ باہر کوریڈور میں سناٹا چھایا ہوا تھا ــــ کسی ایک کمرے میں بھی روشنی کے آثار نہیں تھے ــــــ

میں پنجوں کے بل چلتی ہوئی زینے سے نیچے اتری ــــ خدا کا شکر ہے کہ راستے میں مجھے کوئی نہیں ملا ــــ صدر دروازہ کے پاس پہنچی تو یہ دیکھ کر حیرت میں رہ گئی کہ وہ کھلا ہوا تھا ــــ دونوں کواڑوں کے بیچ میں اتنی جگہ تھی جیسے کوئی آدمی نکل کر باہر گیا ہو یا اندر آیا ہو ــــــ

پہلے تو مجھے سخت پریشانی ہوئی ــــ لیکن پھر میں نے سمجھا کہ شاید رات کو چوکیدار دروازہ بند کرنا بھول گیا ہے ــــ میں نے اس جگہ ٹھہر کر چاروں طرف ایک نظر ڈالی اور آہستہ سے پھاٹک سے باہر نکل گئی ــــــ

میرا کمرہ چونکہ عمارت کی پشت پر واقع تھا اس لئے پوری عمارت کا چکر کاٹتے ہوئے پشت کی جانب پہنچی ــــ چاند کی پھیکی روشنی میں وہ چیز مجھے صاف نظر آ رہی تھی۔ لیکن اوپر سے ایک نظر دیکھنے کے بعد میں نے اب ذرا قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کی برابر میں ہی کوئی چیز اس طرح رکھی ہے جیسے کوئی شخص جھکا ہوا بیٹھا ہو ــــ میں اپنی شلوار کے پائینچے سنبھالتی ہوئی آگے بڑھی ــــ نرم نرم گھاس شبنم سے تر تھی اور پیروں کو کافی ٹھنڈ لگ رہی تھی ــــــ

کوئی دو گز کا فاصلہ باقی تھا کہ یکایک اس ڈھیر میں حرکت ہوئی اور ایک لڑکی

اپنی جگہ اچھل کر کھڑی ہو گئی ــــــــ

خوف کے مارے میرا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا ــــــــ

" تو یہ واقعی ایک لڑکی تھی " ــــــــ میں نے خود سے کہا ــــــــ پیلی چاندنی میں اگرچہ لڑکی کے چہرے کے تاثرات صاف طور سے نظر آ رہے تھے ۔ پھر بھی میں نے اسے پہچان لیا ــــــــ وہ چندرا دیوی کی لڑکی سمترا تھی ــــــــ

چند لمحوں تک اپنی اپنی جگہ ساکن کھڑے ہوئے ہم ایک دوسرے کو گھورتے رہے ــــــــ اس کے بعد میں آگے بڑھی ــــــــ اور اب پہلی بار قریب جانے کے بعد پتہ چلا کہ جو چیز میں نے اوپر سے دیکھی تھی وہ کسی آدمی کی لاش تھی ــــــــ

میں نے جھک کر دیکھا تو وہ راجن تھا ــــــــ خوبصورت نوجوان راجن ــــــــ ایک بار پھر میرا دل اچھل کر حلق میں آ اٹکا ــــــــ اور ایسی سردی میں ماتھے پر پسینہ آ گیا ــــــــ اس کا سر اور منہ خون آلود تھا ــــــــ

" یقیناً یہ اوپر چوتھی منزل سے گرا ہو گا " ــــــــ میں نے اپنے دل سے کہا ــــــــ " اور میری کھڑکی کے جنگلے سے ٹکرایا ہو گا ۔ جس کی وجہ سے سلاخیں جھک گئی تھیں " ۔

میں نے سمترا کی جانب تیز نظروں سے دیکھا اور جھک کر راجن کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا ــــــــ لیکن وہ مر چکا تھا ــــــــ ؟

دوسرا باب

"یہ تو مر چکا ہے"۔۔۔ ؟ میں نے اٹھ کر کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہاں" ۔۔۔ سمترا نے سر ہلا کر آہستہ سے جواب دیا۔۔۔ میں حیران تھی۔ کہ آخر سمترا یہاں کیسے آ گئی۔۔۔ جب میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا تھا۔ وہ نہیں تھی۔۔۔ کیا اس نے بھی اپنی کھڑکی سے کسی کے گرنے کی آواز سنی تھی۔۔۔ یا کیا۔۔۔ اف میرے بھگوان۔۔۔ ؟ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔ کیا سمترا نے ہی اسے چوتھی منزل سے دھکا دیا ہے۔۔۔ ؟

فوراً ہی مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔۔۔ رات جب میں سونے کے لئے اوپر اپنے کمرے میں جا رہی تھی تو زینے میں میں نے راجن اور سمترا کو کھڑے دیکھا تھا۔

وہ دونوں کسی بات پر جھگڑ رہے تھے ــــ میرے سارے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی
"اوہ بـــ کیا یہ ممکن ہے"ـــ میں نے خود سے سوال کیا ـــ" کیا واقعی
حسد میں سمترا نے راجن کو دھکا دے کر ہلاک کر دیا ہے"ـــ؟
سیکڑوں خیالات کیڑوں کی طرح میرے ذہن میں رینگنے لگے ـــ یکایک
سمترا آگے بڑھی اور میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئی بولی ــــ
"ہاں ـــ یہ مرچکا ہے۔ میں نے اپنے کمرے میں اس کے گرنے کی آواز
سنی تھی ــــ میں حیران تھی کہ یہ آواز کیسی ہے ـــ رفع استعجاب کے لئے
اُٹھ کر یہاں آتی تو"...... ؟ میں نے اس کی بات کاٹ دی ـــــ
"کیا تمہاری ماتاجی بھی جاگ رہی ہیں"ــــ
"نہیں ـــ میں بہت آہستہ سے اٹھ کر آئی ہوں ـــ میرا خیال ہے
وہ جاگی نہیں ہوں گی"ـــــ
میں خاموش کھڑی ہوئی اس کا منہ تک رہی تھی ـــ اس کا معصوم چہرا
چالاکی اور فریب سے دور معلوم ہوتا تھا ـــ نہ جانے کیوں مجھے یہ یقین ہوتا جا رہا
تھا کہ "نہیں سمترا ایسا نہیں کر سکتی ـــ وہ ایسی سنگدل اور خطرناک
لڑکی نہیں ہے"ـــــ
چنبیلی کے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے فضا مہک رہی تھی ـــ لیکن
ایک لاش کی موجودگی میں خوشبو اور خوبصورتی دونوں چیزیں بے اثر محسوس
ہو رہی تھیں ـــ چنبیلی کے پھول چاندنی میں اداس اداس نظر آ رہے تھے۔
جیسے وہ بھی مرحوم کا سوگ کر رہے ہوں ـــــ

"سنئے مس ایفی" ــــ یکایک سمترا نے میرے شانے پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا ــــ "اس وقت میں خواہ نخواہ کی مصیبت میں پھنس گئی ہوں ــــ تم اس بارے میں اب کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہو" ــــ

"میں یہیں ٹھہرتی ہوں" ــــ میں نے جواب دیا ــــ "تم فوراً جا کر ڈاکٹر مہتہ کو اطلاع کر دو اور پولیس اسٹیشن کو فون کر دو تاکہ سرکاری ڈاکٹر آ کر لاش کا معائنہ کر لے" ــــ ؟

"پولیس کو" ــــ ؟ اس نے خوف سے آنکھیں پھاڑ دیں ــــ

"ہاں ــــ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں" ــــ ؟

"لیکن کیوں" ــــ ؟ اس نے کہا ــــ "راجن چھت پر سے گر کر مرا ہے۔ اسے کسی نے قتل نہیں کیا ــــ پھر پولیس کی کیا ضرورت ہے" ــــ ؟

"کسی بھی اتفاقی حادثہ میں ہمیشہ پولیس کو بلایا جاتا ہے" ــــ میں نے اس کی جانب سرد نظروں سے گھورتے ہوئے کہا ــــ

اس نے اپنا سرد ہاتھ میرے بازو پر رکھ دیا ــــ اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا ــــ اس نے کسی قدر پریشان لہجے میں کہا ــــ

"لیکن مس ایفی ــــ اگر پولیس آئی تو میں مشکل میں پھنس جاؤں گی" ــــ ؟

"کیوں" ــــ ؟

کیونکہ پولیس تحقیقات کرے گی ــــ وہ چھت پر کیوں گیا تھا ــــ ؟ کیا اس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص بھی تھا ــــ رات کو آخری بار اس سے کون ملا تھا ــــ اس کا کسی سے جھگڑا تو نہیں ہوا تھا ــــ اور تم اچھی طرح

جانتی ہو کہ رات کو اس کا اور میرا جھگڑا ہوا تھا ــــــ نیچے پہ تم ہم دونوں کو جھگڑتے ہوئے دیکھ چکی ہو" ــــــ

"لیکن اس سے کیا ہوتا ہے" ــــــ؟ میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا ــــــ "کسی سے جھگڑا ہونے کے معنیٰ یہ تو نہیں ہیں کہ ہم اسے قتل ہی کر دیتے ہیں۔ دنیا میں روزانہ جھگڑے ہوتے ہیں" ــــــ

ہم دونوں سرگوشی کے انداز میں باتیں کر رہے تھے ــــــ میرے دل کو بے چینی سی لگی ہوئی تھی ــــــ میں چاہتی تھی کہ جلد از جلد ڈاکٹر مہتہ آ جائیں ــــــ لیکن سمترا سخت خوفزدہ تھی ــــــ

"تمہارے لئے کچھ نہیں" ــــــ اس نے میری بات کا جواب دیتے ہوئے کہا ــــــ "لیکن پولیس اس معمولی سے جھگڑے کا ذکر سن کر بال کی کھال نکالے گی ــــــ وہ فوراً اس نتیجہ پر پہنچ جائے گی کہ میں نے ہی راجن کو قتل کیا ہوگا" ــــــ

"نہیں ــــــ ایسا نہیں ہو سکتا" ــــــ میں نے اسے تسلی دینی چاہی ــــــ

"اوہ! مس لیفی آپ سمجھ نہیں رہیں ــــــ میں پولیس سے اس لئے خائف نہیں ہوں کہ وہ مجھ پر شک کرے گی ــــــ بلکہ میں اپنی ماتا جی کی طرف سے خوفزدہ ہوں" ؟

"ماتا جی کی طرف سے" ــــــ؟ میں نے حیرت کے لہجہ میں کہا ــــــ

"جی ہاں" ــــــ میں نہیں چاہتی کہ اس معاملہ میں میرا نام ملوّث ہو ــــــ میری ماتا جی کو علم ہوا تو ان کو بہت سخت صدمہ ہوگا ــــــ

میں چند لمحوں تک سوچتی رہی اس کے بعد میں نے جواب دیا ــــــ

"کچھ بھی ہو مس سمترا ــــــ فوری طور پر ہمیں ڈاکٹر مہتہ کو تو اطلاع کرنی ہی پڑے گی۔

اس کے بعد وہ جانیں کہ کیا کرنا ہوگا کیا نہیں"——

یہ کہہ کر میں نے واپس جانے کے لئے ایک قدم بڑھایا——سمترا فوراً آگے بڑھ کر میرے سامنے آکھڑی ہوئی اور خوشامدانہ لہجہ میں بولی——

"بھگوان کے لئے مس ایفی——جلدی نہ کیجئے——میری ایک بات سن لیجئے"——

"کہو"——

"تم اچھی طرح جانتی ہو کہ راجن مرچکا ہے"——

"ہاں"——

پھر اب مرنے کے بعد اسے کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ خواہ پولیس تحقیق کرے یا نہ کرے"——؟

"واضح طور پر کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو"——؟

"میں"——اس نے جھجکتے ہوئے لہجے میں اور زیادہ لوچ پیدا کرتے ہوئے کہا——"میرا مطلب ہے کہ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک ویران کنواں ہے——اگر ہم راجن کی لاش"........؟

"سمترا"——میں نے جلدی سے اس کی بات کاٹ دی——آخر یہ کیا پاگل پن ہے۔ کیا تم اپنے ساتھ مجھے بھی جیل بھجوانا چاہتی ہو——میں پوچھتی ہوں جب تم نے اسے اوپر سے دھکا نہیں دیا۔ تو پھر خوف کس بات کا ہے——؟ بتاؤ کیا تم بھی اس کے ساتھ چھت پر تھیں"——؟

مجھے خیال گذرا کہ اگر اس نے راجن کو دھکا بھی نہیں دیا——تو بھی شاید

وہ اس کے ساتھ چھت پر تھی" ــــــ؟

"نہیں نہیں" ــــــ اس نے جلدی سے گھبرا کر کہا ــــــ "نہ میں نے اسے دھکا دیا ــــــ اور نہ ہی میں اس کے ساتھ اوپر تھی ــــــ میرا مقصد تو صرف یہ ہے کہ وہ مر چکا ہے اس کے لئے دنیا کا کوئی کام اب کوئی معنی نہیں رکھتا" ــــــ

"آخر تم کہنا کیا چاہتی ہو" ــــــ میں نے جھنجھلا کر کہا "کیا تم یہ چاہتی ہو کہ ہم اس کی لاش کنوئیں میں پھینک کر چھپا دیں ــــــ؟ کم از کم ایک شریف اور ایماندار شخص ایسی حرکت کبھی نہیں کر سکتا" ــــــ

سمترا کے دل کو میری بات سے سخت صدمہ پہنچا ــــــ اسنے ندامت سے کہا "کبھی کبھی ایک شریف اور ایماندار آدمی کو بھی حالات سے مجبور ہو کر ایسا کرنا پڑتا ہے ــــــ کسی دوسرے شخص کی زندگی بچانے کی خاطر" ــــــ؟

"تم کسے بچا رہی ہو" ــــــ؟ میں نے سوال کیا ــــــ

"اپنی ماتا جی کو" ــــــ

"تمہارا مطلب ہے کہ تمہاری ماتا جی نے مسٹر راجن کو چھت پر سے دھکا دے دیا ہے" ــــــ

"اس نے میرا بازو تھام لیا اور خوفزدہ انداز میں انگلیاں میرے جسم میں کھبھاتے ہوئی بولی ــــــ

"نہیں ــــــ یہ بات نہیں ــــــ تم میری ماتا جی سے واقف نہیں ہو ــــــ کیا تم خیال کر سکتی ہو کہ عورتوں کی ایک پر وقار اور مشہور انجمن کی صدر، ایک شریف اور بیوہ خاتون کسی نوجوان سے رات کے دو بجے چھت پر ملے گی ــــــ؟

آہ مس ایفی تم ان سے واقف نہیں ہو — وہ بڑی اچھی ماں ہیں — وہ کسی کو قتل نہیں کرسکتیں" —

"پھر تم کیوں خوف زدہ ہو" —؟

"" اس لئے کہ اگر ماتا جی کو معلوم ہو گیا کہ پولیس مجھ پر راجن کے قتل کا شبہ کررہی ہے تو وہ مر جائیں گی — وہ اس غم میں گھل گھل کر مر جائیں گی۔ یا خود کشی کر لیں گی — اور یہ ایک قسم کا نفسیاتی قتل ہوگا" —؟

تم ضرورت سے زیادہ خوفزدہ ہو رہی ہو بہن — میں نے پھر اسے تسلی دی "حالانکہ بات کچھ بھی نہیں — میں ابھی جاکر ڈاکٹر مہتہ کو بلائے لیتی ہوں اور قصہ ختم ہو جائے گا" —

"اوہ! نہیں مس ایفی" — اس نے اور زیادہ سختی سے میرا بازو تھامتے ہوئے کہا۔ "کیا تم میری ماتا جی کو مارنا چاہتی ہو — وہ یقیناً اس غم سے مر جائیں گی — اگر اسے یہ معلوم ہو گیا کہ کسی طرح بھی میں اس حادثہ میں ملوث ہوں۔

میں چند لمحوں تک سوچتی رہی — سخت پریشان تھی کہ کیا کروں؟ کیا نہ کروں —؟ سمترا کی درخواست ٹھکرانا بھی مشکل تھا اور لاش کے بارے میں خاموش ہو جانا بھی — مجھے نہ جانے کیوں یہ یقین سا ہوتا جا رہا تھا کہ وہ بے گناہ ہے — آخر کچھ دیر کے بعد ایک ترکیب میرے ذہن میں آگئی — میں نے اس سے کہا —

"اچھا سنو — میں یہاں ٹھہرتی ہوں۔ تم فوراً اپنے کمرے میں جاکر آرام سے لیٹ جاؤ — تمہارے جاتے کے دس منٹ بعد میں ڈاکٹر مہتہ کو بلا لاؤنگی۔

اور کسی سے تمہارا نام نہ لوں گی کہ تم مجھ سے پہلے یہاں پہنچ گئی تھیں"۔۔۔۔

"اوہ! مس ایفی۔۔۔۔ تم عورت نہیں فرشتہ ہو"۔۔۔۔ اس نے جوش سے میرا ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔۔۔۔ میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھول سکتی۔۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں ایک درخواست اور کرنا چاہتی ہوں"۔۔۔۔

"جلد کہو"۔۔۔۔

"تم ابھی جاکر مسٹر طارق کو فون کر دینا۔۔۔۔ مجھے ان کی امداد کی سخت ضرورت ہے۔ اس مشکل میں وہی میری مدد کر سکتے ہیں"۔۔۔۔

"اچھا اب تم جاؤ"۔۔۔۔ میں نے اسے دھکیلتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"نہیں میں جب تک نہیں جاؤں گی جب تک وعدہ نہیں کرو گی کہ تم ڈاکٹر طارق کو بلا دو گی۔۔۔۔ میں اپنا کیس انہی کے سپرد کرنا چاہتی ہوں"۔۔۔۔

"اچھا اچھا اب تم جاؤ"۔۔۔۔ میں نے پھر اسے دھکیلتے ہوئے کہا۔۔"میں انہیں فون کر دوں گی"۔۔۔۔

"بہت بہت شکریہ"۔۔۔۔ اس نے ممنون لہجہ میں کہا۔ اور پلٹ کر تیزی سے چلی گئی۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد میں اپنی جگہ خاموش کھڑی ہوئی حیرت سے تمام واقعات پر نظر ڈالتی رہی۔ بمترا میری رائے میں بالکل بے گناہ تھی۔ پھر وہ کیوں خوفزدہ تھی۔۔۔۔؟۔۔۔۔ شاید اس کی ماں چھت پر ہوگی۔۔۔۔ رات کی ذرا سی ملاقات سے ہی میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اس نوجوان میں دلچسپی لے رہی تھی۔۔۔۔

میں نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ میں مسٹر طارق کو ضرور فون کروں گی تاکہ وہ یہاں آکر اس معاملہ پر اپنی رائے دے سکیں ـــــ

دس منٹ کے بعد میں تیز قدموں سے چلتی ہوئی صدر دروازہ کی جانب گئی ـــــ دروازہ اس وقت بند تھا ـــــ میں نے ہینڈل پکڑ کر اسے دھکیلا۔ لیکن دروازہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ میں نے اور زیادہ زور سے دھکا دیا ـــــ

دروازہ اندر سے بند تھا ـــــ؟

میں گھبرا گئی ـــــ میں نے سوچا سمیرا لاشعوری طور پر دروازہ اندر سے بند کر کے چلی گئی ـــــ جلدی میں وہ یہ بھی بھول گئی کہ میں باہر کھڑی تھی ـــــ

"لیکن کیا واقعی وہ لاشعوری طور پر دروازہ بند کر گئی ہے۔ یا اس نے جان بوجھ کر یہ حرکت کی ہے" ـــــ؟ یکا یک ایک نیا خیال میرے ذہن میں آیا اس وقت عمارت میں مقیم تمام آدمی سو رہے تھے ـــــ صرف میں اور راجن کی لاش باہر تھی ـــــ اور اندر سے دروازہ بند تھا ـــــ لوگوں کو جب یہ معلوم ہوگا کہ میں باہر ہوں اور چنبیلی کے تختوں میں ایک لاش پڑی ہے تو وہ کیا سوچیں گے؟

میری رگوں میں خوف کی لہریں دوڑ گئیں ـــــ لیکن کچھ بھی ہو دروازہ ضرور کھلوانا تھا۔ میں زیادہ دیر ٹھنڈ میں نہیں رہ سکتی تھی ـــــ

میں نے دروازہ پر لگی ہوئی بجلی کی گھنٹی کا بٹن دبا دیا ـــــ لیکن مجھے دور فاصلے پر گھنٹی بجنے کی آواز بھی نہ سنائی دی ـــــ

"تو کیا دروازہ بند کرنے کے ساتھ ہی گھنٹی کا کنکشن بھی کاٹ دیا گیا ہے ـــــ؟ خوف کے مارے میرے حلق میں کانٹے سے پڑ گئے ـــــ اب کیا کروں ـــــ؟

میں نے خود سے سوال کیا ـــــ کیا پھر عمارت کی پشت پر جا کر زور زور سے چیخوں تاکہ مریض چونک کر کھڑکیوں سے جھانکنے لگیں ـــــ لیکن کتنی عجیب بات ہوگی۔

"پھر ـــــ کیا ہو؟ دروازہ کیسے کھلے" ـــــ؟

"دروازہ زور زور سے تھپتھپاؤ" ـــــ دل نے جواب دیا ـــــ اب زیادہ سوچنا فضول تھا ـــــ حادثہ کی اطلاع جلد از جلد ڈاکٹر مہتہ کو اور پولیس کو کرنی تھی ـــــ چنانچہ یہ سوچ کر میں نے اپنی پوری قوت سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیا ـــــ

تیسرا باب

دروازہ پر دو تین منٹ مسلسل کھٹکھٹانے کے بعد میں نے زینے پر کسی کے قدموں کی آواز سنی اور ایک غراتی ہوئی مردانہ آواز آئی ــــ

"کون ہے ــــ؟"

جواب میں میں نے پھر دروازہ کھٹکھٹایا ــــ قدموں کی چاپ نزدیک آگئی کسی نے دروازہ کھول دیا ــــ

میرے سامنے ہی ڈاکٹر کا بھتیجا نوجوان سنیل کھڑا تھا ــــ نیند سے اٹھکر آنے کی وجہ سے اس کے چہرے پر تلخی کے آثار تھے۔ لیکن مجھے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی ــــ

"اوہ! مس ایقی ــــ کیا آپ ٹہلنے گئی تھیں ــــ؟"

"نہیں" ـــــ میں نے جلدی سے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا ـــــ "یہ کوئی ٹہلنے کا وقت ہے؟ کسی نے مجھے باہر پاکر دروازہ بند کر دیا تھا" ـــــ

"اچھا" ـــــ اس نے تعجب سے آنکھیں پھیلا دیں ـــــ

"ڈاکٹر مہتہ کا کمرہ کونسا ہے" ـــــ ؟ میں نے سوال کیا ـــــ

"وہ داہنی جانب والے آخری کمرے میں سوتے ہیں" ـــــ سنیل نے جواب دیا۔

میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور جلدی سے ڈاکٹر کے کمرے کی جانب چل پڑی۔

یکایک سنیل نے پھر آواز دی ـــــ

"مس ایلی" ـــــ ؟

میں رک کر کھڑی ہو گئی ـــــ

"کیا بات ہے ـــــ! آپ کچھ پریشان سی ہیں" ـــــ ؟

"ہاں باہر ایک شخص کی لاش پڑی ہے" ـــــ ؟

"لاش" ـــــ وہ چونک پڑا ـــــ

"ہاں ـــــ ایک آدمی کی لاش ـــــ باہر کوئی چیز گرنے کی آواز سن کر میری آنکھ کھل گئی تھی ـــــ میں نے اٹھ کر کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا تو چنبیلی کے تختوں میں کوئی چیز پھیلی ہوئی پڑی تھی ـــــ میں فوراً بھاگی ہوئی نیچے گئی تو دیکھا کہ وہ لاش تھی" ـــــ

"کس کی لاش تھی وہ" ـــــ سنیل نے خوفزدہ لہجہ میں سوال کیا۔

"شاید مسٹر راجن کی ہے" ـــــ ؟

"راجن کی" ـــــ ؟ سنیل نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کوئی اسکا گلا گھونٹ رہا ہو۔

"ہاں"۔۔۔ میں نے جلدی سے کہا"۔۔۔ لیکن اب باتوں میں وقت مت ضائع کرو۔۔۔ ہمیں فوراً ڈاکٹر مہتہ کو اطلاع کر دینی چاہیئے"۔۔۔؟

"تو آپ یہیں ٹھہرئیے۔۔۔ میں جا کر انہیں بلائے لاتا ہوں"۔۔۔

یہ کہہ کر وہ ڈاکٹر کو بلانے کے لئے چلا۔۔۔ لیکن چند قدم ہی گیا ہوگا کہ پھر دروازہ زور زور سے کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی۔۔۔ سنیل نے گھوم کر میری جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا اور پھر واپس ہو کر دروازہ کھولنے چلا گیا۔۔۔

دروازہ کھلتے ہی لال پگڑی والے دو آدمی نظر آئے۔۔۔ وہ دونوں سپاہی تھے۔۔۔ ان میں سے ایک پہلے کا افسر معلوم ہوتا تھا۔ وہ آگے بڑھ کر بولا۔۔۔

ڈاکٹر مہتہ کہاں ہیں۔۔۔ ان سے فوراً جا کر کہئے کہ ہیڈ کانسٹبل جوگندر سنگھ انہیں بلا رہا ہے۔۔۔ سینی ٹوریم کے پیچھے ایک آدمی کی لاش پڑی ہے"۔

میں حیران تھی کہ اس اجاڑ مقام پر پولیس کے سپاہی کہاں سے آگئے۔ بعد میں پتہ چلا کہ قریب ہی ایک قصبہ ہے جس میں پولیس اسٹیشن واقع ہے اور وہاں سے کچھ سپاہی روزانہ قرب وجوار کا گشت کرتے ہیں۔۔۔

"جی ہاں مجھے معلوم ہے"۔۔۔ سنیل نے کانسٹبل کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔۔۔ میں اسی لئے ڈاکٹر صاحب کو بلانے جا رہا تھا۔۔۔ میں ان کا بھتیجہ سنیل ہوں"۔۔۔

"تمہیں معلوم تھا"۔۔۔؟ جوگندر سنگھ نے حیرت سے سوال کیا۔۔۔

"ہاں — ابھی ابھی ان خاتون نے وہ لاش دیکھی ہے — انھوں نے ہی مجھے آکر بتایا ہے" —

"اچھا" — اس نے اور زیادہ تعجب سے کہا —

میں نے محسوس کیا کہ کانسٹیبل کی آنکھوں میں شک و شبہہ کے آثار پیدا ہو گئے ہم تینوں ہال کمرے کی طرف چند قدم بڑھے — ہیڈ کانسٹبل جگندر نے مجھ سے سوال کیا —

آپ کون ہیں — اور آپ کو کیسے لاش کے بارے میں علم ہوا" — ؟

میں اپنے کمرے میں سو رہی تھی — میں نے جواب دیا — "یکایک کوئی بھاری چیز گرنے کی آواز سنکر میری آنکھ کھل گئی" — ؟

"کتنا عرصہ ہوا اس بات کو" — ؟ اسنے میری بات کاٹتے ہوئے پوچھا —

"کوئی آدھا گھنٹہ" — ؟

"آدھا گھنٹہ" — کانسٹبل نے پھر شک آمیز لہجہ میں کہا — "آدھے گھنٹے سے آپ کو معلوم ہے کہ ایک انسان کی لاش باہر پڑی ہے اور آپ اب تک اس طرح سکون و اطمینان سے ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں" — ؟

سنیل نے ہمیں باتوں میں مصروف دیکھ کر کہا —

"اچھا میں ڈاکٹر مہتہ کو بلائے لاتا ہوں" — ؟

یہ کہہ کر وہ ڈاکٹر صاحب کو بلانے چلا گیا — میں نے کانسٹبل کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا —

"دراصل کوئی چیز گرنے کی آواز سنکر بہت دیر تک میں بستر پر ہی پڑی

ہوئی سوچتی رہی ـــــ پھر میں نے کھڑکی کھول کر دیکھا تو نیچے کوئی چیز پڑی تھی۔
کئی منٹ تک میں سوچتی رہی کہ نیچے جاؤں یا نہ جاؤں ـــــ کیونکہ اوپر سے
مجھے بالکل نظر نہ آرہا تھا کہ نیچے کیا چیز پڑی ہے۔ آخر کار مجھے صبر نہ آیا تو میں
نے نیچے آکر دیکھا کہ وہ انسانی لاش تھی ـــــ لاش دیکھ کر میں ڈاکٹر مہتہ
کو بلانے کے لئے واپس آئی تو پتہ چلا کہ کسی نے میرے باہر جانے کے بعد
اندر سے دروازہ بند کر دیا ہے" ـــــ

"آپ نے باہر جاتے وقت کسی دوسرے شخص کو کیوں نہیں جگایا" ـــــ؟

"میں کسی دوسرے شخص کو رات کے وقت پریشان کرنا نہیں چاہتی
تھی ـــــ

"بڑی عجیب بات ہے" ہیڈ کانسٹیبل نے پھر مشکوک لہجہ میں کہا "ایک
عورت کا رات کو اس طرح تنہا چلے جانا ـــــ حیرت انگیز ہے" ـــــ

"کوئی حیرت کی بات نہیں" ـــــ میں نے جلدی سے کہا ـــــ "آپ مجھ سے
واقف نہیں ہیں ـــــ میں ڈاکٹر طارق کی پرائیوٹ سکریٹری ہوں ـــــ ڈاکٹر
طارق پرائیوٹ سراغرساں بھی ہیں ـــــ آپ نے ان کا نام ضرور سنا ہوگا۔
وہ بہت سے ایسے کیس حل کر چکے ہیں جس میں پولیس ناکام ہو چکی تھی ـــــ میں چونکہ
ایک عرصہ سے ان کے ساتھ کام کر رہی ہوں اس لئے اس قسم کے واقعات میرے
لئے نئے نہیں ہیں" ـــــ

جواب میں جوگندر سنگھ ہیڈ کانسٹبل ذرا غرایا اور جیب سے رومال نکالکر
پیشانی سے پسینہ پوچھنے لگا ـــــ میں نے اندازہ لگایا کہ ہیڈ کانسٹبل کیلئے یہ واقعہ

ضرور نیا اور حیرت انگیز تھا کہ اسے ایک پرائیوٹ سراغرساں کی سکریٹری عورت سے واسطہ پڑا تھا ـــــ اس نے پسینہ صاف کرکے رومال دوبارہ جیب میں رکھتے ہوئے کہا ـــــ

"ہم اپنے کیس خود ہی حل کر لیتے ہیں ـــــ ہمیں کسی کی امداد کی ضرورت نہیں ہوتی" ـــــ ایک لمحہ کے لئے خاموش رہ کر اس نے یکایک مجھ سے سوال کیا۔

"وہ آدمی چھت سے نیچے کیسے گر پڑا" ـــــ؟

"مجھے کیا معلوم" ـــــ

"کیا وہ اوپر اکیلا تھا" ـــــ؟

"کہہ نہیں سکتی" ـــــ

"شاید اس نے چھلانگ لگائی ہے" ـــــ؟

"ہو سکتا ہے" ـــــ میں نے جواب دیا ـــــ "لیکن میں نے جو آواز سنی وہ چھلانگ لگانے کی نہیں تھی بلکہ پھسل کر گرنے کی تھی" ـــــ

ایک لمحہ کیلئے پھر خاموشی چھا گئی ـــــ اس بار میں نے اس سے پوچھا۔

"آپ کو لاش کے بارے میں کیسے علم ہوا" ـــــ؟

"میں اور کانسٹبل ننھا سنگھ سڑک سے گذر رہے تھے" ـــــ جوگندر سنگھ نے جواب دیا ـــــ "یکایک مجھے دور سے کوئی چیز حرکت کرتی ہوئی نظر آئی ـــــ مجھے شک گذرا ـــــ قریب آکر دیکھا تو وہ حرکت کرنے والی چیز غائب تھی البتہ ایک لاش وہاں پڑی تھی" ـــــ

"وہ حرکت کرنے والی چیز غالباً آپ نے مجھے دروازے کی جانب آتے

ہوئے دیکھا ہوگا"۔۔۔

"شاید"۔۔۔ اس نے کہا۔ "لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ شخص رات کے دو بجے چھت پر کیا کر رہا تھا"۔۔۔؟

"میں کیا بتا سکتی ہوں"۔۔۔ مجھے خود حیرت ہے"۔۔۔ میں نے جواب دیا۔ مگر اچانک تو ایسا واقعہ پیش نہیں آسکتا۔۔۔؟ رات کو ضرور کوئی خاص واقعہ پیش آیا ہوگا۔۔۔ کیا آپ نے رات کوئی غیر معمولی بات نوٹ کی تھی۔۔۔ میرا مطلب ہے شاید اس شخص نے زیادہ شراب پی لی ہو"۔۔۔

"نہیں"۔۔۔ میں نے جواب دیا۔ "میں کل شام ہی سینی ٹوریم میں آئی تھی۔ کھانے کی میز پر سب لوگوں سے مختصر سی ملاقات ہوئی تھی اس کے بعد جلد ہی میں سونے کے لئے چلی گئی"۔۔۔

"ہوں"۔۔۔ جوگندر سنگھ نے پگڑی اتار کر سر کھجاتے ہوئے ہنکارا بھرا۔۔۔

اسی وقت دور سے قدموں کی آواز سنائی دی اور ڈاکٹر مہتہ آتے نظر آئے۔۔۔ سینیل ان کے پیچھے پیچھے آرہا تھا۔۔۔ ڈاکٹر مہتہ کافی گھبرائے ہوئے تھے۔ آتے ہی وہ کانپتے ہوئے لہجے میں بولے۔۔۔

"اوہ! یہ قطعاً ناقابل یقین ہے۔۔۔ کسقدر خوفناک حادثہ ہے۔۔۔ رائین شام کو بالکل ٹھیک تھا۔۔۔ مسٹر جوگندر کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ مر چکا ہے۔۔۔؟ شاید وہ زندہ ہو اس لئے ہمیں جلد از جلد باہر چل کر اسے دیکھنا چاہئے"۔۔۔

"جی نہیں"۔۔۔ ہیڈ کانسٹبل نے جواب دیا۔۔۔ اس میں کوئی شک کی گنجائش باقی نہیں کہ وہ شخص مر چکا ہے"۔۔۔

اچانک زینے پر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی ـــــ ہم سب نے گھوم کر دیکھا تو سمترا اپنا سلیپنگ گون سنبھالے چلی آرہی تھی ـــــ ایک لمحہ کے لئے اس کی اور سنیل کی نگاہیں ملیں ـــــ

"کیا ہوا ـــــ؟" اس نے سوال کیا ـــــ جیسے اسے کچھ پتہ ہی نہ ہو ـــــ

"مسٹر راجن چوتھی منزل سے نیچے گر گئے ہیں" ـــــ سنیل نے جواب دیا ـــــ

"کیا مر گئے" ـــــ؟

"ہاں" ـــــ

وہ دونوں ہاتھ کولھوں پر رکھے اس طرح کھڑی تھی جیسے ابھی ابھی سو تی ہوئی اٹھ کر آئی ہو ـــــ کم از کم مجھے اس کا یہ انداز ناگوار گذرا ـــــ لیکن خیر چونکہ میں نے اس کی امداد کا وعدہ کر لیا تھا اس لئے خاموش رہی ـــــ ڈاکٹر مہتہ اور دونوں سپاہی لاش اٹھانے کے لئے باہر چلے گئے تھے. یکایک مجھے یاد آیا کہ ابھی مجھے مسٹر طارق کو بھی فون کرنا ہے ـــــ میں نے سنیل سے کہا ـــــ

"اچھا ـــــ میں چلتی ہوں. مجھے ذرا ایک فون کرنا ہے" ـــــ!

"ٹیلیفون ـــــ ہال کمرے کی برابر والے کمرے میں ہے" ـــــ سنیل نے جوابدیا.

"میں بھی باہر جاتا ہوں شاید انھیں میری ضرورت ہو" ـــــ

میں نے اثبات میں سر ہلایا. اور مڑ کر ٹیلیفون کرنے کے لئے چل پڑی ـــــ ہال کمرے کے برابر میں ہی وہ مستطیل نما کمرہ واقع تھا ـــــ اندر بالکل اندھیرا تھا. میں نے دیوار پر ٹٹول کر بجلی کا بٹن تلاش کیا ـــــ لیکن بٹن دبانے پر پتہ چلا کہ بلب لگا ہوا نہیں ہے ـــــ اندھیرے میں فون کرنا مشکل تھا اس لئے میں موم بتی لینے

کی غرض سے واپس ہال کمرے میں آگئی ــــــ لیکن ہال کمرہ میں قدم رکھتے ہی میرے قدم جہاں تھے وہیں ٹھٹک کر رہ گئے ــــ جس جگہ میں کھڑی تھی وہاں سے برآمدہ کی وہ جگہ صاف نظر آتی تھی جہاں ہم سب لوگ ابھی کھڑے تھے ــــ

میں نے دیکھا کہ میرے آنے کے بعد بھی سینیل وہیں کھڑا تھا ــــ اور شاید وہ میرے فون والے کمرے میں داخل ہونے کا انتظار کرتا رہا ــــ اس کے بعد جب میں نے فوراً ہی باہر ہال کمرے میں آکر دیکھا تو سمترا اور سینیل دونوں میری جانب سے بے خبر دوڑ کر ایک دوسرے سے اس طرح بغلگیر ہوئے جیسے وہ مدت کے بچھڑے ہوئے ہوں ــــ اور وہ ایک دوسرے کو بے تحاشہ پیار کرنے لگے۔

میں گھبرا کر پھر واپس فون کے کمرے میں چلی گئی اور اندھیرے میں ہی ڈائل گھمانے کی کوشش کرنے لگی ــــ

کئی بار غلط نمبر ملنے کے بعد آخرکار مسٹر طارق کی نیند سے بوجھل آواز سنائی دی۔

"ہیلو" ــــ

"ہیلو ڈاکٹر طارق ــــ میں ایفی بول رہی ہوں" ــــ

"ایفی ڈارلنگ" ــــ مسٹر طارق نے کہا ــــ "کیا بات ہے؟ خیریت تو ہے جو اس وقت فون کر رہی ہو ــــ ونود تو ٹھیک ہے" ــــ!

"ویسے تو سب خیریت ہے" ــــ میں نے جواب دیا ــــ "ونود بھی ٹھیک ہے آپ کو اس وقت میں نے اس لئے تکلیف دی ہے کہ یہاں سیتی ٹورہیم میں ایک حادثہ ہوگیا ہے" ــــ

یہ کہہ کر میں نے مختصر الفاظ میں اسے پورا واقعہ سنایا ــــ ساری بات سنکر

ڈاکٹر طارق نے سوچتے ہوئے کہا ——

" تو کیا اب تم یہ چاہتی ہو کہ میں وہاں آجاؤں " ——

" اگر تکلیف نہ ہو " —— ؟

" بہت اچھا ڈارلنگ " —— میں آدھے گھنٹے کے اندر اندر آرہا ہوں "

" شکریہ " —— میں نے جواب دیا اور فون بند کر دیا ——

ڈاکٹر طارق کے بار بار " ڈارلنگ " یا " ڈیئر " کہنے پر آپ مغالطہ میں مبتلا نہ ہوں در اصل ان کی عادت ہی ایسی ہے۔ یہ دونوں لفظ تقریباً ان کا تکیہ کلام بن چکے ہیں —— لیکن اس کا بہر حال مجھے اعتراف ہے کہ وہ مجھ پر ہمیشہ سے غیر معمولی طور پر مہربان رہے ہیں ——

فون کر کے میں باہر آئی تو سمترا اور سنیل جا چکے تھے —— لیکن اس مختصر سے عرصہ میں یہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ یہ لڑکی ہو سکتا ہے بے گناہ ہو —— پھر بھی ضرورت سے زیادہ پر اسرار ہے —— اور یہ نوجوان سنیل بھی —— !!!

چوتھا باب

باہر برآمدہ میں کوئی نہیں تھا اس لئے میں بھی ان لوگوں کے پاس ہی چلی گئی ــــ ڈاکٹر مہتہ لاش پر جھکے ہوئے تھے اور افسوسناک لہجے میں کہہ رہے تھے ــــ

"مجھے یقین بھی نہیں آسکتا تھا کہ راجن اس طرح مر جائے گا ــــ وہ بہت شریف اور نیک نوجوان تھا ــــ قدرتی مناظر اور چاندنی راتوں کا تو وہ دلدادہ تھا ــــ ضرور وہ چاندنی سے لطف اندوز ہونے کے لئے چھت پر آیا ہوگا ــــ جہاں اس کا بے خبری کے عالم میں پیر پھسل گیا ہوگا" ــــ

"کیا وہ آپ کا سکریٹری تھا" ــــ ؟ ہیڈ کانسٹیبل نے سوال کیا ــــ

"جی ہاں" ــــ ڈاکٹر نے جواب دیا ــــ وہ میرا اسکریٹری تھا ــــ بڑا

خوش مزاج اور محنتی شخص تھا۔ میرے تمام مریض اس سے ہمیشہ خوش رہتے تھے ۔۔۔ آہ! کسقدر خوفناک رات ہے ۔۔۔ بے چارہ راجن"۔۔۔

"لیکن ڈاکٹر مہتہ" ۔۔۔ ہیڈ کانسٹیبل نے کہا ۔۔۔" یہ بات بڑی عجیب سی ہے کہ ایک آدمی خواہ مخواہ چھت پر سے گر جائے۔ جبکہ چھت پر منڈیریں بھی بنی ہوئی ہیں ۔۔۔ کیا اس نے رات کو زیادہ شراب پی لی تھی"۔۔۔؟

"بالکل نہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر مہتہ نے جلدی سے کہا ۔۔۔" وہ حد سے زیادہ کبھی نہیں پیتا تھا ۔۔۔ میں نے اسے کبھی بہکتے ہوئے نہیں دیکھا"۔۔۔

عین اسی وقت اوپر تیسری منزل کی ایک کھڑکی کھلی اور ونود کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا ۔۔۔

کیوں بھئی کیا معاملہ ہے ۔۔۔؟ آپ لوگ وہاں کیوں جمع ہیں ۔۔۔ کیا کوئی حادثہ پیش آگیا ہے"۔۔۔؟

"مس ایفی آپ کے بھائی اٹھ گئے ہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر مہتہ نے لاش کے پاس سے اٹھتے ہوئے کہا ۔۔۔ میں نے کھڑکی کی جانب منہ کر کے چلاتے ہوئے کہا۔

"ونود تم فکر مت کرو ۔۔۔ مسٹر راجن چھت سے گر پڑے ہیں"۔۔۔

"کیا مر گئے ہیں" ۔۔۔؟ اس نے سوال کیا ۔۔۔

"ہاں"۔۔۔

ڈاکٹر مہتہ نے جلدی سے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ۔۔۔

"اوہ مس ایفی اتنی بلند آواز سے باتیں مت کرو ورنہ سارے مریض جاگ جائیں گے"۔۔۔

میں خاموش ہو گئی۔ ونود کھڑکی سے ہٹ گیا ـــــ مجھے یقین تھا کہ اب وہ ضرور آئے گا ـــــ لیکن اس کے آنے سے قبل ایک اور سایہ سا ہمیں اپنی جانب آتا نظر آیا ـــــ ذرا قریب آنے پر پتہ چلا وہ کامنی تھی ـــــ اعصابی مریضہ کامنی۔

کامنی نے دور سے ہی کہا ـــــ

"اوہ! ڈاکٹر مہتہ ـــــ کیا واقعی ایسا حادثہ پیش آ گیا ـــــ نہیں میں یقین نہیں کر سکتی ـــــ یہ ناممکن ہے ـــــ میں نے ابھی ابھی مس ایفی کو کچھ کہتے سنا تھا ـــــ آپ بتائیے کیا واقعی ایسا ہوا ہے" ـــــ؟

"ہاں مس کامنی" ـــــ ڈاکٹر مہتہ نے گمبھیر آواز میں کہا ـــــ مسٹر راجن چھت سے گر کر مر گئے ہیں" ـــــ!

کامنی نے یہ سنکر ایک چیخ ماری اور دوڑ کر راجن کی لاش سے چمٹ گئی اور میرا کل کا شبہ یقین میں بدل گیا کہ وہ بھی راجن کے چاہنے والوں میں سے ایک تھی ـــــ

سمترا میرے پیچھے کھڑی تھی ـــــ اور ونود آ کر میری برابر میں کھڑا ہو گیا تھا یکایک کامنی نے لاش پر سے سر اٹھایا۔ اور بھوکی شیرنی کی طرح چل کر میری جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی ـــــ

"راجن کو اس نے مارا ہے ـــــ اس عورت نے" ـــــ!

"کیا بک رہی ہو تم" ـــــ ونود نے غصہ میں بھر کر کہا ـــــ میری بہن ایسا کبھی نہیں کر سکتی ـــــ

کامنی نے جیسے اس کے الفاظ سنے ہی نہیں۔ وہ اسی طرح چیخ چیخ کر بولتی رہی۔

" کانسٹبل صاحب میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ راجن کو اس لڑکی نے چھت پر سے دھکا دیا ہے کیونکہ اس کی ماں راجن سے محبت کرتی تھی اور یہ جلتی تھی"۔

ونود کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ہیڈ کانسٹبل نے ونود کی جانب اشارہ کر کے پوچھا۔

" کیا تمہاری ماں بھی تمہارے ساتھ مقیم ہیں"۔

" جی نہیں" ونود نے طنزیہ کہا " میری ماتا جی مرگھٹ میں مقیم ہیں"۔

ہیڈ کانسٹبل کافی موٹی عقل کا آدمی تھا۔ وہ طنز کو نہ سمجھا اور بولا۔

" تو کیا واقعی تمہاری ماتا جی اس نوجوان سے محبت کرتی تھیں"۔

" یہ کیا حماقت ہے" ونود نے چلا کر کہا " میں کہہ چکا ہوں کہ میری ماتا جی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس بات کو دس سال گذر چکے ہیں اور تم"....؟

کامنی نے یکایک ونود کی بات کاٹ دی۔ وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

" نہیں۔ نہیں میں انہیں نہیں کہہ رہی۔ میں اس لڑکی کو کہہ رہی ہوں سمترا کو اس کی ماں چندرا دیوی راجن سے محبت کرتی تھی۔ اور سمترا اس سے جلتی تھی"۔

اب یکایک سنیل نے آگے بڑھ کر کامنی کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور غصہ میں بھر کر بولا۔

" مس کامنی اگر تم نے اپنی یہ بکواس بند نہیں کی تو میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گا۔

" مسٹر سنیل آپ کو ایک عورت کے منہ پر طمانچہ مارنے کا کوئی حق نہیں"!

کانسٹبل نے غرّا کر کہا ــــــ

"میں نے طمانچہ نہیں مارا ــــ اس کا منہ بند کیا ہے۔ تا کہ وہ اپنی حماقت آمیز باتوں سے دوسرے مسافروں کو نہ جگا دے" ــــ

"رحم کرو ــــ خدا کے لئے رحم کرو" ــــ ڈاکٹر مہتہ نے پریشانی کے لہجہ میں کہا ــــ "ذرا آہستہ بولو ورنہ سارے مریض پریشان ہو جائیں گے ــــ چلو بہتر ہے کہ یہاں سے سب اندر چلے چلیں" ــــ

تیسری منزل پر ایک کھڑکی اور کھلی اور سمترا کی ماتا چندرا دیوی نے جھانکتے ہوئے کہا ــــ

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ کیا واقعہ پیش آگیا ہے" ــــ ؟

سمترا نے پریشان نظروں سے چاروں طرف دیکھا اور پھر جلدی سے کہا ــــ

"ماتا جی کچھ نہیں ــــ ایک حادثہ پیش آگیا ہے ــــ آپ بستر پر لیٹ جائیے ــــ میں ابھی ایک منٹ میں آتی ہوں" ــــ

یہ کہہ کر وہ تیزی سے چلی گئی ــــ ڈاکٹر مہتہ نے سنیل سے کہا ــــ

"سنیل تم ذرا لاش اٹھوا کر اندر لے چلو ــــ میں اتنے میں پولیس اسٹیشن کو فون کر کے پولیس کے ڈاکٹر کو بلاتا ہوں" ــــ

"ڈاکٹر طارق بھی کچھ دیر میں پہونچنے ہی والے ہونگے" ــــ میں نے کہا ــــ

"اچھا ــــ ڈاکٹر مہتہ نے لمبا سا سانس کھینچتے ہوئے کہا ــــ کیا تم نے انہیں فون کیا تھا مس ایلی" ــــ ؟

"جی ہاں"——

اسی وقت دور سے ایک کار آتی نظر آئی —— میں نے ونود سے کہا——

"ونود دیکھنا شاید مسٹر طارق آگئے ہیں"——

کار آکر کھڑی ہوگئی —— ہم سب اس طرف بڑھے —— لیکن کار سے طارق کی بجائے ایک نرس اتری —— ڈاکٹر مہتہ نے نرس کو دیکھکر کہا——

"اوہ مس کلدیپ تم کہاں تھیں —— اتنی رات گئے سینی ٹوریم سے باہر ہو اگر کسی مریض کو کوئی ضرورت ہوتی"——؟

"یہ میری چھٹی کی رات ہے ڈاکٹر" —— نرس کلدیپ نے جلدی سے کہا۔ دراصل شہر میں اپنی سہیلی کے گھر گئی تھی —— باتوں باتوں میں وقت کا پتہ نہیں چلا —— اب مسٹر اجیت مجھے یہاں تک چھوڑنے آئے ہیں —— لیکن کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ یہاں کیا واقعہ پیش آگیا ہے جو اتنے لوگ جمع ہیں"——؟

"مسٹر راجن چھت سے گر کر ہلاک ہوگئے ہیں مس کلدیپ" —— سنیل نے جواب دیا——

"مسٹر راجن" —— کلدیپ کے منہ سے ایک چیخ سی نکلی —— "یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے —— اوہ! مسٹر راجن —— نہیں نہیں کوئی مغالطہ ہوگیا ہے"——؟

"نہیں مس کلدیپ" —— ڈاکٹر مہتہ نے کہا —— "مغالطہ نہیں۔ واقعی یہ حادثہ پیش آچکا ہے"——

کلدیپ نے دو ایک لمبے لمبے سانس کھینچے اور ماتھے پر اس طرح ہاتھ پھیرا جیسے اسے چکر آنے لگے ہوں —— ہم سب چونکہ واپس اندر چل پڑے تھے۔ اسلئے

مجبوراً نرس کو بھی اپنی حالت سنبھالنی پڑی۔۔۔

ہیڈ کانسٹبل نے اپنے ساتھی سپاہی نتھا سنگھ اور سینیل کی مدد سے راجن کی لاش اٹھائی اور ہال کمرے میں لے آیا۔۔

"چلو دیدی"۔۔۔ مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے"۔۔۔ ونود نے میرا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔۔۔

"چلو"۔۔۔ میں نے جواب دیا۔۔۔

ہم دونوں زینے کی طرف چل پڑے اور ہیڈ کانسٹبل سرکاری ڈاکٹر کو فون کرنے کے لئے فون والے کمرہ کی جانب روانہ ہو گیا۔۔۔

پانچواں باب

بستر پر لیٹنے کے بعد مجھے ہلکی غنودگی سی ہی ہوئی تھی کہ دروازہ پر دستک کی آواز سنائی دی۔۔۔

"کون ہے"۔۔۔؟ میں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"طارق"۔۔۔

میں فوراً بستر پر اچھل کر بیٹھ گئی۔۔۔ لیمپ روشن کیا اور اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔۔۔ ڈاکٹر طارق ہیٹ ہاتھ میں لئے اندر داخل ہوئے۔۔۔

"کیوں ایفی ڈارلنگ کیا بات ہے"؟

تشریف رکھئے۔۔۔ میں نے کرسی پیش کرتے ہوئے کہا۔۔۔ کیا نیچے آپ کو ڈاکٹر مہتہ ملے تھے"۔۔۔؟

"ہاں"

"آپ نے اس بدنصیب کی لاش دیکھی"؟

"دیکھ لی ہے۔ مجھے تو کوئی خاص بات نظر نہیں آتی۔ وہ چھت پر سے پھسل کر گر پڑا اور مر گیا"۔

وہ تو صاف ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ گرا کیسے؟ ڈاکٹر مہتہ کہتے ہیں کہ وہ زیادہ شراب پینے کا عادی نہیں تھا۔ چھت ڈھلواں بھی نہیں ہے پھر وہ کیسے گرا۔ اور رات کے دو بجے وہ چھت پر کیا کر رہا تھا"؟

"ہو سکتا ہے تارے گن رہا ہو"۔ مسٹر طارق نے مسکرا کر کہا۔ کیونکہ عاشقوں کے لئے دن کو مچھلیاں پکڑنے اور رات کو تارے گننے سے بہتر کوئی کام نہیں ہوتا"

"یہ بھی درست ہے"۔ میں نے ترچھی نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔ "لیکن سوال یہ ہے کہ وہ کس کے عشق میں تارے گن رہا تھا۔ چندرا دیوی کے عشق میں یا ان کی پر اسرار لڑکی سمترا کے عشق میں یا کامنی کے عشق میں"!

"یہ کامنی کون ہے؟ تم نے فون پر اس کے بارے میں تو کچھ نہیں بتایا"۔

"ہاں"۔ میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "وہ اس ڈرامہ میں اسٹیج پر بعد میں داخل ہوئی تھی"۔

اس کے بعد میں نے مختصر سے الفاظ میں کامنی کا حدود اربعہ ڈاکٹر طارق کو بتایا۔ اور اس کے بارے میں اپنا نظریہ بھی بیان کر دیا۔

"ہوں"۔ تو یہ بات ہے"۔ انھوں نے جیب سے سگریٹ نکال کر

سلگاتے ہوئے کہا۔۔۔

"میرے اندازے کے مطابق سمترا کی ماں کسی نہ کسی طرح اس معاملہ سے ضرور تعلق رکھتی ہے"۔۔۔ میں نے رائے پیش کی۔۔۔

"ہوسکتا ہے تمہارا خیال درست ہو۔۔۔ کیا تم اس وقت سمترا کو بلا سکتی ہو"۔۔۔!

"اب۔۔۔ تین بجے"۔۔۔

"ہاں"۔۔۔

"صبح مل لیجیے نا"۔۔۔؟

"نہیں۔۔۔ میں ابھی مل کر واپس چلا جانا چاہتا ہوں"۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟ صبح تک نہیں ٹھہریں گے"۔۔۔؟

"ٹھہروں گا کہاں!۔۔۔" "کیا تمہارے کمرے میں"۔۔۔؟

میں شرما کر خاموش ہو گئی۔۔۔ اتنے ہی میں دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی"۔۔۔

"کون ہے۔۔۔ اندر آجاؤ"۔۔۔؟ میں نے کہا۔۔۔

سمترا۔۔۔ سلیپنگ گون کا دامن سنبھالے کمرے میں داخل ہوئی۔ اور ڈاکٹر طارق کو سلام کر کے ان کے مقابل بیٹھ گئی۔۔۔

"آپ ہی کا نام سمترا ہے"؟ طارق نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"جی ہاں"۔۔۔ "لیکن آپ نے کیسے اندازہ لگایا"۔۔۔؟

"آپ کی شکل دیکھ کر"۔۔۔۔۔

"میں معافی چاہتی ہوں کہ میں نے آپ کو اس وقت آنے کی تکلیف دی ہے ۔۔۔۔ دراصل اپنی بہن سے میں نے ہی اصرار کیا تھا کہ وہ آپ کو فون کر دیں"۔۔۔۔

"کوئی بات نہیں ۔۔۔۔ فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔۔۔؟

"اب مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میں نے کیوں آپ کو تکلیف دی"۔۔۔ سمترا نے مسٹر طارق کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا ۔۔۔ دراصل اس وقت میں ضرورت سے زیادہ گھبرا گئی تھی بعد میں جب میں نے غور کیا ....!

"خیر کوئی بات نہیں ۔۔۔۔ ڈاکٹر طارق نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا ۔۔۔۔ یہ بتائیے کیا آپ مسٹر راجن کو بہت عرصہ سے جانتی تھیں"۔۔؟

"جی ہاں ۔۔۔۔ کئی سال سے ۔۔۔۔ ہم دونوں ایک ہی کالج کے اسٹوڈنٹ تھے ۔۔۔۔ لیکن ہماری واقفیت بہت زیادہ نہیں تھی"۔۔۔۔

اتنے ہی میں غسل خانہ کا دروازہ کھلا اور ونود نے گردن باہر نکالتے ہوئے کہا ۔۔۔۔

"اوہ! ڈاکٹر طارق ۔۔۔۔ خوشی ہوئی کہ آپ آ گئے ہیں ۔۔۔۔ کیا میں اندر آ سکتا ہوں ۔۔۔۔

"کیوں نہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر طارق نے سگریٹ کا کش لگا کر کہا ۔۔۔۔

ونود آ کر بیٹھ گیا ۔۔۔۔ ڈاکٹر طارق نے سمترا سے پوچھا ۔۔۔۔

"آپ کو حادثہ کا کیسے علم ہوا"۔۔۔۔؟

"میں نے اپنے کمرے میں باہر کی جانب کوئی چیز گرنے کی آواز سنی۔ رفع استعجاب کے لئے نیچے جا کر دیکھا تو وہ راجن کی لاش تھی"۔۔۔۔

"آپ مجھے کیوں بلانا چاہتی تھیں"۔۔۔۔؟

"میں نے عرض کیا نا۔۔۔۔ اس وقت میں بہت گھبرا گئی تھی"۔۔۔۔

میں نے اور ڈاکٹر طارق نے ایک دوسرے کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔۔۔ ایک بات ہم دونوں کے لئے بالکل صاف تھی۔۔۔۔ سمترا اب جان بوجھ کر حالات چھپا رہی تھی۔۔۔۔

آپ بتاتے ہوئے جھجک کیوں رہی ہیں"۔۔۔۔ یکایک ونود نے کہا۔ "بتا کیوں نہیں دیتیں کہ مسٹر راجن آپ کی ماتا جی سے روپیہ اینٹھ رہے تھے۔ اس لئے آپ ان سے ناخوش تھیں اور اسی معاملہ پر رات کو آپ ان سے لڑ رہی تھیں"۔۔۔۔

"اوہ!"۔۔۔۔ سمترا نے حیرت اور خوف سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں بھی ہمارے جھگڑے کا علم ہے"۔۔۔۔؟

"جی ہاں"۔۔۔۔ ونود نے جواب دیا۔۔۔۔ "میں نے بھی زینے سے گذرتے ہوئے آپ کو جھگڑتے دیکھا تھا"۔۔۔۔!

سمترا چند لمحوں تک ساکت بیٹھی رہی۔۔۔۔ اس کی نظریں نیچے فرش پر جمی ہوئی تھیں اور ڈاکٹر طارق بغور اس کے تاثرات کا جائزہ لے رہے تھے۔۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے سر اٹھایا۔۔۔۔ اور ایک لمبا سا سانس کھینچتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"بہت اچھا میں عرض کرتی ہوں ــــــ دراصل یہ سب کچھ مجھے بتاتے ہوئے شرم آتی ہے ــــــ لیکن حالات اس قسم کے پیدا ہو گئے ہیں کہ مجبوراً بتانا پڑ رہا ہے ــــــ ڈاکٹر طارق یہ حقیقت ہے کہ راجن چند ماہ سے ماتا جی پر بہت بری طرح اثر انداز ہو گیا تھا ــــــ میں تو ابھی آئی ہوں۔ لیکن ماتا جی کو قریباً چھ ماہ کا عرصہ یہاں رہتے ہوئے۔ ہو گیا ــــــ یہ بات بڑی عجیب سی ہے۔ کہ ماتا جی جنہیں بیوہ ہوئے پندرہ سال گذر چکے ہیں ــــــ اب ایک راجن جیسے نوجوان کے چکر میں پھنس گئیں ــــــ بہر حال یہ حقیقت ہے ــــــ اور واقعی وہ چھ ماہ سے ایک بہانہ کر کے ماتا جی سے روپیہ وصول کر رہا تھا" ــــــ؟

"وہ بہانہ کیا تھا" ــــــ؟ طارق نے پوچھا ــــــ

"محبت کا" ــــــ ونود نے لقمہ دیا ــــــ

"نہیں" ــــــ سمترا نے جلدی سے کہا ــــــ مجھے یہ بالکل یقین نہیں کہ ماتا جی سے اس کے تعلقات محبت کی حد تک پہنچ چکے تھے ــــــ بلکہ وہ ایک نیا سینی ٹوریم کھولنے کی تجویز کر رہا تھا ــــــ اس کے لئے اسے روپیئے کی ضرورت تھی ــــــ

"کیا راجن خود ڈاکٹر تھا" ــــــ ڈاکٹر طارق نے سوال کیا ــــــ

"جی نہیں ــــــ لیکن وہ کہتا تھا کہ میرا ایک دوست ڈاکٹر ہے ــــــ میں اس کی شراکت میں سینی ٹوریم کھولنا چاہتا ہوں" ــــــ

"کیا اس کی اس تجویز کے بارے میں ڈاکٹر مہتہ کو علم تھا" ــــــ؟

"نہیں ــــــ میرے خیال میں میرے اور ماتا جی کے علاوہ کسی کو بھی علم

نہیں تھا"——؟

"کیا مس کامنی کو بھی نہیں"—— میں نے سوال کیا——

"کہہ نہیں سکتی"——

"کامنی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے"——؟ ڈاکٹر طارق نے سوال کیا۔

میرے خیال میں وہ بھی راجن کے چکر میں پھنسی ہوئی تھی —— وہ ہم سے بہت جلتی ہے —— شاید اس سے راجن نے کچھ رقم اینٹھی ہے"——

ڈاکٹر طارق چند لمحوں تک سوچتے رہے —— پھر بولے ——

"مس سمترا —— میں ابھی تک یہ نہیں سمجھ پایا کہ آپ مجھ سے کیوں ملنا چاہتی تھیں —— مجھے تو آپ کی ذات کو کوئی خطرہ نظر نہیں آتا —— حالانکہ ابھی کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت آپ اس قدر گھبرائی ہوئی تھیں جیسے خود آپ کی یا آپ کی ماتا جی کی جان کو کوئی خطرہ ہو"——

"اسی بارے میں تو میں آپ سے معافی مانگ رہی ہوں"—— سمترا نے نظریں نیچی کرتے ہوئے کہا—— "میں اس وقت نہ جانے کیوں بہت گھبرا گئی تھی"۔

ایک بار پھر میری اور ڈاکٹر طارق کی نظریں ملیں —— "ہم دونوں بیک وقت ایک ہی نتیجہ پر پہنچے کہ سمترا اس سے بہت زیادہ جانتی ہے جتنے حالات وہ بتا رہی ہے"——

ڈاکٹر طارق کرسی سے اٹھکر ٹہلنے لگے —— سمترا نے چند لمحوں کے بعد کہا۔

"دراصل میں صرف اپنی ماتا جی کی جانب سے خوفزدہ تھی"——؟

"کیوں —— کیا وہ حادثہ کے وقت راجن کے ساتھ چھت پر تھیں"——؟

"نہیں ۔۔۔ بالکل نہیں"۔۔۔

"کیا تم انہیں کے کمرے میں سوتی ہو"۔۔۔؟

"جی ہاں ۔۔۔ کبھی کبھی ۔۔۔ دراصل ماتا جی نے دو کمرے لے رکھے ہیں ۔۔۔ ایک میں وہ خود سوتی ہیں اور دوسرے میں میرا خالہ زاد بھائی ادمی۔ ادمی ابھی بچہ ہے ۔۔۔ اس لئے میں کبھی اس کے کمرے میں سو جاتی ہوں اور کبھی ماتا جی کے کمرے میں"۔۔۔

"ڈاکٹر طارق" ۔۔۔ میں نے سگریٹ کے دھوئیں سے گھبرا کر کہا۔۔۔"آپ ٹہل رہے ہیں تو ذرا کھڑکی ہی کھول دیجئے"۔۔۔

ڈاکٹر طارق نے آگے بڑھ کر کھڑکی کھول دی اور کھڑکی سے باہر گردن نکال کر ادھر اُدھر دیکھنے لگے ۔۔۔ یکایک انھوں نے کسی قدر متحیر لہجہ میں پوچھا ۔۔۔

"لیفٹی ڈیر ۔۔۔ یہ تمہاری کھڑکی کے چھجے پر کپڑا کیا پڑا ہے"۔۔۔؟

"کپڑا ۔۔۔ میں نے تعجب سے کہا ۔۔۔ میں نے تو کوئی کپڑا نہیں ڈالا"۔

"پھر یہ کیا ہے"۔۔۔؟

ونود اٹھ کر ان کے پاس کھڑکی میں جا کھڑا ہوا ۔۔۔ وہ دونوں پھر گردن باہر نکال کر اوپر کی جانب دیکھنے لگے ۔۔۔

"یہ تو پیٹی کوٹ سا معلوم ہوتا ہے" ۔۔۔ ونود نے کہا ۔۔۔

"نہیں کچھ اور ہے ۔۔۔ ڈاکٹر طارق نے جواب دیا ۔۔۔ پیٹی کوٹ ہوتا تو اس میں کوتا نہ ہوتا"۔۔۔

"لیکن ڈاکٹر طارق" ۔۔۔ میں نے پریشانی کے لہجہ میں کہا ۔۔۔ سونے

سے پہلے جب میں نے کھڑکی کھول کر دیکھا تھا ــــ اس وقت تو کوئی کپڑا وہاں نہیں تھا" ــــ

"اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ کپڑا دس اور دو بجے کے درمیان یہاں آیا ہے" ــــ

"یہی ہو سکتا ہے" ــــ

میں اور سمترا بھی اٹھ کر کھڑکی میں جا کھڑے ہوئے ــــ ڈاکٹر طارق اور ونود وہاں سے ہٹ گئے ــــ تاکہ ہم دونوں اچھی طرح دیکھ سکیں۔

ہم دونوں نے گردن باہر نکال کر اسے دیکھا ــــ سمترا ہاتھ بڑھا کر اسے کھینچنا چاہتی تھی کہ ڈاکٹر طارق نے جلدی سے کہا ــــ

"نہیں! نہیں اسے ہاتھ مت لگانا ہو سکتا ہے اسی سے حادثہ کے بارے میں کوئی خاص بات معلوم ہو جائے" ــــ

سمترا نے ہاتھ کھینچ لیا ــــ اور ہم دونوں واپس کرسی پر آ بیٹھیں۔ ڈاکٹر طارق نے کھڑکی بند کرتے ہوئے کہا ــــ

"میں اسی وقت اوپر چھت پر جا کر موقعہ واردات دیکھنا چاہتا ہوں اور اس کپڑے کے بارے میں بھی جاننا چاہتا ہوں" ــــ

"میں بھی چلوں گی" ــــ میں نے اٹھتے ہوئے کہا ــــ

لیکن اینفی ڈارلنگ ــــ! سردی سخت ہو رہی ہے ــــ تم پہلے ہی کافی دیر ٹھنڈ میں رہ چکی ہو ــــ ایسا نہ ہو کہ ٹھنڈ لگ جائے" ــــ؟

"نہیں" ____ میں نے ضد کرتے ہوئے کہا ____ میں تو ضرور چلوں گی ____!

"اور میں بھی" ____ ونود نے اٹھتے ہوئے کہا ____

ڈاکٹر طارق ہم تینوں کو آمادہ دیکھ کر خاموش ہو گئے ____

اور ہم لوگ چوتھی منزل کی جانب روانہ ہو گئے ____

چھٹا باب

چھت پر زینہ کے برابر ہی ایک بڑا سا کمرہ تھا جسمیں مریضوں کا فالتو سامان اور بڑے بڑے بکس وغیرہ رکھے جاتے تھے ــــــ باقی چھت بالکل ہموار سطح کی تھی ــــــ کناروں پر کوئی ڈیڑھ دو فٹ اونچی منڈیں کھڑی تھیں۔

ہم لوگ چلتے ہوئے پشت کی جانب والی منڈیر پر جا کھڑے ہوئے ــــــ کم از کم اس منڈیر کے ہوتے ہوئے کسی آدمی کا پھسلنا ناممکن تھا ــــــ جب تک وہ حد سے زیادہ نشہ میں نہ ہو ــــــ

ڈاکٹر طارق نے نیچے جھانک کر دیکھا ــــــ میرے کمرے کی کھڑکی کے چھجے پر سفید رنگ کا وہ کپڑا پھیلا ہوا تھا ــــــ اور کھڑکی کے سامنے لگے ہوئے جنگلے کی سلاخیں کسی قدر مڑی ہوئی تھیں ــــــ

ڈاکٹر طارق بہت دیر تک اس جگہ منڈیر پر کسی قسم کے نشانات تلاش کرنے کی کوشش کرتے رہے — پھر کچھ دیر کے بعد بولے —

"مجھے ایک مضبوط رسّہ چاہئے" — !

"رسّہ کا کیا ہوگا" — ؟ میں نے پوچھا —

"میں رسّہ کے ذریعہ اتر کر چھجے پر بنے ہوئے نشانات قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں" —

"میں رسّہ لاتی ہوں" — سمترا نے پیش کش کی — اور وہ رسّہ لینے چلی گئی — مجھے ونود کی جانب سے ڈر تھا کہ کہیں اسے ٹھنڈ نہ لگ جائے۔ اسلئے میں نے اسے کانوں پر مفلر لپیٹنے کے لئے نیچے بھیج دیا —

تنہائی ہو جانے پر طارق نے پوچھا —

"کیوں مس ایلی — تمہارے خیال میں یہ شخص راجن کیسا آدمی تھا" ؟

"کچھ کہا نہیں جا سکتا — ایک بار ہی مجھے اس سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے —

"پھر بھی" — ڈاکٹر طارق نے کہا — "تم نے اس ایک ملاقات میں اس کے بارے میں کیا رائے قائم کی" — ؟

"وہ بہت خوبصورت نوجوان تھا" — میں نے تسلیم کیا — اور میں سمجھتی ہوں کہ عورتوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے میں بھی وہ ماہر تھا — ہر لڑکی سے وہ فوراً اس طرح بے تکلف ہوتا جاتا جیسے وہ برسوں کے دوست ہوں۔ مثلاً مجھ سے ملتے ہی اس نے اس انداز میں کہا جیسے ہم برسوں کے شناسا ہوں۔

"مس الیفی غالباً ہم پہلے بھی کہیں مل چکے ہیں"۔۔۔۔ میں نے اسے کافی بے رخی سے جواب دیا کہ "مجھے یاد نہیں"۔۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ بار بار مجھ پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتا رہا۔۔۔ بلکہ میں یہ بھی کہوں گی کہ وہ کسی قدر چھچھورا بھی تھا"۔۔۔۔

ڈاکٹر طارق بغور سنتے رہے۔۔۔۔ پھر کچھ سوچنے کے سے انداز میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔۔۔۔

"یہ لڑکی سمترا بھی کافی پر اسرار معلوم ہوتی ہے"۔۔۔۔؟

"ہاں"۔۔۔۔ میں نے اثبات میں سر ہلا یا۔۔۔۔

"وہ بہت سی باتیں ہم سے چھپا رہی ہے"۔۔۔۔!

"میرے خیال میں وہ اپنی ماں کا راز چھپانے کی کوشش کر رہی ہے"۔۔۔۔

"اس کی ماں کس قماش کی عورت ہے"۔۔۔۔؟

"میرے خیال میں وہ کافی شریف اور نیک دل عورت ہے۔۔۔ اور اگر سمترا کا بیان درست ہے تو وہ خود دار بھی کافی ہے"۔۔۔۔

چند لمحوں تک ہم دونوں خاموش رہے۔۔۔۔ پھر انھوں نے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے کہا۔۔۔ "یہ تو ناممکن ہے کہ وہ خود چھت پر سے پھسل گیا ہو"۔۔۔۔

"میری رائے بھی یہی ہے"۔۔۔۔ میں نے جواب دیا۔۔۔۔ لیکن سوال یہ ہے کہ پھر کس نے اس کو دھکا دیا۔۔۔۔ ظاہری حالات میں سمترا کے علاوہ کسی اور پر شبہ بھی نہیں جاتا"۔۔۔۔

اگر سمترا کا بیان درست ہے کہ راجن کوئی سینی ٹوریم کھولنے کی تجویز بنا رہا تھا ـــــ تو ڈاکٹر مہتہ پر بھی شبہ کیا جا سکتا ہے" ـــــ!

"کیوں" ـــــ؟

"ظاہر ہے کہ نیا سینی ٹوریم کھلنے کے بعد ڈاکٹر کے کاروبار کو دھکا لگتا" ـــــ ڈاکٹر طارق نے جواب دیا ـــــ راجن یہاں کام کر چکا تھا اور ڈاکٹر مہتہ کے تمام مریضوں سے واقف تھا۔ اس لئے یقینی طور پر وہ اپنا سینی ٹوریم کھولنے کے بعد ان مریضوں کو بھی توڑتا" ـــــ

"لیکن سمترا کہتی ہے کہ اس تجویز کا کسی کو علم نہیں تھا" ـــــ

"یہ وہ یقینی طور پر تو نہیں کہہ سکتی ـــــ ہو سکتا ہے کسی طرح ڈاکٹر مہتہ کو معلوم ہو گیا ہو ـــــ اور انھوں نے اپنا کاروبار"........؟

ڈاکٹر مہتہ کے الفاظ منہ میں ہی تھے کہ دروازہ پر سمترا نمودار ہوئی اور انھوں نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی ـــــ

سمترا کے پیچھے ہی ونود تھا اور ونود کے پیچھے ایک تیسرا شخص بھی تھا ـــــ پوری طرح روشنی میں آنے کے بعد میں نے اسے دیکھا تو وہ سنیل تھا ـــــ

"ہیلو ڈاکٹر طارق" ـــــ سنیل نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا ـــــ معاف کرنا میں آپ کی اجازت کے بغیر اوپر آ گیا ہوں ـــــ دراصل میں کمرے میں سو رہا تھا کہ یکایک برآمدہ میں کسی کے آنے جانے کی آواز سنکر میری آنکھ کھل گئی ـــــ میں نے باہر نکل کر دیکھا تو مس سمترا رستہ لئے اوپر چلی آ رہی تھیں ـــــ انھوں نے مجھے آپ کے بارے میں بتایا اور میں ہندستان

کے ایک مشہور رسہ اغرساں کو مصروف عمل دیکھنے کی غرض سے اوپر چلا آیا"—

"کوئی حرج نہیں"— ڈاکٹر طارق نے رسہ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے جواب دیا— "لیکن اب آپ آگئے ہیں تو تھوڑا سا کام بھی کیجئے"—

"فرمائیے"—!

"میں یہ رسہ اپنی کمر میں باندھکر نیچے اترنا چاہتا ہوں— تم لوگ ذرا اوپر سے اسے تھامے رہو"—

"بہت بہتر"— "میں اور مسٹر ونود دونوں آپ کا وزن سنبھالنے کے لئے کافی ہیں"—

ڈاکٹر طارق نے جلدی جلدی اپنی کمر کے گرد رسہ لپیٹا اس کا دوسرا سرا ہم چاروں نے مضبوطی سے پکڑ لیا اور ڈاکٹر طارق آہستہ آہستہ اترنے لگے—

وہ بڑی آہستہ آہستہ دیوار کو بغور دیکھتے ہوئے نیچے اتر رہے تھے—

تقریباً پندرہ منٹ کی دیکھ بھال کے بعد انھوں نے آواز دی—

"اب مجھے اوپر کھینچ لیجئے"—

ہم سب نے مل کر انہیں اوپر کھینچ لیا— ڈاکٹر طارق کے ہاتھ میں وہ کپڑا تھا— اب اچھی طرح قریب سے دیکھنے پر پتہ چلا کہ وہ ایک اس قسم کا رومال تھا جس کی عام طور سے نرسیں ٹوپی بنا کر اوڑھتی ہیں—

"یہ تو کسی نرس کا معلوم ہوتا ہے"— میں نے کہا—

"لیکن نرس کلدیپ تو ساری رات مکان سے غائب رہی ہے"— سنیل نے کہا—

"ایسے رومال ڈاکٹر مہتہ کے پاس اسٹاک میں بھی تو بہت سے ہوسکتے ہیں"؟

"ہاں" ــــ سنیل نے جواب دیا ــــ اور مقتول راجن بھی اس قسم کے رومال اپنے پاس رکھتا تھا" ــــ

"کیوں" ــــ کیا وہ بھی نرسوں والی ٹوپیاں اوڑھنے کا عادی تھا" ــــ ؟ مسٹر طارق نے کہا ــــ

"نہیں یہ میرا مطلب نہیں" ــــ سنیل نے جلدی سے کہا ــــ بلکہ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میں نے ایسے کئی رومال اسے استعمال کرتے دیکھا ہے" ــــ!

"پھر آپ کی کیا رائے ہے ــــ یہ رومال یہاں کیسے آیا" ــــ

میری رائے تو یہ ہے کہ راجن چاندنی سے لطف اندوز ہونے کے لئے اوپر آیا ــــ اور پھسل کر گر پڑا ــــ

"خوب" ــــ ڈاکٹر طارق نے کہا ــــ تو کیا آپ کسی عدالت کو اس بات کا یقین دلا سکتے ہیں کہ ایک باہوش و حواس آدمی نرسوں والی ٹوپی اوڑھے رات کو دو بجے اکیلا چھت پر چاندنی سے لطف اٹھانے آیا۔ اور ڈیڑھ فٹ اونچی منڈیر ہونے کے باوجود پھسل کر گر پڑا ــــ

"لیکن اسے دھکا دیکر گرانا بھی تو مشکل تھا ــــ وہ کافی تنومند نوجوان تھا" ــــ

"یہ کوئی بات نہیں" ــــ ڈاکٹر طارق نے کہا ــــ ایک بڑے سے بڑے پہلوان کو کمزور سے کمزور انسان بھی گرا سکتا ہے ــــ اگر وہ پہلوان حملہ آور کے ارادے سے بے خبر ہے" ــــ

تو کیا آپ کی رائے ہے کہ راجن کو دھکا دیا گیا ہے" ــــ؟ سنیل نے پوچھا۔

"میری ابھی کوئی رائے نہیں" ـــــــ

یکایک مجھے ایک چھینک آئی ـــــــ ڈاکٹر طارق نے میری جانب مڑ کر کہا۔

"یعنی ـــــــ تم کمزور ہو۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھنڈ لگ جائے۔ اس لئے آؤ ہم نیچے چلتے ہیں" ـــــــ

"چلئے" ـــــــ میں نے جواب دیا ـــــــ

ہم سب نیچے کی جانب چل پڑے ـــــــ زینے کے پاس پہنچکر مجھے تین چار چھینکیں اور آئیں ـــــــ اور اپنے کمرے تک پہنچتے پہنچتے مجھے یقین ہو گیا کہ مجھے سخت ٹھنڈ ہو گئی ہے ـــــــ

"وہی ہوا آخر جس کا اندیشہ تھا" ـــــــ میں نے دبے ہوئے لہجہ میں کہا ـــــــ

"ہاں" ـــــــ ڈاکٹر طارق نے جواب دیا ـــــــ "تم اتنی دیر سے یہ سلیپر پہنے پھر رہی ہو ـــــــ اگر سردی نہیں لگے گی تو کیا ہوگا" ـــــــ

یہ کہہ کر انھوں نے مجھے بستر پر لٹا دیا ـــــــ اور خود ڈاکٹر مہنہ کو بلانے چلے گئے ـــــــ

ساتواں باب

میں سمجھتی ہوں کہ مجھے سردی لگ جانا ہی میرے حق میں بہتر ہوا۔ کیونکہ بخار کی شدت میں میں ان تمام الجھنوں سے بچ گئی جن سے صحیح حالت میں رہکر مجھے واسطہ پڑتا ۔۔۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس ایک ہفتہ میں کیا ہوا ۔۔۔؟ کیونکہ ایک ہفتہ تک مسلسل مجھے تیز بخار آتا رہا ۔۔۔ ونود اور نرس کلدیپ نے میری اس قدر دیکھ بھال کی کہ میں ان کی محبت کو کبھی نہیں بھول سکتی۔ ڈاکٹر طارق کسی اہم کیس میں مصروف تھے۔ اس لئے وہ پھر نہیں آئے ۔۔۔ البتہ روزانہ فون کر کے میری خیریت دریافت کرتے رہے ۔۔۔

اتفاق کی بات ہے کہ جس روز سے مجھے سردی لگی تھی اسی روز سے مسلسل بارش ہو رہی تھی ایک لمحہ کے لئے بھی تو سورج نظر نہیں آیا تھا ۔۔۔

جب کبھی میرا بخار کچھ کم ہوتا تھا ونود تمام حالات کی رپورٹ مجھے سنادیا کرتا تھا حادثہ کے دوسرے یا تیسرے روز اس نے مجھے بتایا کہ پولیس اس کیس کو تقریباً خود کشی کی واردات تسلیم کر چکی ہے ـــــ ڈاکٹر مہتہ نے ہر طرح پولیس کو یقین دلا دیا ہے کہ یہ واردات خودکشی کے علاوہ کچھ اور نہیں ہو سکتی ـــــ کیونکہ راجن کا کوئی بھی دشمن نہیں تھا ـــــ

چوتھے روز صبح کے وقت میرا بخار ذرا ہلکا تھا کہ دروازہ پر دستک کی آواز سنائی دی ـــــ ونود نے دروازہ کھولا۔ اور پھر میرے پاس آکر بولا ـــــ

"باہر پولیس کے تین افسران کھڑے ہیں ـــــ کہو تو بلا لوں ورنہ واپس کردوں۔"

"بلا لو ـــــ میں نے کہا ـــــ

ڈاکٹر مہتہ کی ہمراہی میں تین شخص اندر کمرے میں داخل ہوئے ـــــ ان میں سے ایک تو وہی ہیڈ کانسٹبل جوگندر سنگھ تھا ـــــ دوسرا شخص سرکاری ڈاکٹر مسٹر این۔ جی ماتھر تھا ـــــ اور تیسرا شخص قصباتی پولیس اسٹیشن کا انچارج انسپکٹر وجے تھا ـــــ رسمی سلام و دعا اور تعارف کے بعد انسپکٹر وجے نے کہا ـــــ

"مس ایلفی ـــــ ہم لوگ کچھ سوالات حادثہ کے بارے میں آپ سے پوچھنے آئے ہیں ـــــ

میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور تفصیلی طور پر تمام واقعات شروع سے آخیر تک ان کے سامنے دہرا دئے ـــــ بس ایک سمترا کا واقعہ اس میں سے نکال لیا لیکن ایسا کرتے ہوئے کسی قدر میرا ضمیر شرمندہ تھا ـــــ ایک ایمان دار شہری کو ہمیشہ انصاف کے کام میں مدد کرنی چاہیئے ـــــ اور میں

واقعات کو چھپا رہی تھی ۔۔۔۔ لیکن چونکہ میں سمترا اور اس کی ماں کو بے گناہ سمجھتی تھی ۔۔۔۔ دوسرے میں نے سمترا سے اسے بچانے کا وعدہ کر لیا تھا۔ اس لئے جھوٹ بولنے پر مجبور تھی ۔۔۔۔

کئی بار پولیس انسپکٹر اور ڈاکٹر نے کچھ اس قسم کے سوالات کئے جن سے پایا جاتا تھا کہ وہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ آیا لاش کے پاس کوئی دوسرا شخص تھا ۔۔۔ یا چھت پر مقتول کے پاس کوئی دوسرا آدمی تھا ۔۔۔۔ لیکن ہر بار میں نے انکار میں جواب دیا ۔۔۔۔

تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر مہتہ نے میری حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان لوگوں کو رخصت ہو جانے کے لئے کہا ۔۔۔ اور وہ لوگ مجبوراً رخصت ہو گئے مجبوراً اس لئے کہ میرا اندازہ تھا کہ ان کی خواہش ہے وہ مجھ سے عمر بھر سوالات کرتے رہیں ۔۔۔۔

دو دن اور گذر گئے ۔۔۔۔ اب میری حالت پہلے سے بہتر تھی۔ بخار اتر گیا تھا ۔۔۔ لیکن ہلکی ہلکی حرارت باقی تھی ۔۔۔۔

سمترا ابھی اکثر میری حالت دریافت کرنے آتی رہتی تھی ۔۔۔۔ سمترا کی ماتا جی بھی کئی بار مجھے دیکھنے آئی تھیں اور اکثر اپنے ہاتھوں سے کوئی ایسی عمدہ سی چیز مجھے بھیجا کرتی تھیں جو مجھے پسند ہو اور ڈاکٹر بھی جس کے لئے انکار نہ کرے ۔

پھر ایک دن سمترا آئی اور بولی ۔۔۔۔

"مس ایلفی ۔۔۔۔ مسٹر سینیل آپ کی مزاج پرسی کرنا چاہتے ہیں ۔"

"ضرور ۔۔۔۔ بلا لیجئے ۔"

سنیل اندر داخل ہوا ـــــ وہ بے حد مسرور نظر آیا تھا ـــــ میں نے رسمی طور پر اس کی تکلیف کا شکریہ ادا کیا ـــــ کچھ دیر ادھر ادھر کی گفتگو کے بعد سنیل نے مجھ سے پوچھا ـــــ

"مس ایفی ـــــ یہ تو بتائیے ہمیں کوئی کاروبار شروع کرنے کے لئے دہلی چلا جانا چاہیے۔ یا بمبئی میں ہی رہنا چاہیئے" ـــــ ؟

"ہمیں" ـــــ میں نے حیرت سے پوچھا ـــــ

"جی ہاں" ـــــ سنیل نے جلدی سے کہا ـــــ "میں اور سمترا جلد ہی شادی کرنے والے ہیں ـــــ اس لئے میں نے لفظ ہمیں استعمال کیا ہے" ـــــ

"یہ تو بڑی عمدہ خبر ہے ـــــ میری جانب سے آپ دونوں کو مبارک باد قبول ہو ـــــ

"شکریہ" ـــــ سنیل نے کہا ـــــ "مجھے یقین تھا کہ آپ یہ خبر سن کر اظہار مسرت کریں گی ـــــ دراصل یہ خبر ابھی تک پردہ راز میں ہے آپ پہلی شخص ہیں جنہیں ہم نے بتایا ہے" ـــــ

ابھی تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا سنیل" ـــــ یکایک سمترا نے کہا۔ "ہمیں ابھی یہ خبر عام نہیں کرنی چاہیئے" ـــــ

"نہیں ـــــ میں سمجھتا ہوں اب کوئی ہرج نہیں ہے" ـــــ سنیل نے جواب دیا۔ اب ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے ـــــ جب میں اور تم ایک کام کے لئے راضی ہیں پھر دنیا والے کیا کر سکتے ہیں ـــــ ؟

"پھر بھی" ـــــ سمترا نے اعتراض کیا ـــــ میں اپنی ماتا جی کے خیال سے

کہہ رہی ہوں ـــــ انہیں ضرور ناگوار گذرے گا کہ میں ایسے موقع پر شادی کر رہی ہوں‘‘

بات تھوڑی سی رد و قدح کے بعد ختم ہو گئی ـــــ لیکن سینیل کا ایک فقرہ میرے ذہن میں چبھ کر رہ گیا کہ ـــــ ’’اب ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں‘‘ ـــــ

’’کیا وہ رکاوٹ راجن تھا‘‘ ـــــ ؟

’’اگر تھا تو کس طرح‘‘ ـــــ ؟

سینکڑوں خیالات نشتروں کی طرح دماغ کی رگوں میں چبھنے لگے۔ ’’لیکن کچھ بھی ہو‘‘ ـــــ آخر کار میں نے سوچا ـــــ سمترا اور سینیل مجرم نہیں ہو سکتے‘‘ ـــــ

وہ دونوں کچھ دیر اور ادھر ادھر کی گفتگو کرنے کے بعد چلے گئے ـــــ اور میں بستر پر لیٹ کر سو جانے کی کوشش کرنے لگی ـــــ

رات کو ڈاکٹر مہتہ میرا مزاج پوچھنے آئے ـــــ وہ بجائے کرسی کے میرے بستر پر ہی بیٹھ گئے اور میری نبض دیکھتے ہوئے بولے ـــــ

’’کیوں بیٹی ایفی ـــــ! کیسی طبیعت ہے‘‘ ـــــ ؟

’’اب تو قدرے بہتر ہے‘‘ ـــــ !

’’افسوس بے چارہ راجن اپنی جان سے بھی گیا اور تمہیں بھی تکلیف میں ڈال گیا‘‘ ـــــ

’’کیوں‘‘ ـــــ ؟ میں نے حیرت سے کہا ـــــ ’’مجھے اس بیچارہ نے کیا کر دیا‘‘ ـــــ ؟

’’اسی کی وجہ سے تو ہوا ہے ـــــ نہ وہ خودکشی کرتا ـــــ نہ تم رات کو سردی میں ماری ماری پھرتیں ـــــ اور نہ یہ تکلیف ہوتی‘‘ ـــــ

’’چلئے کوئی بات نہیں‘‘ ـــــ میں نے کہا ـــــ زندگی اسی کا نام ہے۔ کبھی

تکلیف کبھی راحت"۔۔۔

ڈاکٹر مہتہ بہت دیر تک بیٹھے ہوئے مختلف باتیں کرتے رہے۔۔۔ سینی ٹوریم کا ذکر آیا تو ان کا چہرہ اتر گیا اور وہ اداس لہجے میں بولے۔۔۔

"سینی ٹوریم کا بھی اب خدا ہی حافظ ہے"۔۔۔

"کیوں"۔۔۔؟ میں نے متعجب ہو کر پوچھا۔۔۔

اول تو ویسے ہی مریض کم آتے ہیں۔۔۔ اس پر مزید یہ کہ کوئی صاحب یہاں سے دس میل کے فاصلے پر ایک اور سینی ٹوریم کھول رہے ہیں"۔۔۔

"اچھا"۔۔۔ میں نے حیرت سے کہا۔۔۔ "وہ کون ہے"؟

"یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم۔۔۔ لیکن یہ مجھے علم ہے کہ نئے سینی ٹوریم کیلئے زمین خرید لی گئی ہے۔۔۔ اور بہت جلد وہاں تعمیر کا کام شروع ہونیوالا ہے"۔

"تو کیا اس سے آپ کے کاروبار پر کوئی اثر پڑے گا"۔۔۔؟

"یقینی طور پر"۔۔۔ ڈاکٹر مہتہ نے جواب دیا۔۔۔ اس علاقہ میں صرف ایک ہی سینی ٹوریم چل سکتا ہے۔۔۔ اس لئے یا تو مجھے بند کرنا پڑے گا پھر ان لوگوں کو اپنا ارادہ ترک کرنا پڑے گا"۔۔۔!

"یہ تو بری بات ہے"۔۔۔ میں نے جواب دیا۔۔۔ لیکن ڈاکٹر مہتہ آپ مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔۔۔ آپ کے عادات اخلاق اسقدر پیارے ہیں۔ کہ مریض آپ کے مقابلے میں کسی دوسرے ڈاکٹر سے خوش نہیں ہو سکتے"۔۔۔؟

"کاش ایسا ہو"۔۔۔ انھوں نے اٹھتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ اور فکر مند انداز میں منہ لٹکائے ہوئے باہر چلے گئے۔۔۔

آٹھواں باب

یہ آٹھواں روز تھا — میری طبیعت اب بالکل ٹھیک ہو گئی تھی — ڈاکٹر نے مجھے چلنے پھرنے کی اجازت دے دی تھی اس لئے میں بستر سے اٹھکر نیچے تک ٹہلنے لگی — اس روز بارش بھی تھم چکی تھی لیکن آسمان پر کہیں کہیں بادلوں کے ٹکڑے ابھی تک منڈلا رہے تھے — اور دھوپ چھاؤں سے ملا جلا دن تھا کچھ دیر ٹہلنے کے بعد میں واپس اپنے کمرے میں آگئی — چونکہ اوپر جاتے والے زینہ کا راستہ میرے کمرے کے سامنے سے گزرتا تھا — اس لئے جو شخص فالتو سامان والے کمرے میں سے کچھ نکالنے جاتا تھا اسے میرے کمرے کے سامنے سے ہی ہو کر گزرنا پڑتا تھا —

وہ دن بڑے سکون کے ساتھ بسر ہوا — صحت اچھی ہو تو آدمی کو ہر چیز

خوبصورت نظر آتی ہے ــــــ

رات کو میں کھانا کھا کر آرام کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی کہ برآمدہ میں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی ــــ کوئی شخص اوپر زینے پر گیا اور دس منٹ بعد ہی قدموں کی آہٹ سے پتہ چلا کہ وہ واپس آرہا ہے ــــــ

میرے کمرے کے سامنے قدموں کی آہٹ رک گئی ــــ دروازہ ذرا سا کھلا اور بد مزاج بوڑھا جسے سب چودھری صاحب کے نام سے یاد کرتے تھے دروازہ پر نمودار ہوا ــــ اس کے کاندھے پر کمبل تہ کیا ہوا پڑا تھا ــــ جس سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ یہ کمبل لینے ہی اوپر گیا ہوگا ــــ بوڑھے چودھری نے اندر گردن ڈال کر کہا ــــــ

"مس ایفی ــــ کیا ڈاکٹر طارق راجن والے کیس میں کچھ چھان بین کر رہے ہیں؟"

"شاید" ــــ میں نے مختصر سا جواب دیا ــــــ

"بس تو آپ ان سے میری جانب سے کہہ دیں کہ اس سلسلہ میں سمترا سے انہیں زیادہ سے زیادہ معلومات ہو سکتی ہیں کیونکہ وہ لڑکی راجن کے بارے میں اس سے زیادہ جانتی ہے جتنا وہ ظاہر کرتی ہے ــــ وہ بہت خطرناک لڑکی ہے" ــــــ

اتنا کہہ کر وہ جواب کا انتظار کئے بغیر دروازہ بند کر کے چلا گیا ــــ اور میں حیرت سے دیکھتی رہ گئی ــــــ

آخر اس بات سے اس کا کیا مقصد تھا ــــ کیوں وہ سمترا کے اسقدر خلاف تھا ــــ؟ بہت دیر تک میرے ذہن میں پریشان خیالات منڈلاتے رہے"

لیکن کچھ دیر کے بعد ہی میں نے تمام خیالات کو دل سے نکال دیا ــــــ

اور بستر پر لیٹ کر ایک دلچسپ جاسوسی ناول پڑھنے میں مشغول ہو گئی ــــــ

اس سے اگلے روز جمعہ تھا ــــــ صبح کو میری آنکھ کھلی تو سورج اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہا تھا ــــــ کھڑکی کے شفاف شیشوں میں سے شوخ کرنیں جھانک رہی تھیں اور کمرے کے وسط میں قالین پر ناچ رہی تھیں ــــــ

ایک ہفتہ کے بعد سنہری دھوپ دیکھ کر طبیعت خوش ہو گئی ــــــ دھوپ سے چونکہ کمرہ قدرے گرم ہو گیا تھا اس لئے ایک بار پھر میں کمبل تان کر سو گئی ــــــ

دوسری بار تقریباً دس بجے میری آنکھ کھلی ــــــ میں نے اٹھکر غسل کیا اور کمرہ کا دروازہ کھول کر باہر برآمدے میں پھیلی ہوئی تیز دھوپ سے لطف اندوز ہونے لگی۔

ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر میں دروازہ پر کھڑی تھی کہ میں نے دیکھا کامنی ایک خوشنما دری - کچھ رسالے اور ایک ہاتھ میں ٹماٹروں کا جوس سے لبریز گلاس لئے چلی آ رہی ہے ــــــ میرے قریب سے گذرتے ہوئے رسالے اس کی بغل سے نکل کر گر پڑے ــــــ میں نے جلدی سے رسالے اٹھا کر اسے پیش کر دئے ــــــ

"شکریہ" ــــــ اس نے مسکراتے ہوئے کہا ــــــ

وہ اس وقت بہت مختصر سا لباس پہنے ہوئے تھی ــــــ دوسرے لفظوں میں یہ کہئے کہ وہ تیرنے کا مختصر لباس پہنے ہوئے تھی" ــــــ

"کیا بات ہے کہ آپ غسل کے لباس میں ہیں" ــــــ میں نے سوال کیا ــــــ

"میں غسل آفتابی کی عادی ہوں" ــــــ اس نے رک کر جواب دیا ــــــ جب بھی سورج پوری آب وتاب سے نکلتا ہے ــــــ میں ایک دو گھنٹے کے لئے کرنوں میں ضرور بیٹھتی ہوں ــــــ

"یہ تو بڑی اچھی عادت ہے"۔ ——

"جی ہاں —— صحت کیلئے ہزار دواؤں سے بہتر ہے" ——

یہ کہہ کر وہ آگے بڑھنا چاہتی کہ پھر رک گئی اور بولی ——

"مس لیفنی میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی تھی" ——

"ضرور —— اندر تشریف لائیے" ——

وہ اندر آگئی —— اور میرے بستر پر پیر لٹکا کر بیٹھ گئی ——

"کہیئے" —— ؟ میں نے سوال کیا ——

"اگر اعتراض نہ ہو تو دروازہ بند کر دیجئے" —— !

میں نے اٹھ کر دروازہ بھی بند کر دیا —— جب میں کرسی پر آکر بیٹھ گئی تو وہ بولی ——

"دراصل وہ بات ایک یادگار کے بارے میں ہے —— میں چاہتی ہوں کہ آپ اور ڈاکٹر طارق دونوں اس میں حصہ لیں" —— ؟

"یادگار" ؟ میں نے حیرت سے پوچھا ——

"جی ہاں —— مرحوم راجن کی یادگار" —— ؟

"کیا کوئی اس کی یادگار قائم کر رہا ہے" —— ؟

"دراصل واقعہ یہ ہے" —— اس نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اپنی زندگی میں راجن کی خواہش تھی کہ وہ ایک سینی ٹوریم کھولے —— جس میں غسل آفتابی کے طریقہ علاج پر زیادہ زور دیا جائے —— اس کے لئے انھوں نے زمین تک خرید لی تھی —— اب جبکہ وہ مر چکے ہیں تو میری خواہش ہے کہ

اس سینی ٹوریم کو ان کے نام پر مکمل کرا دیا جائے تاکہ ان کی آتما خوش ہو سکے"!

"بہتر ہے کہ اس سلسلہ میں آپ ڈاکٹر طارق سے خود کہیں" ــــ میں نے سوچکر جواب دیا ــــ

"کیا وہ یہاں آئیں گے" ــــ؟

"ہاں ــــ میں نے انہیں فون کیا تھا ــــ شاید آج یا کل آئیں ــــ لیکن مس کامنی کیا آپ کے خیال میں نیا سینی ٹوریم بننے کے بعد ڈاکٹر مہتہ کے بزنس کو نقصان نہیں پہنچے گا" ــــ؟

"اس سے کیا ہوتا ہے" ــــ اس نے منہ بنا کر کہا ــــ میں ڈاکٹر مہتہ کو بالکل پسند نہیں کرتی ــــ ان کا برتاؤ راجن سے بڑا خراب تھا ــــ اگر تمہیں یہ علم ہو جائے کہ وہ سینی ٹوریم میں کیسی کیسی غلط باتیں دیکھ کر بھی چشم پوشی کر جاتے ہیں تو آپ بھی انہیں ناپسند کریں ــــ شاید تمہیں معلوم نہیں کہ سمترا راجن کی"..؟

"میں نے یکایک اس کی بات کاٹ دی ــــ

"مس کامنی ــــ معاف کیجئے مس سمترا میری دوست ہیں اس لئے میں ان کے بارے میں کوئی برائی نہیں سن سکتی" ــــ

"بہت اچھا" ــــ اس نے شانوں کو حرکت دیتے ہوئے کہا ــــ لیکن اتنا میں ضرور بتائے دیتی ہوں کہ ایک گہرا راز ان تمام باتوں کی تہ میں چھپا ہوا ہے۔ ایک ایسا گہرا راز جسے سن کر آپ حیرت میں رہ جائیں گی ــــ مجھے وہ راز معلوم ہے ــــ میں آپ کو بتاؤں کہ آج کی ساری رات مجھے سوچتے ہوئے گذری ہے ــــ آخر صبح ہوتے میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ میں وہ راز پولیس کو

بتادوں گی ــــــ ایک شریف شہری ہونے کے ناتے میرا فرض یہی ہے۔ کہ میں پولیس کو اس راز کے بارے میں صاف صاف بتادوں ــــــ لیکن میں چوری چھپے یہ کام نہیں کرنا چاہتی ــــــ نہ ہی میں افواہیں پھیلانے کی عادی ہوں۔ میں نے آج علی الصبح ہی دو چھوٹے چھوٹے پرزے لکھ کر ایک سمترا کے کمرے میں اور دوسرا اسینل کے کمرے میں ڈال دیا ہے ــــــ میں نے انہیں پہلے سے وارننگ دیدی ہے تاکہ بعد میں وہ مجھے الزام نہ دیں" ــــــ

"خیر ہوگا ــــــ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں" ــــــ میں نے جواب دیا۔

"اگر آپ اس بارے میں بھی کچھ کہنا چاہتی ہیں تو ڈاکٹر طارق سے کہیئے" ــــــ

"بہت اچھا" ــــــ اس نے اٹھتے ہوئے کہا ــــــ آپ کی عنایت کے لئے شکریہ ــــــ اب میں چلتی ہوں دھوپ اس وقت اپنے شباب پر ہے۔ آفتابی غسل کے لئے اس سے بہتر وقت نہیں ہے" ــــــ

لیکن چلتے ہوئے ایک بار پھر اس کے ہاتھ سے دری اور رسالے گر گئے۔ میں نے جلدی سے اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دیدیئے ــــــ

"شکریہ" ــــــ اس نے ایک جماہی سی لیتے ہوئے کہا ــــــ "دراصل اس وقت مجھے سخت نیند آرہی ہے ــــــ میں رات کو ایک پلک بھی نہیں جھپکا سکی۔ صبح کو میں نے نرس کلدیپ سے کہا کہ وہ مجھے خواب آور دوا کی ایک خوراک پلادے۔ میرا خیال ہے اس نے مجھے ذرا بڑی خوراک پلادی ہے جس سے سخت نیند آرہی ہے"

یہ کہہ کر وہ اپنی چیزیں سنبھالتی ہوئی باہر چلی گئی ــــــ اس کے سرخ سرخ ربڑ کے سلیپروں کی آواز مجھے دیر تک سنائی دیتی رہی ــــــ

کچھ دیر کے بعد مجھے خیال آیا کہ مجھے بھی اپنے ٹرنک میں سے کچھ کپڑے نکالنے ہیں ۔۔۔ اس لئے میں اوپر کمرے میں گئی ۔۔۔ چھت کے صحن میں کامنی لیٹی ہوئی رسالہ پڑھ رہی تھی ۔۔۔ میں نے اپنے بکس سے ضروری کپڑے نکالے اور واپس آ رہی تھی کہ زینے میں مجھے ڈاکٹر مہتہ سخت غصہ کی حالت میں ملے۔

"کیوں ڈاکٹر صاحب، کیا بات ہے" ۔۔۔ ! میں نے حیرت سے سوال کیا۔

"کچھ نہیں ! کچھ نہیں مس ایفی ۔۔۔ ؟ میں ذرا کامنی سے کچھ باتیں کرنے جا رہا ہوں ۔۔۔ مجھے ابھی ابھی چودھری کی زبانی معلوم ہوا ہے ۔۔۔ میں یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا ۔۔۔ میں اپنے سینی ٹوریم کو بند ہوتے کبھی نہیں دیکھ سکتا ہر شخص اپنے بزنس کی حفاظت کا حق رکھتا ہے ۔۔۔ میں اس سے اسی وقت صاف صاف باتیں کرنا چاہتا ہوں" ۔۔۔

یہ کہتے ہوئے وہ تیزی سے اوپر چلے گئے ۔۔۔ اور میں نیچے اتر آئی ۔۔۔ نیچے آئی تو میں نے دیکھا برآمدہ میں سنیل اور سمترا کھڑے تھے ۔۔۔ میرے قدموں کی چاپ سن کر سمترا نے لوٹ کر میری جانب دیکھا ۔۔۔ اور بولی

"ہیلو ۔۔۔ مس ایفی ۔۔۔ خوشی ہوئی کہ آپ کی طبیعت اب اچھی ہے اور آپ کمرے کی قید سے نکل آئی ہیں" ۔۔۔

"ہاں" ۔۔۔ میں نے مسکرا کر کہا ۔۔۔ اب میری طبیعت بالکل اچھی ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آج کا سارا دن میں باغ میں گزاروں گی تم چاہو تو تم بھی باغ میں آ جاؤ" ۔۔۔

"ضرور آؤں گی" ۔۔۔ اس نے جواب دیا ۔۔۔ "ہم ذرا کامنی سے دو

باتیں کرنے اوپر جا رہے ہیں"۔۔۔۔۔

"کیا مسٹر سینیل بھی"۔۔۔۔۔؟

"جی ہاں"۔۔۔۔ سینیل نے جواب دیا۔۔۔۔ میں خود اس احمق لڑکی سے

دو دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

لیکن ابھی تو ڈاکٹر مہتہ اس سے گفتگو کر رہے ہیں"۔۔۔۔ میں نے جوابدیا۔

"کوئی بات نہیں"۔۔۔۔ سینیل نے جوابدیا۔۔۔۔ "ہم ڈاکٹر صاحب کے واپس

آنے کا انتظار کر لیں گے۔۔۔۔۔ لیکن اس سے بات ضرور کرنی ہے"۔۔۔۔

"میں ابھی تمہارے پاس باغ میں آؤں گی۔۔۔۔ سمترا نے کہا۔۔۔۔ صرف

چند منٹ لگیں گے"۔۔۔۔

"بہت اچھا"۔۔۔۔ میں نے جوابدیا۔۔۔ "لیکن وہ اسقدر مختصر لباس میں ملبوس

ہے کہ شاید"......؟

"اس سے کیا"۔۔۔۔ سینیل نے میری بات کاٹ کر جواب دیا"۔۔۔۔ اگر وہ ننگی

بھی ہو تو بھی میں اس سے ضرور جا کر ملوں گا۔۔۔۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ اگر

وہ اپنے خوبصورت جسم کی باقاعدہ نمائش کرنا چاہتی ہے"۔۔۔۔

"سینیل کی بات پر ہم دونوں ہنس پڑے۔۔۔۔ پھر میں نے اپنے کمرے کیجانب

چلتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"تم جس وقت بھی آؤ سمترا۔۔۔۔ میں تمہیں باغ میں ملوں گی"۔۔۔۔

"بہت اچھا۔۔۔۔ میں بہت جلد آ رہی ہوں"۔۔۔۔ سمترا نے جواب دیا۔

اور میں اپنے کمرے کی جانب چل پڑی۔۔۔۔

نواں باب

باغ میں جاکر میں نے مالی سے ایک کینوس کی آرام دہ کرسی منگائی اور ایک چھتناور درخت کے نیچے کرسی ڈالکر لیٹ گئی ــــ باغ کے وسط میں ایک مستطیل نما نشان لگا ہوا تھا ــ جس کے بارے میں میں نے اندازہ لگایا کہ وہاں نہانے کا حوض بنایا جارہا ہے ــــ ڈاکٹر مہتہ ایک بار اس کا ذکر کررہے تھے ــــ

دھوپ اور ٹھنڈی ہوا میں آرام دہ کرسی پر لیٹ کر غنودگی سے دور رہنا کافی مشکل کام ہے ــــ لیٹے لیٹے میں نے آنکھیں بند کرلیں ــــ اس کے بعد آنکھیں کھولیں تو پتہ چلا کہ کافی وقت گذر چکا ہے ــــ غالباً میں سو گئی تھی ــــ میں اسی طرح آنکھیں بند کئے لیٹی رہی ــــ مجھے وقت کا کوئی اندازہ نہیں تھا کہ میں وہاں کتنی دیر لیٹی رہی ہوں ــــ اچانک ایک آواز نے مجھے چونکا دیا۔

"مس ایوٹ"۔۔۔۔؟

میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو سمترا میرے داہنی طرف کھڑی تھی۔ اس کا چہرا جوش کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔

"آؤ سمترا"۔۔۔۔ میں نے کہا۔۔۔۔ "بہتر ہے کہ مالی سے اپنے لئے ایک کرسی منگا لو"۔۔۔۔

سمترا نے مالی کو کرسی لانے کے لئے کہا۔۔۔۔ اور پھر مجھ سے بولی۔۔۔۔

"میں تم سے ایک نہایت اشد ضروری معاملہ پر گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ اُس وقت میں بڑی مشکل میں پھنس گئی ہوں"۔۔۔۔

تم نہایت سیدھی لڑکی ہو"۔۔۔۔ میں نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔۔۔۔ تم نے اس روز ڈاکٹر طارق سے حالات چھپا کر اچھا نہیں کیا"۔

مالی کرسی لے آیا تھا۔۔۔۔ سمترا کرسی لیکر میرے مقابل بیٹھ گئی۔۔۔۔ اور بولی۔۔۔۔ "وہ تو جو ہونا تھا ہو گیا۔۔۔۔ تم یہ بتاؤ کہ اب میں کیا کروں"۔۔۔۔؟

"کیوں اب کیا ہوا"۔۔۔۔؟ میں نے سوال کیا۔۔۔۔

"میں سخت خوفزدہ ہوں"۔۔۔۔!

"کس سے"۔۔۔۔؟

"اپنے ماضی سے"۔۔۔۔!

"کیوں۔۔۔۔ کیا تمہارا ماضی تاریک ہے"۔۔۔۔؟

"اس قدر تاریک کہ مجھے اس میں کوئی راستہ نظر نہیں آتا"۔۔۔۔!

"مثلاً"۔۔۔۔

"مثلاً یہ کہ میرا ایک ایسا راز فاش ہونے والا ہے جو میں کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی ــــ خاص طور سے ماتا جی پر اور پولیس پر ــــ پولیس کو اگر معلوم ہو گیا تو وہ فوراً مجھ پر راجن کے قتل کا شبہہ کرنے لگے گی ــــ میں تین سال سے اس راز کو سینے میں چھپائے ہوئے ہوں ــــ حتیٰ کہ میں نے ماتا جی کو بھی نہیں بتایا" ــــ

"کیا وہ راجن سے متعلق ہے" ــــ ؟ میں نے سوال کیا ــــ

"ہاں" ــــ

"تفصیل سے بتاؤ ــــ

"بات دراصل یہ ہے کہ اب سے تین سال پہلے جب میں کالج میں پڑھتی تھی ــــ مجھ سے ایک زبردست غلطی ہو گئی تھی" ــــ

"وہ کیا" میں نے پوچھا ــــ

"حماقت سے میں راجن سے شادی کر بیٹھی تھی" ــــ

"کیا ــــ میں حیرت سے کرسی پر اچھل پڑی اور سردی کی تیز تیز لہریں میری رگوں میں دوڑنے لگیں ــــ

"ہاں" ــــ اس نے مایوسی کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا ــــ "یہ حقیقت ہے ــــ میں ساری دنیا کی چوری سے اس سے کورٹ میرج کر بیٹھی تھی اگرچہ ہم نے میاں بیوی کی طرح آج تک ایک دن بھی نہیں گذارا" ــــ

"کیا مطلب" ؟ میں نے اور زیادہ تعجب سے پوچھا ــــ

"قصہ دراصل یہ ہے کہ جس روز ہم نے شادی کی تھی اسی روز شام کو ہم

دونوں ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لئے الگ ہو گئے تھے ــــ مجھے یکایک اس سے نفرت ہو گئی تھی ــــ میں خود نہیں سمجھ سکتی کہ ان دنوں مجھے کیا ہوا تھا ــــ اچانک ہی وہ میری زندگی میں داخل ہوا اور تیزی کے ساتھ مجھ پر چھا گیا ــــ اور اچانک ہی مجھے اس سے بے انتہا نفرت ہو گئی ــــ

"وہ کیوں" ــــ؟

"ہوا یہ کہ ملاقات کے ایک ہفتہ بعد ہی ہم نے چوری چوری شادی کر لینے کا پروگرام بنا لیا ــــ میں ان دنوں کالج ہوسٹل میں رہتی تھی۔ چنانچہ گھر جانے کا بہانہ کر کے میں اس کے ساتھ کار سے پونہ چلی گئی ــــ دس بجے کورٹ میں ہم نے شادی کی ــــ وہیں ایک ہوٹل میں کھانا کھایا اس کے بعد بمبئی کے لئے روانہ ہو گئے ــــ وہ کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ شہر سے کوئی ساٹھ ستر میل جنگل میں آنے کے بعد یکایک کار الٹ گئی اور ہم دونوں بیہوش ہو گئے ــــ مجھے کچھ خبر نہیں کہ راجن کو کس وقت ہوش آیا ــــ جب میری آنکھ کھلی تو وہ ہوش میں تھا اور ہم دونوں خستہ حالت میں پڑے تھے۔ ہم دونوں کو سخت پیاس لگ رہی تھی ــــ موٹر میں تھرمس تھا۔ جس میں تھوڑا سا بچا ہوا پانی تھا ــــ میں نے بمشکل گھسٹ کر وہ تھرمس نکالا۔ راجن بھی اٹھ کر بیٹھ گیا تھا ــــ میرا ارادہ تھا کہ میں پہلے پانی راجن کو پلاؤنگی پھر بچ گیا تو خود پی لونگی ــــ تھرمس میرے ہاتھ میں تھا ــــ راجن کی آنکھوں میں تھرمس دیکھ کر چمک پیدا ہو گئی ــــ وہ جلدی سے اٹھا اور تھرمس میرے ہاتھوں سے چھین کر سارا پانی پی گیا ــــ

بس اس کی یہ خود غرضی دیکھ کر ہی فوراً مجھے اس سے نفرت ہو گئی۔۔۔۔۔ میں کچھ نہیں بولی۔۔۔۔ کچھ دیر کے بعد ادھر سے ایک موٹر گذری اور ازراہ عنایت اس کا ڈرائیور ہمیں موٹر میں ڈال کر بمبئی لے آیا۔۔۔۔ زخم زیادہ نہیں آئے تھے۔ اس لیے تھوڑی سی مرہم پٹی کے بعد ہی ہم چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے۔۔۔۔ دو دن کے بعد ہسپتال سے ڈسچارج ہوتے ہی میں نے راجن سے بتا دیا کہ میں اس سے نفرت کرتی ہوں۔۔۔۔ اور اب اس کے ساتھ ایک لمحہ بھی نہیں رہ سکتی۔۔۔۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ اسی روز سے ہم جدا ہو گئے۔۔۔۔ اور پھر کبھی نہیں ملے۔ لیکن قانونی طور پر میں اس کی بیوی رہی۔۔۔۔

میں نے اپنی حماقت سے سمجھا تھا کہ بات گئی گذری ہو گئی۔۔۔۔ اس لئے ماتا جی سے بھی اس کا ذکر نہ کیا۔۔۔۔

"تین سال کے بعد گذشتہ ماہ جب میں ماتا جی کے پاس یہاں سینی ٹوریم میں آئی تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ ماتا جی پر ڈورے ڈال رہا تھا۔۔۔۔ اب تم خود سمجھ سکتی ہو کہ یہ بات میرے لئے کس قدر تکلیف دہ تھی"۔۔۔۔ ؟

"کیا وہ یہ جانتا تھا کہ وہ تمہاری ماتا جی ہیں"۔۔۔۔ میں نے سوال کیا۔۔۔۔

"میں کہہ نہیں سکتی۔۔۔۔ بہر حال یہ وہ حالات ہیں جو میری روح کے لئے عذاب بنے ہوئے ہیں۔۔۔۔ تم خود غور کرو اگر پولیس کو یہ حالات معلوم ہو گئے تو کیا وہ مجھے اس کا قاتل نہ سمجھے گی"۔۔۔۔

"کیا کامنی بھی یہ راز جانتی ہے"۔۔۔۔ ؟

"ہاں۔۔۔۔ یہی تو مصیبت ہے۔۔۔۔ اس نے کامنی کو بھی یہ واقعہ بتا دیا

تھا ــــــ اور اب کامنی یہ واقعات پولیس کو بتا دینے کی دھمکی دے رہی ہے اس نے صبح صبح میرے اور سنیل کے کمرے میں ایک ایک پرچہ ڈالکر اس راز کے افشا کی دھمکی دی تھی اسی سلسلہ میں ہم اس سے ملنے گئے تھے ــــــ لیکن وہ کسی طرح باز نہیں آتی" ــــــ

"کیا تمہاری ماتا جی کو یہ راز معلوم ہو چکا ہے" ــــــ ؟

"میرے خیال میں ابھی نہیں ــــــ ویسے میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتی" ــــــ

"یہ تو واقعی بڑی مشکل کا سامنا آپڑا ہے ــــــ میں نے اسکی مشکلوں کو تسلیم کرتے ہوئے کہا ــــــ "بہر حال آج میں ڈاکٹر طارق کو فون کرونگی ہو سکتا ہے وہ کوئی صورت نکال سکیں" ــــــ

اسی وقت سنیل مصوری کا سامان ہاتھ میں لئے آگیا ــــــ

"کیا آپ مصوری کر رہے تھے" ــــــ ؟ میں نے سوال کیا ــــــ

"جی ہاں" ــــــ ابھی گھنٹہ بھر ہوا ــــــ جب میں ادھر سے گذرا تو آپ سو رہی تھیں" ــــــ

"پھر کچھ بنایا" ــــــ ؟

"ہاں" ــــــ !

اس نے تصویروں کی کاپی میرے ہاتھ میں تھما دی ــــــ میں کچھ دیر اس کے بنائے ہوئے اسکیچ دیکھتی رہی ــــــ کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد جب وہ سمترا کا اسکیچ بنانے لگا ــــــ تو میں

ان سے رخصت کی اجازت لے کر باغ سے اٹھ آئی ــــــــ

عمارت کے صدر دروازہ میں داخل ہونے لگی تو دوپہر کا کھانا تیار ہونے کی گھنٹی بج گئی ــــــــ اور میں اپنے کمرے میں جانے کی بجائے کھانے کے کمرے کی جانب مڑ گئی ــــــــ

دسواں باب

کھانے کے کمرے میں ہم سب جمع ہو گئے تھے ـــــــ سوائے چند کے
سنیل اور سمترا نہیں آئے تھے ـــــــ میرا بھائی ونود نہیں آیا تھا۔ اور
کامنی نہیں آئی تھی ـــــــ
ہم لوگ کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے تھے کہ سنیل اور سمترا بھی
آ گئے ـــــــ ڈاکٹر مہتہ نے کہا ـــــــ "آپ لوگ وقت پر کھانے کا
دھیان نہیں رکھتے" ـــــــ
"میں سمترا کا اسکیچ بنا رہا تھا" ـــــــ سنیل نے معذرت کرتے ہوئے
کہا ـــــــ
اسی وقت ونود بھی آ گیا ـــــــ ڈاکٹر مہتہ کھانے کے دوران

ہیں نہانے کے حوض کا تذکرہ کر رہے تھے ـــــ ونود نے پوچھا ـــــ
"ڈاکٹر صاحب حوض کب تک تیار ہو جانے کی امید ہے ـــــ
"بہت جلد" ـــــ ڈاکٹر مہتہ نے جواب دیا ـــــ "فی الحال میں اسی کے لئے ایک تجربہ کر رہا ہوں" ـــــ
"وہ کیسا" ـــــ ونود نے سوال کیا ـــــ
"میں نے "فلوریسین" نام کی ایک دوا جگہ جگہ مکانوں کے نیچے سیسے کی تہ میں رکھ کر دبا دی ہے ـــــ دھوپ پڑنے پر یہ دوا زمین میں جذب ہو جائے گی ـــــ اور کچھ دن بعد پانی مرنے والی جگہوں پر سبز رنگ دینے لگے گی" ـــــ
"بڑا عجیب اور دلچسپ تجربہ ہے" ـــــ میں نے کہا ـــــ "اس سے کیا فائدہ ہو گا ڈاکٹر مہتہ" ـــــ ؟
"اس سے کئی باتیں معلوم ہوں گی ـــــ اول تو یہ کہ یہاں کی مٹی میں مریضوں کے لئے کچھ نقصان دہ اجزاء تو نہیں ہیں ـــــ ؟ دوسرے یہ کہ"...
ڈاکٹر مہتہ کی بات ادھوری ہی رہ گئی ـــــ یکایک بوڑھے چودھری نے کہا ـــــ
"حیرت ہے کہ مس کامنی ابھی تک نہیں آئیں ـــــ وہ تو کھانے پر وقت سے آنے کی عادی ہیں" ـــــ
"وہ صبح غسل آفتابی کے لیے چھت پر گئی تھیں ـــــ شاید وہاں سو گئی ہوں" ـــــ میں نے کہا ـــــ

"مس کلدیپ" ـــــ ڈاکٹر مہتہ نے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر نرس سے کہا ـــــ آپ کو تکلیف تو ضرور ہو گی ـــــ "ذرا مس کامنی کو دیکھ آؤ"۔

نرس فوراً اٹھ کھڑی ہوئی ـــــ اور ہم لوگ پھر ادھر ادھر کی باتوں میں لگ گئے ـــــ

دس منٹ بعد ہی نرس گھبرائی ہوئی آئی اور ڈاکٹر مہتہ سے بولی ـــــ

"ڈاکٹر صاحب ذرا ادھر تشریف لائیے" ـــــ

"ڈاکٹر مہتہ اٹھ کر اس کے ساتھ چلے گئے" ـــــ

"بھگوان جانے کیا بات ہے" ـــــ بوڑھے چودھری نے غراتے ہوئے کہا۔

ہم میں سے باقی لوگوں نے کوئی توجہ نہ دی ـــــ سب کھانے میں مشغول رہے۔

دس منٹ بعد ہی نرس سنیل کو بھی بلا کر لے گئی ـــــ اس وقت مجھے بھی یہ بات عجیب سی لگی ـــــ اس لئے میں خاموشی سے اٹھ کر چھت کی جانب روانہ ہو گئی۔

چھت بالکل خالی پڑی تھی ـــــ البتہ سامان والا کمرہ کھلا ہوا تھا ـــــ میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو کامنی فرش پر پڑی تھی اور وہ تینوں اس پر جھکے ہوئے تھے ـــــ مجھے دیکھ کر ڈاکٹر مہتہ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بے چینی سے بولے۔

"اوہ! مس ایفی ـــــ مس کامنی پر دل کا دورہ پڑ گیا ہے ـــــ حالت نازک ہے اس لئے ہمیں فوراً سرکاری ڈاکٹر کو بلانا چاہئے ـــــ سنیل ذرا تم جاکر پولیس اسٹیشن کو فون کر دو ـــــ

سنیل فون کرنے چلا گیا ـــــ میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو کامنی کا سارا جسم سرخ ہو رہا تھا ـــــ

"کیا یہ دھوپ میں لیٹنے کی وجہ سے ہو گیا ہے" ـــــ میں نے سوال کیا۔

"شاید" ـــــ ڈاکٹر نے پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ـــــ

دس منٹ کے اندر اندر ہی یہ خبر سب لوگوں کو معلوم ہو گئی ـــــ اور تمام مرد و زن زینے کے پاس جمع ہو گئے ـــــ بیس منٹ بعد ہی سرکاری ڈاکٹر مسٹر ماتھر آ گئے لیکن کامنی ان کی آمد سے پہلے ہی مر چکی تھی ـــــ بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ ڈاکٹر مہتہ کے پہنچنے سے بھی پہلے مر چکی ہو گی ـــــ ڈاکٹر مہتہ نے ہم لوگوں کی وجہ سے اس کے زندہ ہونے کا بہانہ کیا ہو گا ـــــ ورنہ فوراً ہی پولیس کے ڈاکٹر کو بلانے کی کیا ضرورت تھی ـــــ اگر وہ زندہ ہوتی تو وہ خود اس کو دوائیاں دے سکتے تھے ـــــ غرض یہ کہ ایک ہفتہ میں سینی ٹوریم میں یہ دوسری موت واقع ہو گئی جس نے ایک بار تمام لوگوں کو پھر پریشان کر دیا ـــــ

"لیکن کیا کامنی قدرتی موت مری تھی" ـــــ؟ یہ ایک سوال بار بار میرے ذہن میں اٹھ رہا تھا ـــــ آفتابی غسل سینکڑوں اشخاص روز کرتے ہیں۔ لیکن میں نے کسی کو یہ نہیں سنا تھا کہ فلاں شخص سورج کی کرنوں سے ہلاک ہو گیا۔

میں نے ڈاکٹر مہتہ سے پوچھا کہ کیا کامنی دل کی مریضہ تھی ـــــ؟ انھوں نے جواب دیا۔ "نہیں" ـــــ پھر کیا وجہ تھی کہ وہ سورج میں دو گھنٹے لیٹنے کے باعث مر گئی ـــــ موت یکلخت واقع ہوئی تھی اس لئے یقینی طور پر حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث ہوئی تھی ـــــ لیکن حرکت قلب بند ہونے کا سبب کیا تھا؟ کیا سورج کی کرنیں یا کچھ اور ـــــ؟؟

ہر آدمی اپنی جگہ پریشان تھا ـــــ مختلف لوگوں کے مختلف خیالات تھے۔

جنہیں سن کر میں پریشان ہو گئی اور اکتا کر اپنے کمرے کی جانب روانہ ہو گئی ۔۔۔
راستے میں مجھے خیال گذرا کہ کیوں نہ ڈاکٹر طارق کو فون کر دوں ـــــــ؟
دل میں یہ فیصلہ کرنے کے بعد میں ٹیلیفون کے کمرے میں پہنچی ـــــ خوش قسمتی
سے ڈاکٹر طارق مل گئے ـــــ میں نے مختصر طور پر سارے حالات انہیں بتائے ۔
انھوں نے کہا میں ایک ضروری کام میں لگا ہوا ہوں ۔ فرصت ملتے ہی آجاؤں گا ۔۔۔
میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اپنے کمرے میں آکر لیٹ گئی ـــــــ
کوئی ڈیڑھ دو گھنٹے کے بعد میں نے اپنے لئے چائے منگوائی ـــــ ملازمہ چائے
کی ٹرے رکھ کر ہی گئی تھی کہ نرس کلدیپ کمرے میں داخل ہوئی ـــــ وہ کچھ پریشان
سی تھی ـــــ

"چائے پیو گی" ـــــ ؟ میں نے اس سے سوال کیا ـــــ
اس نے اثبات میں سر ہلا دیا ـــــ میں چائے بنانے لگی ـــــ ونود بھی
اپنے کمرے سے وہاں آگیا ـــــ
"کیوں مس کلدیپ" ـــــ ونود نے سوال کیا ـــــ "سرکاری ڈاکٹر نے
کیا بتایا" ـــــ !
نرس نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے مری ہوئی آواز میں کہا ـــــ
"اس کا خیال ہے ـــــ دھوپ زیادہ لگنے کے باعث وہ مر گئی ہے"
لیکن تم اسقدر اداس اور پریشان کیوں ہو" ـــــ ؟ میں نے اس سے
سوال کیا ـــــ
"نہیں تو" ـــــ اس نے پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا ـــــ میں تو ٹھیک ہوں ۔

صرف مس کامنی کی اچانک موت نے مجھے کچھ بے چین کر دیا ہے"۔۔۔۔۔

میں نے چائے کا کپ بنا کر اس کی جانب بڑھا دیا۔۔۔۔۔ چائے دیتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ اس کا ہاتھ بری طرح کانپ رہا تھا۔۔۔۔۔ کپ اپنے ہاتھ میں لے کر اس نے ایک ہی گھونٹ بھرا تھا کہ کپ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑا۔۔۔۔۔ نرس میری جانب مجرمانہ نظروں سے گھورنے لگی۔۔۔۔۔

"معاف کیجئے"۔۔۔۔۔ اس نے معذرت کرنی چاہی۔۔۔۔۔

"کوئی بات نہیں"۔۔۔۔۔ میں نے جلدی سے کہا۔۔۔۔۔ کپ ٹوٹنے کا تو کوئی حرج نہیں۔۔۔۔۔ لیکن تم مجھے یہ بتاؤ کہ آخر تمہارے ذہن میں کیا ہے۔۔۔۔۔ کیوں تم اس قدر پریشان ہو"۔۔۔۔۔؟

"کچھ بھی تو نہیں"۔۔۔۔۔ اس نے جواب دیا۔۔۔۔۔ صرف مس کامنی کی موت نے مجھے پریشان کر دیا ہے"۔۔۔۔۔؟

"لیکن میری جان! کسی غیر شخص کی موت پر کوئی اس قدر پریشان نہیں ہوتا جتنی تم ہو۔۔۔۔۔ آخر بیسنی ٹوریم میں دوسرے لوگ بھی ہیں"۔۔۔۔۔

نرس چند لمحوں تک سوچتی رہی پھر بولی۔۔۔۔۔

"مس ایفی! میں سخت الجھن میں پھنس گئی ہوں"۔۔۔۔۔

"کیا الجھن ہے"۔۔۔۔۔؟

"قصہ در اصل یہ ہے"۔۔۔۔۔ اس نے کہا۔۔۔۔۔ صبح ساڑھے پانچ بجے کے قریب مس کامنی نے گھنٹی بجا کر مجھے بلایا اور کہا کہ میں رات بھر سو نہیں سکی ہوں مجھے کوئی خواب آور دوا دے دو۔۔۔۔۔ اب قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ میں ڈاکٹر مہتہ کے

حکم کے بنا کسی مریض کو کوئی دوا نہیں دے سکتی ــــــ اس لئے میں نے انکار کر دیا ــــ لیکن وہ اس قدر میرے سر ہوئی کہ میں مجبور ہو گئی ــــ ڈاکٹر صاحب کو اس وقت جگانا میں نے مناسب نہ سمجھا اس لئے میں نے ان کے دوا خانہ سے ایک بہت معمولی اور غیر ضرر رساں خواب آور دوا کی ایک خوراک اسے پلا دی" ــــــ

"پھر اس میں پریشانی کی کیا بات ہے" ــــــ میں نے کہا ــــ "صبح ساڑھے دس بجے کے قریب کامنی میرے کمرے میں آئی تھی تو وہ مجھ سے بھی ذکر کر رہی تھی کہ نرس نے شاید دوا کی مقدار زیادہ دے دی ہے جس کے باعث مجھے نیند آ رہی ہے" ــــــ

"یہی تو مشکل ہے" ــــــ نرس نے کہا ــــــ

"میں سمجھی نہیں" ــــــ ؟

"بات یہ ہے کہ مس کامنی نے آپ کے علاوہ ایک ملازمہ سے بھی ذکر کر دیا ہے" ــــــ

ملازمہ سے اس نے کہا کہ نرس نے شاید غلطی سے مجھے ڈبل خوراک پلا دی ہے جس کے باعث مجھے سخت نیند آ رہی ہے ــــــ اب اگر پولیس نے تحقیق کی اور ملازمہ نے اپنے بیان میں بتایا کہ کامنی اس سے یہ کہہ رہی تھی۔ تو پولیس فوراً قتل کے الزام میں مجھے گرفتار کرے گی ــــــ حالانکہ میرا جرم صرف اتنا ہے کہ میں نے ڈاکٹر مہتہ سے پوچھے بنا اسے ایک خوراک خواب آور دوا پلا دی تھی ــــــ اور وہ بھی اس کی التجاؤں پر" ــــــ

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا" ــــــ میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا ــــــ

"کم از کم میں یقین نہیں کر سکتی کہ کامنی تمہاری دوا سے مری ہے" ــــــ

"نہ ہی میں" ــــــ ونود نے کہا ــــــ

"لیکن مس ایفی پولیس ضرور یقین کرے گی" ــــــ اس نے متفکر لہجہ میں کہا۔

"تم فکر مت کرو" ــــــ میں نے مسٹر طارق کو فون کیا ہے وہ کچھ دیر میں آنے ہی والے ہوں گے ــــــ وہ آ کر معاملہ کو سنبھال لیں گے" ــــــ

"کاش ایسا ہو" ــــــ کلدیپ نے کہا ــــــ اور میری ہمدردی کیلئے شکریہ ادا کرتی ہوئی چلی گئی ــــــ

اس کے جانے کے بعد میں نے برآمدہ میں جا کر نیچے جھانک کر دیکھا۔ تو صدر دروازہ کے پاس مجھے ڈاکٹر طارق کی کار کھڑی نظر آئی ــــــ میں نے فوراً دروازہ بند کیا ــــــ اور ان سے ملنے کے لئے تیزی سے نیچے روانہ ہو گئی۔

گیارھواں باب

نیچے ڈاکٹر مہتہ کے کمرے میں وہ سب لوگ جمع تھے ـــــ ڈاکٹر مہتہ، ڈاکٹر ماتھر، اور ڈاکٹر طارق ـــــ میرے قدموں کی چاپ سنکر انھوں نے دروازے کی جانب دیکھا ـــــ ڈاکٹر طارق نے مسکرا کر سلام کیا اور میرے مزاج پوچھے۔ ڈاکٹر مہتہ کو شاید میرا آنا ناگوار گذرا۔ کیونکہ انھوں نے فوراً کہا ـــــ

"مس ایفی ـــــ ہم چند منٹ میں ہی کھانے کے کمرے میں آنے والے ہیں ـــــ آپ اتنے وہاں بیٹھ کر انتظار کریں ـــــ"

"نہیں" ـــــ ڈاکٹر طارق نے جلدی سے کہا ـــــ ایفی میرے ساتھ رہیں گی ـــــ میرے لئے ان کا مشورہ ہمیشہ مفید ہوتا ہے"

ڈاکٹر مہتہ خاموش ہو گئے اور میں کرسی پر جا کر بیٹھ گئی ـــــ ڈاکٹر طارق

نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے سرکاری ڈاکٹر مسٹر ماتھر سے پوچھا ——

"کیا لاش کا پوسٹ مارٹم کر چکے ہیں آپ" —— ؟

"جی ہاں" ڈاکٹر مہتہ نے جواب دیا میں نے اور ڈاکٹر ماتھر نے ملکر ہی پوسٹ مارٹم کیا ہے" ——

"پھر کیا پتہ چلا —— موت کس چیز سے واقع ہوئی ہے" —— ؟

"ہمارا خیال ہے. سورج کی" الٹراوائلٹ" کرنوں سے موت واقع ہوئی ہے"

"کیا موت کسی قسم کے تشنج سے واقع ہوئی ہے" —— ؟ مسٹر طارق نے سوال کیا.

"جی ہاں —— ڈاکٹر ماتھر نے جواب دیا —— بہت ہلکی قسم کا تشنج پایا گیا ہے. ویسے میں نے مرکزی اعصاب کو بغور دیکھا تھا —— ان میں کسی قسم کی بدنظمی نہیں تھی" ——

"زہر کے متعلق کیا خیال ہے" —— میں نے سوال کیا —— "کیا آپ لوگوں نے کسی خاص زہر کی علامات تلاش کیئے تھے" —— ؟

"نہیں" —— زہر کے بارے میں ہمیں کوئی شبہ نہیں تھا" —— ڈاکٹر ماتھر نے کسی قدر سرد لہجہ میں جواب دیا —— "اس لیئے ہم نے اس جانب زیادہ توجہ نہیں دی" ——

"پھر بھی" —— ڈاکٹر طارق نے جلدی سے کہا —— "آپ نے معدہ کا معائنہ تو کیا ہوگا" —— ؟

"جی ہاں" —— لیکن اس میں کسی قسم کے زہریلے اثرات نہیں پائے گئے" کیا خواب آور دوا کی کچھ علامات پائی گئی ہیں" —— میں نے سوال کیا.

"میرا مطلب ہے کہ ایسی علامات جو جڑی خوراک پینے سے پیدا ہو جاتی ہوں"۔

"جی نہیں ——— ایسی کوئی علامت نہیں پائی گئی" ———

"میں جاننا چاہتا ہوں کہ آخری بار وہ کس سے ملی تھی اور کب اوپر گئی تھی" ——— ڈاکٹر طارق نے کہا ———

"یہ کسی کو نہیں معلوم" ——— ڈاکٹر مہتہ نے جواب دیا ———

"مجھے معلوم ہے" ——— میں نے جلدی سے کہا ——— اور میں نے مختصر طور پر وہ تمام گفتگو سنا دی جو میری کامنی سے ہوئی تھی ———

"کیا کسی نے اسے چھت پر لیٹے ہوئے دیکھا تھا" ——— ؟ ڈاکٹر طارق نے سوال کیا ———

"جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اوپر چھت پر نہیں گیا" ——— ڈاکٹر مہتہ نے جواب دیا ——— اور میری آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں ——— کیونکہ خود ڈاکٹر مہتہ اوپر گئے تھے ——— وہ مجھے زینے پر ملے تھے اور اب وہ صاف انکار کر رہے تھے ———

"اس کے اوپر جانے کے فوراً بعد ہی تو میں بھی گئی تھی" ——— میں نے جواب دیا۔

"کیا وہ اس وقت دھوپ میں لیٹی تھی" ——— ؟

"جی ہاں ——— وہ سیاہ چشمہ آنکھوں پر لگائے پوری طرح دھوپ میں لیٹی تھی۔ ———

ڈاکٹر طارق چند لمحوں تک سوچتے رہے ——— پھر بولے

"میں لاش کا معائنہ خود کرنا چاہتا ہوں ——— بشرطیکہ ڈاکٹر ماتھر کو اعتراض

نہ ہو"۔۔۔۔۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر ماتھر نے کہا۔۔۔۔۔

"لیکن ڈاکٹر طارق"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر مہتہ نے جلدی سے کہا جب ہم لوگ اس کا معائنہ کر چکے ہیں۔۔۔۔۔ پھر خواہ مخواہ وقت خراب کرنے سے فائدہ"؟

"کچھ بھی ہو"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر طارق نے کہا۔۔۔۔۔ ایک بار لاش کو میں خود بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

"تو پہلے کھانا تو کھا لو۔۔۔۔۔ کھانے کا وقت ہو چکا ہے"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر مہتہ نے پھر اصرار کیا۔۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔۔ کھانا بعد میں"۔۔۔۔۔

ڈاکٹر طارق اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ ہی باقی دونوں ڈاکٹر بھی۔۔۔۔۔ مسٹر طارق نے میرے شانے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"ڈارلنگ! فکر مت کرنا۔۔۔۔۔ ہم ابھی واپس آتے ہیں۔۔۔۔۔ پھر تفصیلی بات چیت کریں گے"۔۔۔۔۔

میں نے اثبات میں سر ہلایا اور کھانے کے کمرے میں آ کر ان کی واپسی کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔۔ اور وہ تینوں پولیس اسٹیشن کو روانہ ہو گئے۔۔۔۔۔

کھانے کے کمرے میں سب آدمی جمع تھے۔۔۔۔۔ سنیل ایک رسالہ دیکھ رہا تھا۔ بوڑھا چودھری پائپ پینے میں مشغول تھا۔۔۔۔۔ سمترا اور اس کی ماں دونوں چھوٹے بچے ادمی کی دلچسپ باتوں میں مشغول تھیں۔۔۔۔۔ نرس کلدیپ میرے مقابل کرسی پر بیٹھی ہوئی کسی سوچ میں گم تھی۔۔۔۔۔

یکایک دروازہ پر ایک اجنبی نمودار ہوا ــــ اس نے کہا ــــ

"حضرات! میں بمبئی کے ایک اخبار کا نمائندہ ہوں ــــ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں ایک ہفتہ میں دو موتیں واقع ہو گئی ہیں ــــ کیا کوئی صاحب مہربانی فرما کر مجھے تفصیلی حالات بتا سکیں گے ــــ؟

سینل نے گھور کر اس شخص کی جانب دیکھا اور ناگواری کے لہجہ میں بولا ــــ

"نہیں ــــ یہاں سے آپ کو ایک لفظ بھی معلوم نہیں ہو سکتا ــــ پولیس سے جا کر معلوم کیجئے" ــــ!

"یہ غلط ہے" ــــ اخباری نمائندے نے کہا ــــ آپ لوگوں کا رویہ ایک اخباری رپورٹر کے ساتھ بڑا غلط ہے ــــ میں یہاں سے حالات معلوم کئے بغیر نہیں جاؤں گا" ــــ

"کوئی زبردستی ہے" ــــ؟ سینل نے غصہ میں بھر کر پوچھا ــــ

"نہیں" ــــ رپورٹر نے جواب دیا ــــ اور پھر وہ سمترا کو مخاطب کر کے بولا ــــ

"کیا آپ ہی کا نام مس سمترا ہے" ــــ؟

"ہاں" ــــ سمترا نے اثبات میں سر ہلا دیا ــــ

آپ کیمبرج کالج کی اسٹوڈنٹ تھیں" ــــ؟

"جی ہاں" ــــ میں نے محسوس کیا کہ سمترا کا رنگ پھیکا پڑنے لگا تھا ــــ

"پھر تو آپ مرحوم مسٹر راجن کو بہت پہلے سے جانتی ہوں گی ــــ کیونکہ وہ بھی کیمبرج کالج کے اسٹوڈنٹ تھے" ــــ

"جی ہاں ــــ لیکن میں ان کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی" ــــ؟

"جی ہاں" ــــ یکایک بوڑھے چودھری نے بڑے تلخ لہجہ میں غراتے ہوئے کہا ــــ" یہ مسٹر راجن کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں ــــ یہ تو محض ان کی بیوی تھیں" ــــ؟

"کیا" ــــ ایک ساتھ سب کے منہ سے نکلا ــــ سمترا کا رنگ پیلا پڑ گیا اور مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی ماں چندرا دیوی اچانک یہ خبر سنکر بیہوش ہوا چاہتی ہے ــــ

سمترا نے جلدی سے اپنی ماں کو سنبھالا ــــ

"ماتا جی ــــ ماتا جی ــــ بھگوان کیلئے اپنی حالت سنبھالئے" ــــ

سنیل جوش میں بھر کر اٹھ کھڑا ہوا ــــ

"یہ جھوٹ ہے" ــــ اس نے کہا ــــ بڈھے خرانٹ تجھے اس قسم کی بکواس کرنے کا کیا حق ہے" ــــ؟

"اگر یہ جھوٹ ہے تو کیا اس جھوٹ سے مس سمترا انکار کر سکتی ہیں" ــــ بڈھے نے پھر غرا کر کہا ــــ

سمترا صرف ہونٹ کپکپا کر رہ گئی ــــ اس نے جلدی سے اپنی ماں کو سہارا دیا ــــ وہ کرسی کی پشت پر نیم بیہوش سی ہو کر گر پڑی تھی

"چلئے ماتا جی میں آپ کو اوپر لے چلتی ہوں" ــــ یہ کہہ کر اس نے چندرا دیوی کا بازو پکڑ کر اٹھایا ــــ اور اسے سنبھالے ہوئے زینے کی طرف چلی گئی ــــ

سارے کمرے میں ایک عجیب قسم کی بدمزگی اور کھچاؤ سا پیدا ہو گیا ــــ

مجھے اس بڈھے سے شروع دن سے ہی نفرت تھی ــــــ اس کی اس حرکت سے اور زیادہ نفرت میرے دل میں پیدا ہو گئی ــــــ

"آہ بے چاری سمترا ــــــ وہ جس راز کو چھپا رہی تھی ــــــ وہ فاش بھی ہوا تو کس وقت اور کن کن لوگوں کے سامنے ــــــ لیکن اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا ــــــ اب پچھتانے سے کیا ہونا تھا ــــــ

اخبار کا رپورٹر شیطان کی طرح پھوس میں چنگاری دکھا کر خود غائب ہو گیا تھا ــــــ اور ہم سب لوگوں پر اس واقعہ سے ایک عجیب قسم کی مایوسی سی طاری ہو گئی تھی ــــــ

میں ماحول کی یہ کبیدگی برداشت نہ کر سکی اس لئے جلدی جلدی کھانا کھایا اور اپنے کمرے میں آ کر لیٹ گئی ــــــ

بارہواں باب

گھنٹہ بھر بعد ڈاکٹر طارق واپس آگئے ـــــ وہ بے حد سنجیدہ اور فکر مند تھے ـــــ میں نے پوچھا ـــــ

"کہئے کوئی خاص بات معلوم ہوئی" ـــــ؟

"فی الحال کچھ نہیں کہا جاسکتا" ـــــ!

وہ کرسی کھینچکر بیٹھ گئے ـــــ اور ایک سگریٹ سلگاتے ہوئے بولے۔

"مس ایمی ـــــ ایک بار پھر شروع سے آخر تک تمام باتیں مجھے سناؤ۔ اچھی طرح یاد کرکے ایک ایک واقعہ بتاؤ ـــــ کوئی بات بیچ میں نہ چھوڑو۔ کیونکہ بعض اوقات حقیر سے حقیر بات بھی سارا معمہ حل کرنے کا ذریعہ بنجاتی ہے۔

میں نے سوچ سوچ کر شروع سے آخر تک تمام واقعات جو مجھے یاد تھے

تفصیل کے ساتھ ان کے سامنے دھرا دیئے ــــــ اور اس میں نئے واقعات کا بھی ذکر کر دیا جو صبح سے لیکر اب تک پیش آئے تھے ـــــــ

ڈاکٹر طارق بغور سنتے رہے ــــــ میرے خاموش ہو جانے پر چند لمحوں تک وہ سوچتے رہے ــــــ اس کے بعد بولے

"اس کے معنی یہ ہیں کہ فی الحال اگر صرف راجن کا ہی معاملہ لیا جائے تو ہر شخص پر شبہہ کیا جا سکتا ہے" ـــــــ

"وہ کیسے" ــــــ میں نے سوال کیا ـــــــ

"مثلاً سمترا کو اس لئے راجن کا قاتل سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی تھی ــــــ یہی بات سینیل پر بھی عائد ہو سکتی ہے ــــــ قانونی طور پر سمترا کو حاصل کرنے کیلئے راجن کا راستہ سے ہٹانا ضروری تھا اور بہت ممکن ہے اس نے ہی راجن کو راستہ سے ہٹا دیا ہو" ـــــــ

"بس دو ہی ہوئے" ــــــ میں نے کہا ــــــ "نرس کلدیپ اور چندرا دیوی کے بارے میں آپ کچھ نہیں کہہ سکتے" ــــــ

"تمہارا خیال غلط ہے" ــــــ ڈاکٹر طارق نے جواب دیا ــــــ "تم کہہ چکی ہو کہ وہ عورتوں میں کافی مقبول تھا ــــــ ہو سکتا ہے نرس کلدیپ بھی اس سے محبت کرتی ہو اور اس نے یہ دیکھ کر کہ وہ کامنی اور سمترا کی ماں کی جانب راغب ہو رہا ہے انتقام کے بطور اسے دھکا دیدیا ہو ــــــ نرس کی ٹوپی والا رومال بھی چھت پر اس کی موجودگی ظاہر کرتا ہے" ــــــ

"لیکن وہ حادثے کی رات کو باہر تھی" ــــــ میں نے اعتراض کیا ــــــ

"کیا ثبوت ہے"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر طارق نے کہا ۔۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ اسے چھت سے گرا کر باہر چلی گئی ہو اور پھر اپنے کسی دوست کو ساتھ لیکر آگئی ہو تاکہ اس کی عدم موجودگی ثابت ہو سکے"۔۔۔۔۔!

"ڈاکٹر مہتہ کے بارے میں کیا خیال ہے"۔۔۔۔۔؟

"اگر ڈاکٹر مہتہ کو کسی طرح پہلے سے یہ علم ہو گیا تھا کہ راجن ہی ان کے مقابلے میں سیمی ٹوریم کھول رہا ہے تو قاتل وہ بھی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ مدعائے جرم واضح ہے ۔۔۔۔ اب صرف بڈھا چودھری رہ جاتا ہے ۔۔۔۔ اس کے بارے میں ہمیں زیادہ معلومات نہیں ۔۔۔۔ لیکن ہو سکتا ہے وہ بھی کسی وجہ سے راجن سے جلتا ہو۔ اور اسی نے اسے چھت پر سے دھکا دیدیا ہو"۔۔۔۔۔

"یہ تو بڑی مشکل آن پڑی"۔۔۔۔۔ میں نے کہا ۔۔۔۔۔

"ہاں"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر طارق نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔" یہی صورت حال کامنی کی موت کے بارے میں ہے"۔۔۔۔۔؟

"وہ کیسے"۔۔۔۔۔؟ میں نے سوال کیا ۔۔۔۔۔

"تم ابھی بتا چکی ہو کہ ڈاکٹر مہتہ غصہ میں کامنی سے دو باتیں کرنے اوپر گئے تھے حالانکہ بعد میں انھوں نے صاف انکار کر دیا ۔۔۔۔ چونکہ کامنی سیمی ٹوریم کا کام جاری دیکھنا چاہتی تھی اس لیے ہو سکتا ہے انھوں نے کامنی کو ہلاک کر دیا ہو ۔۔۔۔ اسی طرح کامنی سمترا اور سنیل کا راز فاش کرنا چاہتی تھی ۔۔۔۔ اس نے دونوں کو دھمکی آمیز خط لکھے تھے ۔۔۔۔ وہ دونوں بھی اس سے ملنے اوپر گئے ۔۔۔۔ کامنی نے ان کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا ہو گا تو کیا یہ ممکن نہیں کہ غصہ میں ان

دونوں نے اسے ہلاک کر دیا ہو ——— اسی طرح نرس کلدیپ خواب آور دوا کے بارے میں اعتراف کرتی ہے ——— کیا خبر اس نے خواب آور دوا کی بجائے اسے کچھ اور کھلا دیا ہو" ———

"لیکن ڈاکٹر طارق آپ بھول رہے ہیں" ——— میں نے پھر اعتراض کیا ——— "کامنی کے معدے میں زہر کی قسم سے کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی ہے ——— ابھی تو ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ موت کس طرح واقع ہوئی ہے اس لئے ہم کسی صحیح نتیجہ پر کیسے پہنچ سکتے ہیں" ——— ؟

ڈاکٹر طارق چند لمحوں تک سوچتے رہے ——— پھر بولے

"جب تم نے ڈاکٹر مہتہ کو اوپر جاتے دیکھا تھا تو کیا ان کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی"

"نہیں" ———

ایک لمحہ کے لئے خاموش رہ کر انھوں نے دوسری سگریٹ سلگائی اور پھر پوچھا ———

"نرس نے خواب آور دوا کس طرح دی تھی ——— کیا انجکشن سے" ؟

"نہیں! دوا کھلائی تھی" ———

"اچھا" ——— ڈاکٹر طارق نے متفکر انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا ——— تم نے ابھی ڈاکٹر مہتہ کے تجربہ کے بارے میں کچھ بتایا تھا ——— ذرا ایک بار پھر تفصیل سے بتانا" ———

میں نے ڈاکٹر مہتہ کے الفاظ دہراتے ہوئے کہا ———

"وہ کہہ رہے تھے کہ انھوں نے "فلوریسن" نام کی ایک دوا سے تجربات شروع کئے ہیں" ———

"ٹھہرو بس" ۔۔۔ ڈاکٹر طارق نے کہا ۔۔۔ انھوں نے فلوریسین کہا تھا"؟

"ہاں" ۔۔۔ میں نے کہا ۔۔۔

میں نے دیکھا کہ فلوریسین کا نام سنکر دبے ہوئے جوش کی وجہ سے انکی آنکھیں چمکنے لگی تھیں ۔۔۔ وہ اٹھکر کھڑے ہو گئے اور ٹہلتے ہوئے خود سے بڑبڑا کر کہنے لگے ۔۔۔

"مجھے پہلے ہی شبہہ ہوا تھا ۔۔۔ ضرور ایسا ہی ہوا ہوگا ۔۔۔ لیکن حیرت ہے کہ ایک عام آدمی کو اس کی دوسری خصوصیات کے بارے میں کیسے علم ہوا"۔

"کس چیز کے بارے میں" ۔۔۔ میں نے حیرت سے پوچھا ۔۔۔

"فلوریسین کی خصوصیات کے بارے میں" ۔۔۔ انھوں نے رک کر کہا ۔۔۔

"فلوریسین" ۔۔۔ میں نے اور زیادہ متعجب ہو کر کہا ۔۔۔

"ہاں ایفی" ۔۔۔ تمہیں معلوم نہیں کہ فلوریسین بڑی عجیب وغریب دوا ہے۔ اس میں سورج کی "الٹرا وائلٹ" کرنیں جذب کرنے کی بے انتہا قوت ہے۔ اور الٹرا وائلٹ کرنیں زیادہ تعداد میں انسانی زندگی کے لئے مضر ہیں ۔۔۔ مختصر یہ کہ اگر کسی انسان کے جسم میں "فلوریسین" داخل کر دی جائے اور وہ تھوڑی دیر بھی سورج کی کرنوں میں لیٹ جائے تو فوراً مر جائے گا ۔۔۔ کیونکہ اس کے خون میں ملی ہوئی "فلوریسین" تمام الٹرا وائلٹ کرنوں کو اپنے اندر جذب کر لے گی ۔۔۔ جو انسان کے اعصاب پر اور اعضائے رئیسہ پر فوراً مہلک اثر ڈال کر نظام زندگی ختم کر دیں گی ۔۔۔

"اوہ" ۔۔۔ میں نے دہشت کا ایک لمبا سا سانس کھینچتے ہوئے کہا ۔۔۔

"آپ کا مطلب ہے کہ کسی نے کامنی کے جسم میں فلوریسین انجکشن کے ذریعہ داخل کر دی تھی" ——؟ کسی ایسے شخص نے جو اس کی عادت سے واقف تھا کہ وہ آفتابی شعاعوں کا غسل کرنے کی شوقین ہے" ——؟

"ہاں" —— یہی میرا مطلب ہے" ——!

"لیکن سوال یہ ہے کہ کامنی نے وہ انجکشن لگانے کی کیسے اجازت دیدی"

"ہوسکتا ہے کسی کھانے کی دواؤں میں دی گئی ہو" —— ڈاکٹر طارق نے کہا ——

"ممکن ہے نرس نے ہی خواب آور دوا میں ملا کر کھلا دی ہو" ——

"نہیں یہ ناممکن ہے" —— میں نے کہا —— نرس کلدیپ ایسی لڑکی نہیں ہے" ——

"ڈاکٹر مہتہ بھی ایسا نہیں کر سکتے" —— انھوں نے کہا ——

"ہاں" —— میں نے اثبات میں سر ہلا دیا —— نہ ہی سنیل اور سمترا پر شبہہ کیا جا سکتا ہے —— ظاہر ہے کہ زبردستی تو کوئی انجکشن کسی کو لگایا نہیں جا سکتا" ——

"نہیں" ——

"پھر آپ کس طرح یہ بات ثابت کر سکتے ہیں کہ وہ فلوریسین کے ذریعہ مری ہے۔ صرف معمولی قسم کی سورج کی کرنوں سے نہیں مری —— ؟

"یہی تو ثابت کرنا مشکل ہے" —— انھوں نے کہا —— "یہ مجھے یقین ہے کہ وہ معمولی غسل آفتابی سے نہیں مری —— میں نے لاش کو ایک نظر دیکھ کر ہی سمجھ لیا تھا کہ اس کے جسم میں فلوریسین داخل کی گئی ہے —— فلوریسین

دراصل فوٹو کی پلیٹ کی طرح ہوتی ہے جو روشنی پڑتے ہی متاثر ہونے لگتی ہے۔
اسی طرح فلوریسین پر سورج کی کرنیں پڑتے ہی وہ الٹرا وائلٹ کرنوں کو جذب
کرنے لگتی ہے"۔۔۔۔۔

"کیا عام حالت میں الٹرا وائلٹ کرنیں نہیں ہوتیں"۔۔۔۔۔ میں نے پوچھا۔۔۔
"ہوتی ہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر طارق نے جواب دیا۔۔۔۔ "لیکن بہت کم مقدار میں۔
زیادہ تر الٹرا وائلٹ کرنیں زمین کے گرد چھائی ہوئی فضا میں ہی الجھ کر رہ
جاتی ہیں۔۔۔۔ لیکن فلوریسین چونکہ صرف الٹرا وائلٹ کرنیں جذب کرتی ہے اس
لئے وہ تمام روشنی کی یہ مہلک کرنیں ایک جگہ جمع کر دیتی ہے۔۔۔۔

اس بات کو تم بالکل اسی طرح سمجھ سکتی ہو جس طرح تم آتشی شیشہ کی مدد
سے سورج کا عکس کسی کاغذ پر ڈالو تو وہ ایک نقطہ پر آکر کاغذ کو جلا دیتا ہے۔
اس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ شیشہ بہت سی گرمی کو ایک نقطہ پر جمع کر دیتا
ہے۔۔۔۔ یعنی وہ معمولی کرنیں ایک جگہ اکٹھی ہو کر مہلک بن جاتی ہیں۔۔۔
اسی طرح الٹرا وائلٹ کرنیں جب ایک جسم میں ضرورت سے زیادہ داخل
ہو جاتی ہیں تو وہ مہلک بن جاتی ہیں۔۔۔۔

"پھر اب کیا کیا جائے"۔۔۔۔؟ میں نے سوال کیا۔۔۔۔

"اب ہمیں پورے سینی ٹوریم میں یہ تلاش کرنا چاہیئے کہ فلوریسین کس
کے پاس ہے۔۔۔۔ اور کون ہو سکتا ہے جس نے کامنی کو انجکشن دیا ہوگا"۔
"ڈاکٹر مہتہ اپنی فالتو دوائیں اوپر سامان والے کمرے کی الماری میں
رکھتے ہیں۔۔۔ پہلے اس میں دیکھ لیا جائیگا"۔۔۔۔ میں نے تجویز پیش کی۔۔۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے" ـــــ ڈاکٹر طارق نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا ـــــ
"اس وقت بارہ بج رہے ہیں سب لوگ سو چکے ہیں اس لئے تم فوراً تیار ہو جاؤ"
میں اوور کوٹ وغیرہ پہن کر فوراً تیار ہو گئی ـــــ
"لیکن ڈاکٹر طارق" ـــــ میں نے کہا ـــــ "اگر کسی شخص نے ہمیں اس کمرہ کی تلاشی لیتے ہوئے دیکھ لیا تو کیا کہو گے ـــــ
"تم کہہ دینا کہ میرے سر میں درد تھا اس لئے ہم "ایسپرین" کی گولیاں تلاش کرنے یہاں آئے تھے" ـــــ
"یہ ٹھیک ہے" ـــــ میں نے اثبات میں سر ہلایا ـــــ ونود کے کمرے میں جھانک کر دیکھا تو وہ سو رہا تھا ـــــ اس کی جانب سے مطمئن ہو کر میں نے کہا ـــــ
"چلئے میں تیار ہوں" ـــــ
"ڈاکٹر طارق اٹھ کھڑے ہوئے ـــــ اور ہم دونوں دبے قدموں سے پنجوں کے بل چلتے ہوئے اوپر سامان والے کمرے کی جانب روانہ ہو گئے ـــــ

تیرہواں باب

مجھے اپنے دل میں بڑا خوف سا معلوم ہو رہا تھا ــــــ میں سوچ رہی تھی کہ اگر اس مجرمانہ حالت میں ہمیں کسی نے دیکھ لیا تو کیا ہوگا ــــــ لیکن خیر! ڈاکٹر طارق میرے ساتھ تھے اس لئے مجھے کافی اطمینان تھا ــــــ

ہم دونوں چوتھی منزل پر پہنچے ــــــ سامان والے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے ــــــ ڈاکٹر طارق نے جیب سے برقی ٹارچ نکال کر روشن کی ــــــ اس کمرے کے ایک کونے میں چھوٹی سی کوٹھڑی تھی جس میں ڈاکٹر مہتہ اپنی دوائیں رکھتے تھے ــــــ خوش قسمتی سے کوٹھڑی میں تالا لگا ہوا نہیں تھا ــــــ اس لئے دروازہ آسانی سے کھل گیا ــــــ اندر مختلف قسم کی شیشیاں دوائی سے لبریز رکھی تھیں ــــــ ٹارچ کی روشنی میں ڈاکٹر طارق جلدی جلدی شیشیاں اٹھا کر دیکھنے

لگے ـــــ میں نے ان سے پوچھا ـــــ

"آپ کے خیال میں وہ کس رنگ کی شیشی ہوگی ـــــ تاکہ میں بھی تلاش میں مدد کروں" ـــــ

"شاید براؤن رنگ کی ہوگی" ـــــ انھوں نے جواب دیا ـــــ

میں نے بھی ان کے ساتھ ہی براؤن رنگ کی شیشیاں اٹھا اٹھا کر دیکھنی شروع کر دیں ـــــ تھوڑی دیر کے بعد ہی ہم نے ساری شیشیاں دیکھ ڈالیں لیکن "فلوریسین" کی شیشی نہ ملی ـــــ مایوس ہو کر ہم واپس نیچے آ گئے ـــــ

"اب کیا ہوگا" ـــــ ؟ میں نے سوال کیا ـــــ

"اب ہم تمام کمروں کے غسل خانوں کی تلاشی لیں گے" ـــــ ڈاکٹر طارق بولے ـــــ "کیونکہ اس قسم کی چیزیں لوگ غسلخانوں میں ہی چھپاتے ہیں" ـــــ

"لیکن ڈاکٹر طارق" ـــــ میں نے اعتراض کیا ـــــ "یہ کس قدر عجیب بات ہوگی کہ ہم لوگ رات کے بارہ بجے غسل خانوں میں گھستے پھریں گے ـــــ اگر کوئی جاگ گیا تو کیا ہوگا" ـــــ ؟

"مس ایفی" ـــــ ڈاکٹر طارق نے کہا ـــــ یہ وقت بحث کا نہیں ہے ـــــ یہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ کامنی کو کسی نے قتل کیا ہے اس لئے ہمیں جلد از جلد پورے مکان کی تلاشی لیکر ثبوت حاصل کرنا چاہئے ـــــ ورنہ اگر قاتل کو ذرا بھی شبہ ہو گیا کہ ہم صحیح راستہ پر چل رہے ہیں تو وہ تمام ثبوت فوراً مٹا دے گا" ـــــ

"بہت اچھا" ـــــ میں نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا ـــــ "جیسے آپ کی مرضی ہو ـــــ فرمائیے ہم کہاں سے شروع کریں" ـــــ ؟

"سب سے پہلے میں نرس کلدیپ کے غسلخانے کی تلاشی لینا چاہتا ہوں"___

اب چونکہ ہر دو کمروں کے درمیان ایک غسلخانہ تھا___ اس لئے کلدیپ کے کمرے کا غسل خانہ مرحوم راجن کے کمرے سے بھی ملحق تھا___ لیکن میں نے ایک بار کلدیپ سے سنا تھا کہ وہ اس غسلخانہ کو استعمال کرنے کی بجائے ہال کمرے والے غسلخانہ کو استعمال کرتی ہے___ میں نے ڈاکٹر طارق سے دریافت کیا وہ ان دونوں غسل خانوں میں سے پہلے کس کی تلاشی لینا چاہتے ہیں___ انھوں نے بتایا کہ وہ پہلے راجن والے کمرے سے ملحق غسل خانہ کی تلاشی لیں گے___

راجن کا کمرہ چونکہ خالی پڑا تھا اس لئے ہم نے کلدیپ کے کمرے سے جانے کی ضرورت نہ سمجھی___

اتفاق سے راجن کے کمرے میں تالا لگا ہوا تھا ورنہ غسل خانے میں___ ہم دونوں آسانی سے اندر داخل ہو گئے___ ڈاکٹر طارق نے ٹارچ روشن کر کے میرے ہاتھ میں تھمادی اور خود غسل خانے کی تلاشی لینے لگے___

تھوڑی سی کوشش کے بعد ہی گتے کا ایک بکس نظر آیا___ اسے کھول کر دیکھا تو اندر انجکشن لگانے کی ایک سرنج رکھی ہوئی تھی___

"خالی سرنج سے تو کچھ پتہ نہیں چل سکتا"___ میں نے کہا___"ہو سکتا ہے راجن کو "ماربنا" کے انجکشن لینے کی عادت ہو"___؟

"ہاں ہو سکتا ہے"___ ڈاکٹر طارق نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا___ "چلو اب باہر چلتے ہیں"___

ہم دونوں باہر آگئے تو میں نے پوچھا___

"اب کہاں چلیں؟"ــــــ

"اب ہمیں سمترا اور اس کی ماں کے غلخانے میں چلنا چاہیئے ــــــ اس کے بعد نچلی منزل پر چلیں گے"ــــــ

یہ بہت خطرناک کام تھا ــــــ غسل خانے کے ایک طرف سمترا اور ادمی سوتے تھے ــــــ اور دوسری طرف سمترا کی ماں ــــــ لیکن چونکہ اس وقت ڈاکٹر طارق نے تلاشی لینے کا فیصلہ کر لیا تھا اس لئے میرے تمام اعتراضات بیکار تھے ــــــ وہ ایک بار جس کام کا تہیہ کر لیتے ہیں اسے کبھی ادھورا نہیں چھوڑتے ــــــ

میں نے آہستہ سے ادمی کے کمرے کا دروازہ کھولا ــــــ اندر بہت دھندلی روشنی تھی ادمی اور سمترا بے خبر سو رہی تھی ــــــ میں نے ڈاکٹر طارق کو اشارہ کیا اور ہم دونوں سانس روکے پنجوں کے بل چلتے ہوئے کمرے سے گذر کر غسل خانے میں گھس گئے ــــــ

اندر پہنچکر ہم نے دروازے بند کر لئے ــــــ ڈاکٹر طارق نے ٹارچ روشن کر کے پھر میرے ہاتھ میں تھما دی اور تلاشی لینی شروع کر دی ــــــ الماری میں کریم پاوڈر ـ لپ اسٹک ـ اور نہ جانے کیا کیا الا بلا بھری پڑی تھی ــــــ تمام شیشیوں کے پیچھے ایک اور شیشی بھی رکھی تھی جسے ڈاکٹر طارق اٹھا کر غور سے دیکھنے لگے۔

"کیا ہے"ــــــ؟ میں نے پوچھا ــــــ

"خواب آور دوا کی گولیاں ہیں" ــــــ انھوں نے جواب دیا ــــــ ان عورتوں کی ساخت ہی تو مشکل ہے ــــــ یہ اپنی مرضی سے دوائیں استعمال کرنے لگتی ہیں"۔

شیشی میں اپنے ہاتھ میں لیکر دیکھنے لگی اور ڈاکٹر طارق الماری کا دوسرا خانہ تلاش کرنے لگے — شیشی دیکھ کر میں واپس رکھنا چاہتی تھی کہ ان کا ہاتھ میرے ہاتھ سے ٹکرا گیا اور شیشی میرے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے پختہ فرش پر گر پڑی —

ایک زوردار چھناکہ ہوا — ہم دونوں چونک کر اچھل پڑے — ڈاکٹر طارق نے بڑبڑا کر کچھ کہا — میں فوراً ٹارچ بجھا کر ان کے قریب کو سمٹ گئی اور اپنا ہاتھ ان کے شانے پر رکھ لیا — خوف کے مارے میرا دل دھڑک رہا تھا —

یکا یک سمترا کے کمرے میں چارپائی پر سے کسی کے اٹھنے کی آواز آئی — ساتھ ہی سمترا کی آواز سنائی دی —

"ماتا جی — تم ٹھیک تو ہو" —

"ہاں بیٹی" — دوسرے کمرے سے فوراً جواب ملا — اس کے معنی یہ تھے کہ ہم دونوں طرف سے بری طرح گھر چکے تھے — میرے ہاتھ کی گرفت ڈاکٹر طارق کے شانے پر سخت ہو گئی — انھوں نے میرے ہاتھ کو تھپک کر تسلی دی — میں نے ان کے کان میں آہستہ سے کہا —

"ڈاکٹر طارق اب شاید وہ ادھر سے اپنی ماں کے کمرے میں جائیگی" —

ڈاکٹر طارق نے ادھر ادھر دیکھا — ایک جانب نہانے کا ٹب تھا جس کے سامنے پردہ پڑا ہوا تھا —

ہم دونوں کی پوزیشن بڑی نازک تھی — میں سوچ رہی تھی کہ ہم دونوں اگر یہاں پکڑے گئے تو کیا جواب دیں گے — کیسی مضحکہ خیز بات تھی — کہ

ہندوستان کے مشہور سراغرساں ڈاکٹر طارق اور ان کی سکریٹری مس ایلی دونوں ایک غیر عورت کے غسل خانے میں رات کے ایک بجے بند تھے ــــــ

یکا یک سمترا کے کمرے میں روشنی ہو گئی ــــــ اور قدموں کی چاپ سنائی دی ــــــ ہم دونوں جلدی سے ٹب میں بیٹھ گئے اور پردہ اپنے سامنے کھینچ دیا۔ غسل خانے کا دروازہ کھلا اور سمترا ہم سے صرف چار فٹ کے فاصلے پر ہوتی ہوئی اپنی ماں کے کمرے میں چلی گئی ــــــ میرے ماتھے پر پسینہ کے قطرے آگئے۔ خوف کے مارے میں نے ایک سانس تک نہیں لیا ــــــ

"ماتا جی کیا بات ہے" ــــــ؟ سمترا نے دوسرے کمرے میں جا کر پوچھا ــــــ

"کچھ نہیں سمترا ــــــ میں ٹھیک ہوں" ــــــ!

"کیا تمہیں نیند نہیں آ رہی" ــــــ؟

"نہیں ــــــ مگر تم فکر مت کرو ــــــ میں سو جاؤں گی" ــــــ

"کیا تم خواب آور دوا کھا رہی تھیں" ــــــ؟

"نہیں تو" ــــــ

"کسی چیز کی ضرورت تو نہیں" ــــــ؟ سمترا نے پوچھا ــــــ

"نہیں بیٹی ــــــ جاؤ تم آرام سے سو جاؤ" ــــــ

پھر قدموں کی چاپ سنائی دی اور سمترا غسل خانے میں داخل ہوئی ــــــ خوف کے مارے میرے ہاتھ کی گرفت ڈاکٹر طارق کے شانے پر پھر سخت ہو گئی۔ دروازہ کھلنے سے دوسرے کمرے کی پوری روشنی غسل خانے میں آگئی ــــــ

میں نے پردے کے پیچھے ٹوٹی ہوئی شیشی کے ٹکڑے چننے کی آواز سنی اور

قدم پھر واپس چندرا دیوی کے کمرے میں چلے گئے ــــــ

"ماتا جی" ــــــ اندر سے پھر سمترا کی آواز آئی ــــــ "آپ پھر خواب آور دوا کھا رہی تھیں ــــــ بتایئے ــــــ مجھے بتایئے آپ نے زیادہ خوراک تو نہیں کھالی ہے" ــــــ ؟

"نہیں بیٹی" ــــــ میں نے بتا دیا کہ میں نے دوا نہیں کھائی" ــــــ

"ماتا جی" ــــــ سمترا نے اصرار کیا ــــــ غسل خانے میں خواب آور دوا کی شیشی ٹوٹی پڑی ہے بھگوان کے لئے مجھے بتا دیجئے اگر آپ نے زیادہ دوا کھالی ہے تو میں ڈاکٹر مہتہ کو بلا لاؤں" ــــــ

"نہیں میں نے دوا نہیں کھائی" ــــــ اس کی ماں نے کہا ــــــ لیکن اگر زندگی اسی طرح تکلیف دہ اور روح فرسا رہی تو یقیناً میں ایک روز کھالوں گی۔ میں ایسی زندگی سے مرجانا بہتر سمجھتی ہوں" ــــــ

"ماتا جی" ــــــ مجھے سمترا کی سسکیوں کی آواز سنائی دی ــــــ "میں نے آپکو بڑا دکھ پہنچایا ہے" ــــــ

"ہاں" ــــــ اس کی ماں نے کہا ــــــ تم نے مجھے بڑا دکھ پہنچایا ہے ــــــ "میں حیران ہوں کہ تم نے شادی تک کرلی اور مجھ سے ذکر بھی نہیں کیا ــــــ تین سال تک اس راز کو سینے میں چھپائے پھرتی رہیں ــــــ اس کے بعد تم یہاں آئیں ــــــ تم نے دیکھا کہ اس کے اور میرے تعلقات بڑھ رہے ہیں پھر بھی تم نے مجھے نہ بتایا" ــــــ

"ماتا جی" ــــــ میں مجبور تھی ــــــ یہاں آتے ہی اس نے مجھے دھمکی دیدی

تھی کہ اگر میں نے تم سے ایک لفظ بھی کہا تو وہ شادی والے معاملے کی سارے زمانہ کو خبر کر دے گا ــــ میں بدنامی کے خوف سے ڈر گئی ــــ لیکن ماتا جی تمہیں یاد ہوگا کہ اسی لئے میں بار بار تم سے گھر چلنے کیلئے اصرار کرتی تھی ــــ میں تمہیں اس سے دور لیجانا چاہتی تھی" ــــ

اس کے بعد میں نے سمترا کی ہچکیوں کی آوازیں سنیں ــــ مجھے تصور میں ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی ماں پیر لٹکائے پلنگ پر بیٹھی ہے اور سمترا گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے ــــ

یکایک ڈاکٹر طارق نے آہستہ سے میرے کان میں کہا ــــ

" ایفی اس وقت موقعہ ہے ــــ آؤ ہم باہر نکل چلیں" ــــ

میں نے پردہ سے جھانک کر دیکھا تو سمترا کی ماں والے کمرے کا دروازہ ذرا سا کھلا ہوا تھا ــــ گو غسل خانے میں اندھیرا تھا ــــ پھر بھی اگر اس کی ماں کا رخ اسی طرف کو ہوا تو وہ ہمیں گذرتے ہوئے ضرور دیکھ سکتی تھی ــــ لیکن چونکہ بھاگ نکلنے کا اس سے بہتر موقعہ ملنا دشوار تھا ــــ اس لئے میں فوراً تیار ہو گئی ــــ ہم دونوں پنجوں کے بل چلتے ہوئے سمترا کے کمرے میں داخل ہوئے اور تقریباً بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے ــــ

باہر آکر میں نے اطمینان کا بڑا لمبا سانس لیا ــــ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں عمر قید کی سزا کاٹ کر جیل سے رہا ہو رہی ہوں" ــــ

" اب کیا کریں" ــــ میں نے ڈاکٹر طارق سے پوچھا ــــ

" آؤ پہلے ہم ڈاکٹر مہتہ کے مطالعہ کے کمرے میں چلتے ہیں ــــ شاید

وہاں کچھ مل جائے"۔۔۔۔۔

"ان کے اس کمرے میں ایک ڈیسک میں صرف چند شیشیاں رکھی ہیں۔۔۔۔۔ اس لئے وہاں جانا بیکار ہے"۔۔۔۔۔ میں نے تجویز پیش کی۔۔۔۔۔

ہو سکتا ہے انہیں شیشیوں میں سے ایک 'فلوریسین' کی ہو"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر طارق نے کہا اور میرے جواب کا انتظار کئے بغیر وہ میرا شانہ مضبوطی سے تھام کر تقریباً مجھے کھینچتے ہوئے نیچے لے گئے۔۔۔۔۔

ڈاکٹر مہتہ کے مطالعہ کے کمرے میں داخل ہو کر ڈاکٹر طارق نے برقی لیمپ روشن کر دیا اگرچہ میں اس کے خلاف تھی۔۔۔۔۔ کیونکہ روشنی دیکھ کر کوئی بھی آسکتا تھا۔۔۔۔۔ کمرے کے وسط میں ایک لکھنے پڑھنے کی درمیانے سائز کی میز پڑی تھی۔۔۔۔۔ اس کی درازیں کھول کر تلاشی لینی شروع کی تو ایک دراز میں کچھ شیشیاں پڑی تھیں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر طارق ایک ایک بوتل اٹھاتے گئے اور اس کا نام بلند آواز میں پڑھ کر واپس اس کی جگہ رکھتے گئے۔۔۔۔۔ اگنگ ایپڈ اپیرین "کیمفر، سوڈا بائی کارب"۔۔۔۔۔

یکایک باہر برآمدے میں کسی کے بوجھل قدموں کی چاپ سنائی دی۔۔۔۔۔ میں نے جلدی سے جھک کر ڈاکٹر طارق کے کان میں کہا۔۔۔

"کوئی آرہا ہے"۔۔۔۔۔

ڈاکٹر طارق نے فوراً لیمپ بجھا دیا اور ہم دونوں اندھیرے میں آنے والے کا انتظار کرنے لگے۔۔۔۔۔ میرا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔

"اندر کون ہے"۔۔۔۔۔؟ باہر سے ڈاکٹر مہتہ کی آواز آئی۔۔۔۔۔ میں حیران تھی

کہ اب ڈاکٹر طارق کیا جواب دیں گے" ——

ڈاکٹر مہتہ اندر داخل ہوئے —— سوئچ دبنے کی آواز پیدا ہوئی اور کمرے میں روشنی پھیل گئی —— ڈاکٹر مہتہ نے آنکھیں جھپکا کر حیرت سے ہمیں دیکھا اور تعجب انگیز لہجہ میں بولے ——

"کون ڈاکٹر طارق —— اور مس ایلفی —— کیا آپ لوگوں کو کسی چیز کی ضرورت تھی" —— ؟

ڈاکٹر طارق کے جواب نے مجھے حیرت میں ڈال دیا —— وہ دوبارہ میز کی درازوں پر اس طرح جھک گئے جیسے ڈاکٹر مہتہ کی موجودگی کوئی معنی نہ رکھتی ہو۔ اور درازمیں تلاش کرتے ہوئے بولے ——

"میں "فلورسین" تلاش کر رہا ہوں" —— ؟

اور قبل اسکے کہ ڈاکٹر مہتہ اپنی حیرت پر قابو پا کر کوئی جواب دیتے —— انھوں نے سر اٹھا کر کہا ——

"کیا آپ کے ذہن میں کبھی یہ خیال آیا ہے ڈاکٹر مہتہ کہ شاید کامنی کی موت فلوریسین سے واقع ہوئی ہو" —— ؟

"فلوریسین —— کامنی کی موت" —— ڈاکٹر مہتہ نے دیوانوں کی طرح بڑبڑا کر خود سے کہا —— پھر یکایک کسی قدر غصہ کے لہجہ میں بولے ——

"میں سمجھا نہیں ڈاکٹر طارق کہ آخر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں واقعی فلوریسین کی ایک شیشی موجود ہے جو میں ایک تجربہ کے لئے لایا تھا"

"مجھے معلوم ہے" —— ڈاکٹر طارق نے جواب دیا ——

"بہتر ہے کہ ہم اس معاملہ پر ذرا تفصیل سے بات کریں ــــــ ڈاکٹر مہتہ نے ایک کرسی کھینچکر بیٹھتے ہوئے کہا ــــــ ڈاکٹر طارق میز پر سامنے ان کے مقابل بیٹھ گئے ــــــ اور میں دوسری کرسی پر بیٹھ گئی ــــــ ڈاکٹر طارق نے پیپر ویٹ کو گھماتے ہوئے کہا ــــــ

"ڈاکٹر مہتہ آپ جانتے ہیں کہ فلوربین اگر کسی آدمی کے جسم میں داخل کر دی جائے تو سورج کی کرنیں اس پر کیا اثر کرتی ہیں" ــــــ

"ہاں مجھے معلوم ہے" ــــــ ڈاکٹر مہتہ نے کہا اس کا پہلا تجربہ جرمنی کے ایک ڈاکٹر نے کیا تھا ــــــ لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آخر کامنی نے اپنے جسم میں خاموشی کے ساتھ انجکشن کیسے لگوا لیا" ــــــ

"ایک ڈاکٹر یا ایک نرس ہر قسم کا انجکشن لگا سکتے ہیں ــــــ مریض کو دوا کا کوئی علم نہیں ہوتا" ــــــ ڈاکٹر طارق نے کہا

ڈاکٹر مہتہ کا چہرہ سرخ ہو گیا ــــــ انھوں نے کسی قدر غصہ سے کہا ــــــ ڈاکٹر طارق کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ اس معمولی سے فقرے میں کتنی بڑی بات کہہ گئے ہیں" ــــــ

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اچھی طرح جانتا ہوں" ــــــ ڈاکٹر طارق نے کہا ــــــ "میں نے ابھی تک کسی شخص کا نام نہیں لیا ہے" ــــــ اور نہ ہی اسوقت تک لینا چاہتا ہوں جب تک میری معلومات مکمل نہ ہو جائیں" ــــــ

"لیکن پوسٹ مارٹم سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ موت دھوپ کے باعث ہوئی ہے" ــــــ

"میں اس سے مطمئن نہیں ہوں" ـــــ ڈاکٹر طارق نے لاپرواہی سے کہا ـــــ
"گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کامنی کو دانستہ قتل کیا گیا ہے ـــــ فلوریسین کے ذریعہ ـــــ"

"جی ہاں" ـــــ

"کوئی ثبوت" ـــــ ؟

"وہی تو تلاش کر رہا ہوں" ـــــ

"میرے ڈیسک میں ـــــ ! گویا تم مجھے قاتل سمجھتے ہو" ـــــ ؟

"میں نے آج رات میں تمام کمروں کی تلاشی لی ہے ڈاکٹر مہتہ" ـــــ ڈاکٹر طارق نے کہا ـــــ آپ خفا نہ ہوں ـــــ میں آپ پر قطعاً شک نہیں کرتا" ـــــ

"لیکن آپ خود سوچیں دوسرے آدمیوں کو فلوریسین کی اس مہلک خاصیت کے بارے میں کیا علم ہو سکتا ہے" ـــــ ؟

"کیا آپ کے ہاں میڈیکل رسالے نہیں آتے ـــــ ؟

"آتے ہیں" ـــــ !

"ہو سکتا ہے کہ کسی رسالے میں "فلوریسین" کی خاصیت کے بارے میں چھپا ہو اور آپ کے کسی مریض نے وہ چیز پڑھ کر اس سے فائدہ اٹھایا ہو" ـــــ ؟

"لیکن میرے دوست" ـــــ ڈاکٹر مہتہ بولے ـــــ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی کامنی کے انجکشن لگاتا اور اسے علم تک نہ ہوتا" ـــــ

"یہی راز میں تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں ـــــ ڈاکٹر طارق نے کہا۔ اگرچہ ظاہر میں یہ بات بڑی احمقانہ معلوم ہوتی ہے ـــــ لیکن مجھے یقین

ہے کہ "............؟

"گویا آپ کی نظر میں سرکاری ڈاکٹر کی رپورٹ بھی کوئی وقعت نہیں رکھتی" ــــــ؟

"نہیں ــــــ کم از کم اس کیس میں نہیں" ــــــ یہ کہہ کر ڈاکٹر طارق نے اٹھتے ہوئے کہا ــــــ

"آؤ مس ایفی اب چلتے ہیں ــــــ کافی دیر ہو گئی ہے" ــــــ

"چلئے" ــــــ میں نے اٹھتے ہوئے کہا ــــــ ڈاکٹر مہتہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور روشنی گل کر کے ہم تینوں خاموشی سے باہر نکل آئے ــــــ

باہر آ کر ہم دونوں نے ڈاکٹر مہتہ کو شب بخیر کہا ــــــ اور اپنے کمرے کی جانب روانہ ہو گئے ــــــ کمرے میں داخل ہو کر ڈاکٹر طارق نے ایک بھورے رنگ کی شیشی نکال کر میز پر رکھدی ــــــ

"یہ کیا ہے" ــــــ ؟ میں نے سوال کیا ــــــ

"فلورسین ــــــ ڈاکٹر مہتہ کی میز میں تھی ــــــ ڈاکٹر طارق نے مسکرا کر جواب دیا ــــــ

"میری نظریں حیرت سے اس عجیب و غریب دوا کی شیشی پر جم کر رہ گئیں ــــــ ڈاکٹر طارق نے میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ــــــ

"اچھا مس ایفی ــــــ اب میں واپس شہر چلتا ہوں" ــــــ

"اس وقت" ــــــ ؟

"ہاں ــــــ اسی وقت" ــــــ انھوں نے کہا ــــــ میں کل شام تک واپس

آؤں گا ——— اور آئندہ تحقیق میں کام آنے والا کچھ ضروری سامان بھی اپنے ساتھ لاؤں گا" ———

"بہت اچھا" ——— میں نے اثبات میں سر ہلایا ——— انھوں نے فلورسین کی شیشی اٹھا کر جیب میں ڈالی ——— اور شب بخیر کہہ کر رخصت ہو گئے ——— اور میں بستر میں لیٹ کر آج کے واقعات کے بارے میں سوچتے سوچتے سو گئی۔

چودھواں باب

حسب وعدہ دوسرے روز شام کو ڈاکٹر طارق واپس آ گئے —— چار بجے کے قریب وہ سینی ٹوریم میں پہنچے —— اور آتے ہی کہنے لگے ——

"ایمی ڈیر! —— تم اور ونود فوراً میرے ساتھ چلو" ——

میں اور ونود یہ پوچھے بغیر کہ وہ ہمیں کہاں لے جا رہے ہیں ان کے ساتھ ہو لئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا خوبصورت بکس تھا —— کار میں بیٹھ کر ہم لوگ پندرہ منٹ کے عرصہ میں ہی قریبی قصبہ کے پولیس اسٹیشن میں پہنچ گئے جہاں کامنی اور راجن کی لاشیں ابھی تک سرکاری لاش گھر میں محفوظ تھیں ——

دس پندرہ منٹ پولیس اسٹیشن کے افسران اور ڈاکٹر ماتھر سے بات چیت میں لگے —— اس کے بعد ہمیں لاش گھر میں پہنچا دیا گیا ——

اب مسٹر طارق نے وہ بکس کھولکر ایک لمبوترے سائز کا بلب نکالا جس میں پیچھے کی جانب سوئچ اور بجلی کا تار لگا ہوا تھا ــــــ

"یہ کیا ہے" ــــــ؟ میں نے سوال کیا ــــــ

"یہ الٹرا وائلٹ" بلب ہے" ــــــ ڈاکٹر طارق نے جواب دیا ــــــ "بہت سے پھوڑوں اور دردوں کا علاج اسی بلب سے ہسپتالوں میں کیا جاتا ہے ــــــ

"پھر اس سے آپ یہاں لاش گھر میں کس کا درد دور کریں گے" ــــــ؟ ونود نے ہنستے ہوئے کہا ــــــ

"کامنی کی لاش کا" ــــــ ڈاکٹر طارق نے جواب دیا ــــــ اور جیب سے ایک شیشی نکالکر میز پر رکھتے ہوئے کہا ــــــ ونود اب ہم اپنے عجیب و غریب تجربے کے لئے بالکل تیار ہیں ــــــ اس شیشی میں الکوحل ہے تم اسے پانی میں ملا لو۔ اور کامنی کی لاش کے بازوؤں پر اچھی طرح سے وہ محلول مل دو" ــــــ

"اس سے کیا فائدہ ہوگا ــــــ؟ میں نے سوال کیا ــــــ

"اس سے یہ ہوگا کہ جس جگہ ذرا سی بھی فلورسین لگی ہوگی وہ بھیگ کر نمایاں ہو جائے گی ــــــ مثلاً جس جگہ جسم میں انجکشن لگایا گیا ہوگا اس سوراخ میں اگر فلورسین ہوگی تو وہ اوپر آجائے گی ــــــ اس کے بعد اس الٹرا وائلٹ لیمپ کی روشنی میں اسے تلاش کرنا بہت آسان ہوگا ــــــ اس کی روشنی میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ اس میں ہر چیز نقرئی قسم کی سفید نظر آتی ہے ــــــ لیکن "فلورسین" ہمیشہ سبز رنگ کی چاندی کی طرح جھلملاتی ہے" ــــــ

اس عجیب و غریب تجربے نے ہمارے اندر جوش سا بھر دیا ــــــ ونود نے

ہدایت کے مطابق الکوحل پانی میں ملا کر لاش کے اوپر والے حصہ پر پوری طرح مل دیا۔

"اب اس لیمپ کا سوئچ ہولڈر میں لگا دو اور لائٹ گل کر دو"۔ ڈاکٹر طارق نے حکم دیا۔

ونود نے بتی بجھا دی اور "الٹرا وائلٹ لیمپ" کا کنکشن بجلی سے ملا دیا۔ اودے رنگ کا ایک بلب روشن ہو گیا۔ جس میں سے صرف اودے رنگ کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ اس کی روشنی میں ہر چیز چاندی کے پتر و نکی طرح سفید جھلملا رہی تھی۔ ہم لوگوں کے چہرے اور خاص طور پر لاش کا جسم بالکل بھوتوں کی طرح نظر آ رہا تھا۔ اگرچہ وہ منظر بڑا خوفناک تھا۔ لیکن میں تجربے کے شوق میں خود پر قابو رکھے کھڑی ہوئی سب کچھ دیکھتی رہی۔

لیکن آدھے گھنٹے کی مسلسل جد و جہد کے بعد بھی ہمیں اس کے جسم پر کوئی سبز نشان نظر نہ آیا۔ ڈاکٹر طارق کے چہرے سے اب تھکن کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے۔ انھوں نے کسی قدر مایوسی کے انداز میں کہا۔

"شاید میرا اندازہ ہی غلط تھا۔ کہیں بھی فلوریسین کا نشان نہیں ملا۔ خیر ونود تم اس کے پیروں پر وہ محلول اور چھڑک دو۔ اب جب کام شروع ہی کیا ہے تو ختم ہی کر دیں"۔

"لیکن پیروں میں تو کوئی انجکشن نہیں لگاتا"۔ میں نے اعتراض کیا۔

"پھر بھی دیکھ لینے میں کیا حرج ہے"؟ انھوں نے جواب دیا۔

"ونود نے لاش کے تلووں پر الکوحل کا محلول چھڑک دیا۔ ڈاکٹر طارق نے

ایک بار پھر لائٹ بجھاکر "الٹراوائلٹ" لیمپ روشن کردیا ـــــ اودے رنگ کی روشنی میں سفید سفید پیر جگمگا اٹھے ـــــ لیکن ایک سیکنڈ بعد ہی داہنے پاؤں کے سفید سفید تلوے میں سبز رنگ کا ایک نقطہ بھی جگمگاتا ہوا نظر آنے لگا ـــــ ڈاکٹر کے منہ سے خوشی کے انداز میں غرانے کی سی آواز نکلی ـــــ میں اور ونود بھی سانس روکے اس نقطے کو دیکھتے رہے ـــــ

"بس ـــــ لائٹ آن کردو" ـــــ انھوں نے حکم دیا ـــــ

"ونود نے "الٹراوائلٹ لیمپ گل کردیا ـــــ اور روشنی کردی ـــــ ہم لوگوں نے روشنی میں لاش کے تلوے کو بغور دیکھا تو واقعی اس سبز نقطہ کی جگہ ایک بہت باریک سا سوراخ موجود تھا ـــــ

"یہی وہ جگہ ہے جہاں سے فلوریسین اس کے جسم میں داخل کی گئی ہے" ـــــ ڈاکٹر طارق نے مطمئن انداز میں کہا ـــــ

"لیکن ڈاکٹر طارق کیا پیروں میں بھی انجکشن لگائے جاتے ہیں" ـــــ؟

"ہوسکتا ہے یہ انجکشن نہ لگایا گیا ہو" ـــــ ڈاکٹر طارق نے جواب دیا ـــــ

"پھر دوسری صورت کیا ہوسکتی ہے" ـــــ میں نے سوال کیا ـــــ

"دوسری صورت صرف یہ ہے کہ کسی کیل کے سرے پر فلوریسین لگاکر مقتولہ کے جوتے میں وہ کیل لگادی گئی ہو ـــــ تاکہ جب وہ پہنے تو بے خبری میں کیل چبھ جائے اور فلوریسین خون میں حل ہوجائے ـــــ لیکن مجھے حیرت صرف یہ ہے کہ کیل کی نوک پر لگائی ہوئی فلوریسین اتنی مقدار میں بالکل نہیں ہوسکتی جو کسی انسان کی جان لے سکے" ـــــ

"پھر کیا صورت ہو سکتی ہے" ؟ ونود نے سوال کیا۔

"یہی تو ہمیں تلاش کرنا ہے" انھوں نے الٹرا وائلٹ لیمپ کو واپس بکس میں رکھتے ہوئے کہا۔

ہم لوگ لاش گھر سے باہر نکل آئے تو انھوں نے کہا۔

"اچھا ونود تم اور مس ایفی تو کار میں چل کر بیٹھو۔ میں ذرا ڈاکٹر مانٹر اور انسپکٹر وجے سے بات چیت کر کے ابھی آتا ہوں"۔

ہم نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور موٹر میں آکر بیٹھ گئے۔ کوئی بیس منٹ بعد ہی ڈاکٹر طارق بھی واپس آگئے۔ لیکن اب ان کے چہرے سے فکر کے آثار ظاہر تھے۔ وہ کار میں بیٹھ گئے تو میں نے سوال کیا۔

"کیوں ڈاکٹر طارق۔ خیریت ہے۔ ؟

"ویسے تو خیریت ہے" انھوں نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب میں سوچتا ہوں کہ اگر پولیس سے اپنا نظریہ بیان نہ کرتا تو بہتر تھا۔"

"کیوں کیا ہوا" ؟

وہ احمق اول تو میرے نظرئے کو مانتے ہی نہ تھے۔ پھر جب میں نے زیادہ زور دیا تو کہنے لگے کہ انہیں میری امداد کی ضرورت نہیں وہ اس معاملہ کی خود ہی تحقیق کریں گے۔ اور مجھے ڈر ہے کہ وہ اپنی حماقت سے سارا معاملہ بگاڑ کر رکھ دیں گے۔ اور اگر کوئی ثبوت ہوگا بھی تو اسے وہ تباہ کر دیں گے"۔

"پھر اب کیا کیا جائے۔ ؟ میں نے بھی متفکر انداز میں کہا۔

"بہتر ہے کہ پولیس کی مداخلت سے پہلے پہلے آج رات ہمیں پھر الٹرا وائلٹ

لیمپ کی مدد سے تمام غسل خانوں کی تلاشی لینی چاہیئے ——

گزری ہوئی بات کا تصور کر کے مجھے جھرجھری سی آگئی —— لیکن میں ڈاکٹر طارق کے کام میں مداخلت نہیں کر سکتی تھی اس لئے خاموش رہی ——

ڈیینی ٹوریم میں پہنچکر ہم لوگ اپنے کمرے میں گئے —— اور چائے منگا کر پینے میں مشغول تھے کہ ملازمہ نے آکر بتایا کہ ڈاکٹر طارق کا فون ہے —— وہ فوراً نیچے چلے گئے —— پانچ منٹ بعد واپس آئے تو بولے ——

"مس ایفی —— ایک مشکل اور آکھڑی ہوئی —— مجھے ایک ضروری کام سے اسی وقت واپس جانا پڑے گا —— افسوس صرف یہ ہے کہ میں اپنا کام مکمل نہیں کر سکا —— اور پولیس والے آکر سارا کام خراب کر دیں گے۔

"کیا آپ کی غیر موجودگی میں میں کچھ کر سکتی ہوں" —— ؟ میں نے پوچھا۔

"اگر ہو سکے تو صرف اتنا کرنا کہ پولیس کو کوئی قیمتی ثبوت خرد برد نہ کرنے دینا —— کسی طرح کامنی کے جوتوں کی دیکھ بھال کرنا کہ ان میں سے کسی میں کیل تو باہر کو نکلی ہوئی نہیں ہے" ——

"بہت اچھا" —— میں اپنے حتی الامکان کوشش کروں گی ——

ڈاکٹر طارق الٹرا وائلٹ لیمپ میرے کمرے میں ہی چھوڑ کر بادل ناخواستہ چلے گئے —— چلتے ہوئے وہ وعدہ کر گئے کہ جوں ہی فرصت ملے گی —— وہ فوراً واپس آجائیں گے —— چلتے چلتے بھی انھوں نے اصرار کر کے کہہ دیا ——

" دیکھو ایفی —— خدا کے لئے جس طرح بھی ہو —— یہ کوشش

کرنا کہ پولیس کوئی قیمتی ثبوت نہ تلف کرنے پائے ——— اسلئے
میں اس بارے میں پختہ طور پر کوئی وعدہ کیسے کر سکتی تھی ———
خاموش ہو رہی ——— اور وہ واپس شہر چلے گئے ———

پندرہواں باب

بدقسمتی سے دوسرے روز صبح کو میں دیر تک سوتی رہی۔۔۔۔ اپنے کمرے کے دروازے پر دستک کی آواز سنکر میری آنکھ کھل گئی۔۔۔۔

"کون ہے۔۔۔۔ اندر آجاؤ"۔۔۔۔ میں نے بستر پر لیٹے لیٹے ہی کہا۔۔۔۔

ونود اندر داخل ہوا۔۔۔۔ اس نے کہا۔۔۔۔

"تم ابھی تک سو رہی ہو دیدی۔۔۔۔ اور نیچے پولیس والے بیٹھے ہوئے سارا معاملہ گڑبڑ کئے دے رہے ہیں"۔۔۔۔

"کیا کر رہے ہیں وہ"۔۔۔۔؟

"انھوں نے تمام لوگوں کو جمع کر رکھا ہے۔۔۔۔ اور بے تکے سوالات پوچھ رہے ہیں"۔۔۔۔

میں فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی ——— اور جلدی جلدی نہا دھو کر کپڑے تبدیل کر کے ناشتہ کئے بغیر ہی نیچے ہال کمرہ کی جانب روانہ ہو گئی ———

ہال کمرے میں سب لوگ جمع تھے ——— درمیان میں ہیڈ کانسٹیبل جوگندر سنگھ انسپکٹر وجے اور ڈاکٹر ماتھر بیٹھے تھے ——— جس وقت میں کمرے میں داخل ہوئی سینی ٹوریم کی ایک ملازمہ اپنا بیان دے رہی تھی ——— وہ کہہ رہی تھی —

"جی ہاں ——— کل صبح میں مس کامنی سے ملی تھی ——— ناشتہ کرتے کرتے ان کے ہاتھ سے پیالی چھوٹ کر گر پڑی تھی تو انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ رات بھر سو نہیں سکیں اور یہ کہ نرس کلدیپ نے انہیں خواب آور دوا کی ایک ڈبل خوراک پلا دی ہے ——— جس کی وجہ سے انہیں سخت نیند آ رہی ہے" ———

ملازمہ بیان دیکر بیٹھ گئی تو انسپکٹر وجے نے سوالیہ نگاہوں سے نرس کی جانب دیکھا ——— اس بیچاری کا چہرہ خوف کے باعث سفید ہو رہا تھا ——— انسپکٹر نے اس سے سوال کیا ———

"کیوں مس کلدیپ ——— کیا آپ نے کامنی کو خواب آور دوا کھلائی تھی" — ؟

"جی ہاں" ——— نرس نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا ——— بات دراصل یہ ہے کہ ساڑھے پانچ بجے کے قریب انھوں نے مجھے بلایا اور مجھ سے کہا کہ مجھے نیند نہیں آ رہی ——— تم مجھے ایک خوراک خواب آور دوا پلا دو ——— میں نے انکار کیا ——— کیونکہ ڈاکٹر مہتہ اس وقت سو رہے تھے اور میں انکی اجازت کے بغیر دوا نہیں پلا سکتی تھی ——— لیکن انھوں نے اس قدر اصرار کیا کہ میں مجبور ہو گئی — اور میں نے خواب آور دوا کی ایک خوراک انہیں پلا دی ——— میرا قصور صرف اتنا

ہے کہ میں نے ڈاکٹر مہتہ کی اجازت کے بغیر انہیں خواب آور دوا کھلا دی ــــــ اس کے علاوہ کچھ نہیں ــــــ خوراک میں نے بڑی دیکھ بھال کے ساتھ دی تھی ــــــ

"کیا خواب آور دوا تم نے انجکشن کے ذریعہ دی تھی ــــــ؟ انسپکٹر نے سوال کیا ــــــ

"جی نہیں" ــــــ نرس نے جواب دیا ــــــ دوا کھلائی تھی" ــــــ

"کیا جب کامنی چھت پر چلی گئی تھی اس وقت تم نے جا کر اس کے کوئی انجکشن لگایا تھا" ــــــ

"بالکل نہیں" ــــــ

ڈاکٹر مہتہ نے بے چینی سے کرسی پر پہلو بدلا ــــــ اور بولے ــــــ "میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ بار بار انجکشن کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں؟

"یوں ہی ــــــ کوئی خاص مقصد نہیں" ــــــ انسپکٹر نے جواب دیا ــــــ اس کے بعد اس نے تمام حاضرین پر نظر ڈالتے ہوئے کہا ــــــ

"کامنی کے چھت پر جانے کے بعد کیا کوئی صاحب اوپر گئے تھے" ــــــ؟

"جی ہاں" ــــــ سمترا نے کہا ــــــ میں اور سنیل اوپر گئے تھے ــــــ ہمیں اس سے ایک ضروری معاملہ پر گفتگو کرنی تھی" ــــــ!

"کیا آپ دونوں کا اس سے جھگڑا ہوا تھا" ــــــ؟

"صرف زبانی" سنیل نے جواب دیا ــــــ درا اصل اس نے آج صبح ہم دونوں کو ایک ایک خط لکھ کر دھمکی دی تھی ــــــ اسی موضوع پر ہم اس سے بات کرنے اوپر گئے تھے" ــــــ

"کیا تم نے کامنی کے پیر کو چھوا تھا"؟ ــــــــ انسپکٹر نے پوچھا ــــــــ

"بالکل نہیں" ــــــــ سینل نے کسی قدر پریشانی کے لہجہ میں کہا ــــــــ مجھے اس کے پیر چھونے کی کیا ضرورت تھی ــــــــ لیکن میں سمجھ نہیں سکا انسپکٹر صاحب کہ آخر کیا بات آپ پوچھنا چاہتے ہیں"؟ ــــــــ

"کوئی بات نہیں ــــــــ آپ فکر نہ کریں ــــــــ میں نے یوں ہی پوچھ لیا ہے"۔ انسپکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا ــــــــ "ہاں یہ تو بتائیے آپ اوپر کتنی دیر رہے تھے"؟ ــــــــ

"زیادہ سے زیادہ دس منٹ" ــــــــ

انسپکٹر نے پھر ایک نظر تمام حاضرین پر ڈالی اور پوچھا ــــــــ

"کیا کوئی اور صاحب بھی چھت پر گئے تھے"؟ ــــــــ

"جی ہاں ــــــــ میں بھی گیا تھا" ــــــــ ڈاکٹر مہتہ نے آخر تسلیم کر لیا ــــــــ "مجھے دراصل کامنی سے ایک بزنس کے معاملہ پر گفتگو کرنی تھی ــــــــ پانچ منٹ اس کی مجھ سے بات ہوئی تھی ــــــــ اس کے بعد میں واپس آ گیا تھا" ــــــــ

"کیا آپ نے اس کے پیر میں کوئی خاص بات محسوس کی تھی"؟ ــــــــ

"نہیں تو" ــــــــ ڈاکٹر مہتہ نے حیرت سے کہا ــــــــ "کیوں آپ خاص طور سے پیروں کے بارے میں ہی پوچھ رہے ہیں"؟ ــــــــ

"کوئی بات نہیں ــــــــ آپ فکر نہ کریں میں نے یوں ہی پوچھ لیا ہے" ــــــــ انسپکٹر نے کہا ــــــــ

یکایک سمترا کی ماں چندرا دیوی نے کہا ــــــــ

"میں بھی دو منٹ کے لئے چھت پر گئی تھی ــــــ اور میں نے اس کے داہنے پیر میں ایک خاص بات محسوس کی تھی" ــــــ

تمام آدمی ایک دوسرے کی جانب حیرت سے دیکھنے لگے ــــــ انسپکٹر نے پرشوق لہجہ میں پوچھا ــــــ

"کیا محسوس کیا تھا آپ نے" ــــــ ؟

"میں دراصل سامان والے کمرے سے کچھ کپڑے نکالنے گئی تھی" ــــــ چندرا دیوی نے کہا ــــــ کامنی دھوپ میں لیٹی ہوئی تھی ــــــ اور اپنے داہنے پیر کو بار بار اس طرح ہلا رہی تھی جیسے اس میں کوئی تکلیف ہو ــــــ یا وہ پیر کی کوئی ورزش کر رہی ہو" ــــــ

"آپ کتنی دیر اوپر رہی تھیں" ــــــ ؟

"شاید دو منٹ" ــــــ

"کیا آپ سے اس کی کچھ باتیں بھی ہوئی تھیں" ــــــ ؟

"جی ہاں ــــــ وہ غسل آفتابی کا ذکر کر رہی تھی ــــــ اس نے مجھ سے باتوں باتوں میں کہا تھا کہ اگر زخم کو کچھ دیر تیز دھوپ میں سینکا جائے تو پھر زہر پیدا ہونے کا خطرہ نہیں رہتا" ــــــ

"ہوں" ــــــ انسپکٹر نے ہنکارا بھرتے ہوئے کچھ سوچا ــــــ اور اسکے بعد بولا

"آپ مس کامنی کو کب سے جانتی تھیں" ــــــ ؟

"جب سے وہ سینی ٹوریم میں آئی تھیں" ــــــ !

"کیا کبھی اس سے آپ کا جھگڑا ہوا تھا" ——؟

"بالکل نہیں —— میں ایسی عورتوں سے بہت کم میل جول رکھتی ہوں"۔

ہیڈ کانسٹبل جوگندر سنگھ نے چاروں طرف دیکھا اور اپنے آپ کو نمایاں کرنے کی غرض سے سوال کیا ——

"کیا آپ کو معلوم تھا کہ آپ کی لڑکی سمترا دیوی اس شخص مسٹر راجن کی بیوی ہے" ——؟

"جی ہاں" —— چندرا دیوی نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے جوابدیا۔

"کب سے" ——؟

"میں شروع سے ہی واقف تھی" —— چندرا دیوی نے صریحاً جھوٹ بولا۔

تھوڑی دیر تک اور اسی قسم کے احمقانہ سوالات وہ لوگ پوچھتے رہے —— مجھے حیرت ہے کہ انھوں نے مجھ سے یا ونود سے ایک سوال بھی نہیں پوچھا —— آخر انسپکٹر وجے نے تھکے ہوئے انداز میں کہا ——

"اچھا حضرات باقی لوگ اپنے اپنے کمروں میں جا سکتے ہیں —— صرف مس کنترا اور ان کی ماتاجی اور مسٹر سٹیبل یہاں رہ جائیں —— کیونکہ مجھے ان سے ابھی اور باتیں دریافت کرنی ہیں" ——

ہم سب نے اطمینان کا ایک سانس لیا اور اٹھ کر اپنے اپنے کمروں کیجانب روانہ ہو گئے —— مجھے سخت بھوک لگ رہی تھی اس لئے میں ونود کو ساتھ لیکر باورچی خانہ میں چلی گئی ——

سولہواں باب

ناشتہ کرنے کے بعد میں اور ونود باغ میں آ بیٹھے ـــــ مجھے پریشانی صرف یہ تھی کہ پولیس والوں کے طریقہ تحقیق سے قاتل باخبر ہو جائے گا اور ہر قسم کے ثبوت مٹا دے گا ـــــ ڈاکٹر طارق ٹھیک کہتے تھے کہ یہ لوگ سراغ تلاش کرنے کی بجائے سراغ کو اپنے ہاتھوں سے کھو دیتے ہیں ـــــ لیکن افسوس ہے کہ وہ کسی ضروری کام کے تحت جا چکے تھے اور ہم یہاں مجبور بیٹھے تھے ـــــ

خاموشی سے اکتا کر میں نے ونود سے کہا ـــــ

"ونود بھیا ـــــ مجھے بڑا فکر ہے ـــــ یہ لوگ سارا معاملہ گڑبڑ کر دیں گے اگر ڈاکٹر طارق یہاں موجود ہوتے تو وہ کچھ نہ کچھ ضرور کرتے" ـــــ

"تو کیا ہوا" ـــــ ونود نے جواب دیا ـــــ "ڈاکٹر طارق نہیں ہیں تو اب ہم

کریں گے"۔۔۔۔

اسی وقت دور سے مجھے ہیڈ کانسٹبل جوگندر سنگھ اور انسپکٹر وجے آتے نظر آئے۔۔۔۔ میں خاموش ہو گئی۔۔۔۔ ہیڈ کانسٹبل نے قریب آکر کہا۔۔۔۔

"مس ایفی۔۔۔۔ ہم آپ سے چند سوالات پوچھنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔

"ضرور پوچھئے"۔۔۔۔

"کل جس وقت کامنی کی موت ہوئی اس وقت آپ کہاں تھیں"۔۔۔۔

"مجھے خبر نہیں کہ وہ کس وقت مری تھی۔۔۔۔ میں گیارہ بجے سے ایک بجے تک اسی جگہ باغ میں بیٹھی رہی تھی اور درمیان میں ایک گھنٹہ کے لئے سو گئی تھی"۔۔۔۔

"کیا آپ نے چھت پر کسی قسم کی آواز سنی تھی"۔۔۔۔

"نہیں"۔۔۔۔ میں نے جواب دیا۔۔۔۔

انسپکٹر وجے نے ہیڈ کانسٹبل کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس سے کہا۔

"آؤ ہم مالی وغیرہ سے معلوم کرتے ہیں۔۔۔۔ اور اگر اس طرح کچھ نہ معلوم ہو سکا تو پیچھے سے بیکر اونیٹنگ ایک ایک کمرے کی تلاشی لیں گے"۔۔۔۔

"کمروں میں آپ کیا چیز تلاش کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔؟ میں نے سوال کیا۔۔۔۔

"انجکشن لگانے کی سرنج یا کوئی اور ثبوت"۔۔۔۔

یہ کہہ کر وہ لوگ چلے گئے تو میں نے ونود سے کہا۔۔۔۔

"ونود اب یہ لوگ پوری طرح بیڑا غرق کر دیں گے"۔۔۔۔

"پھر اب کیا کیا جائے"۔۔۔۔؟

"میرا خیال ہے کہ سامان والا کمرہ بہت اہم ہے۔۔۔۔ صرف وہی کمرہ باقی تھا

کہ ہم نے اس کی پوری طرح تلاشی نہیں لی تھی ـــــ اگر ڈاکٹر طارق یہاں ہوتے تو ہم پولیس سے پہلے پہلے اس کی تلاشی لے لیتے ـــــ

"ڈاکٹر طارق نہیں ہیں تو اب ہم اس کی تلاشی لے لیں گے" ـــــ ونود نے جواب دیا ـــــ اگر یہ لوگ نچلی منزل سے تلاشی کا کام شروع کر رہے ہیں تو ہم اوپر کی منزل سے تلاشی کا کام شروع کر دیں گے ـــــ

"اس کے علاوہ مجھے کامنی کے جوتوں کی بھی دیکھ بھال کرنی ہے" ـــــ

"وہ بھی ہم پولیس سے پہلے پہلے کر لیں گے" ـــــ ونود نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "آؤ دیدی اب دیر مت کرو ـــــ وقت بہت کم ہے ـــــ

"ونود کو آمادہ دیکھکر مجھے بھی جرأت ہوئی اور ہم دونوں تیزی سے اوپر کی جانب روانہ ہو گئے ـــــ نچلی منزل کے کمروں کی پولیس والوں نے تلاشی لینی شروع کر دی تھی ـــــ

خوش قسمتی سے دوسری منزل پر کوئی شخص ہم کو نہ ملا ـــــ اسی منزل پر کامنی کا کمرہ تھا ـــــ میں نے کمرہ کو ہاتھ لگایا تو وہ کھلا ہوا تھا ـــــ ہم دونوں جلدی سے اندر داخل ہو گئے ـــــ ونود دروازہ پر رہ کر باہر کے حالات دیکھتا رہا۔ اور میں نے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی ـــــ لیکن دس پندرہ منٹ کی مسلسل کوشش کے باوجود کوئی خاص چیز نہ مل سکی ـــــ کمرہ کی بغل میں ایک کوٹھڑی تھی جس میں کامنی کے کپڑے اور بارہ چودہ جوڑی جوتے پڑے ہوئے تھے ـــــ

"جلدی کرو دیدی" ـــــ ونود نے کہا ـــــ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ نیچے تلاشی ختم کر کے اوپر آجائیں ـــــ ہمیں ابھی سامان کے کمرے کی بھی تلاشی لینی ہے ـــــ

"لیکن ونود" —— میں نے اتنے سارے جوتے دیکھ کر الجھتے ہوئے کہا —— اُس وقت ایک ایک جوتے کے اندر ہاتھ ڈالکر دیکھنا تو سخت مشکل ہے" ——

"تم یہ سب جوتے اٹھالو ہم فرصت سے دیکھیں گے" —— ونود نے کہا ——

اب سوال یہ تھا کہ یہ جوتے اٹھا کر کس طرح لے جاؤں —— میں نے چاروں طرف نظر ڈالی —— اچانک میری نظر تکیہ پر پڑی۔ میں نے جلدی سے تکیہ کا غلاف اتار لیا اور اس میں کامنی کے تمام جوتے بھر لئے ——

"جلدی کرو" —— ونود نے کہا —— "شاید اب وہ لوگ آنے ہی والے ہیں" ——

میں تھیلا اٹھا کر جلدی سے باہر آگئی —— اور ہم دونوں تیسری منزل کیجانب روانہ ہوگئے —— راستہ میں ونود نے مجھ سے کہا ——

"تم یہ جوتے اپنے جوتوں میں ملا دینا —— بعد میں ہم چھانٹ کر تلاشی لے لینگے"۔

"لیکن ونود کامنی کا پیر چھوٹا تھا —— یہ جوتے میرے پیر سے دو سائز چھوٹے ہیں"۔

"کوئی بات نہیں —— بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا" ——

ہم تقریباً دوڑتے ہوئے اپنے کمرے میں گئے —— میں نے جوتے اپنے جوتوں میں ملا دئے اور تکیہ کا غلاف میلے کپڑوں میں ڈالدیا —— اس کے بعد فوراً ہی ہم چوتھی منزل پر سامان والے کمرے میں پہنچ گئے ——

حسب معمول کمرے میں تالا لگا ہوا نہیں تھا —— ونود نے اندر داخل ہو کر بجلی روشن کر دی —— تاکہ اندر کی تھوڑی بہت تاریکی بھی دور ہو جائے —— اس

کے بعد ہم نے تلاشی لینی شروع کی ــــــــ

میں نے ونود سے پوچھا ــــــ

" ونود بھیا ــــــ آخر اس کمرے میں ہم تلاش کیا چیز کریں گے" ــــــ ؟

" کوئی انجکشن لگانے والی سرنج یا کچھ اور" ــــــ

" لیکن اگر پولیس والے تلاشی کے دوران میں یہاں آگئے اور ہم سے پوچھا کہ یہاں کیا کر رہے ہو تو ہم کیا جواب دیں گے" ــــــ ؟

" ونود نے شاید میری بات سنی نہیں ــــــ کیونکہ وہ خاموشی کے ساتھ ادھر ادھر کچھ تلاش کرنے میں مصروف رہا" ــــــ

سارا کمرہ بڑے بڑے ٹرنکوں سے بھرا ہوا تھا ــــــ یہ ایک مستطیل نما کمرہ تھا ــــــ کمرے کے آخری کونے میں کامنی کا ٹرنک رکھا تھا جس پر اسکا نام لکھا ہوا تھا ــــــ لیکن اس کے ٹرنک تک پہنچتے ہوئے درمیان میں ایک جگہ ٹرنکوں سے اس قدر گھر گئی تھی کہ اس پتلی سی گلی میں سے نکلنا مشکل ہو گیا تھا ــــــ میں جس وقت اس جگہ کو پار کر کے گئی اس وقت بھی میرے کولھوں میں چوٹ لگی ــــــ اور کامنی کے ٹرنک کے قریب دیکھ بھال کر کے واپس آئی تو اس وقت بھی چوٹ لگی دوسری بار کولھے میں چوٹ لگنے پر یکایک ایک نیا خیال میرے ذہن میں آیا ــــــ میں نے ونود کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور اپنی گرفت سخت کرتے ہوئی بولی ــــــ

" ونود بھیا ــــــ ایک نیا خیال پیدا ہوا ہے" ــــــ !

" وہ کیا" ــــــ ؟ ونود نے پوچھا

" تم دیکھ رہے ہو کہ کامنی کا ٹرنک کمرے کے آخری کونے میں رکھا ہے ــــــ

اس جگہ صرف کامنی کا بکس ہے اور کسی کا نہیں ـــــ لیکن اس تک پہنچنے کے لئے ٹرنکوں کے بیچ میں بنی ہوئی اس تنگ سی گلی سے ہو کر گذرنا پڑتا ہے ـــــ میرا خیال ہے کہ شاید قاتل نے دانستہ ان ٹرنکوں کو اس طرح سرکا دیا ہو۔ کہ کامنی کو اپنے بکس تک جانے کیلئے لازمی طور پر اس چھوٹی سی گلی سے گذرنا پڑے گا" ـــــ

"ہو سکتا ہے" ـــــ ونود نے سر ہلا کر کہا ـــــ لیکن میں تمہارا مقصد نہیں سمجھا ـــــ یہ راستہ تنگ کرنے سے قاتل کو کیا فائدہ تھا ـــــ

"فائدہ" ـــــ! میں نے کہا ـــــ ہو سکتا ہے اس نے کسی کیل پر فلورسین لگا کر ٹرنکوں کے بیچ میں اس تنگ جگہ پر ڈالدی ہو تا کہ جب کامنی ادھر سے گذرے تو اس کے پیر میں چبھ جائے ـــــ کامنی چونکہ بار بار اپنے ٹرنک سے سامان نکالنے آتی تھی اور ہر بار اسے اس تنگ راستے سے گذرنا پڑتا تھا اس لئے ممکن ہے کہ قاتل کی خواہش کے مطابق وہ کیل اس کے پیر میں چبھ گئی ہو اور فلورسین اس کے خون میں حل ہو گئی ہو" ـــــ

"بات تو معقول ہے" ـــــ ونود نے سوچتے ہوئے کہا ـــــ لیکن ڈاکٹر طارق کہہ رہے تھے کہ کسی کیل کی نوک پر لگی ہوئی فلورسین کی مقدار اتنی خطرناک نہیں ہو سکتی جو ایک آدمی کی جان لے لے"

"پھر بھی" ـــــ میں نے اصرار کرتے ہوئے کہا ـــــ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ ٹرنکوں کو اس قدر قریب کر کے راستہ تنگ کرنے میں کوئی راز ضرور ہے ـــــ جب کہ اتنے بڑے کمرے میں یہ ٹرنک زیادہ کھول کر بھی رکھے

جا سکتے تھے"۔۔۔۔۔۔

"میری بات میرے منہ میں ہی تھی کہ باہر قدموں کی چاپ سنائی دی۔۔۔۔ ہم دونوں نے پلٹ کر دروازہ کی جانب دیکھا تو انسپکٹر وجے اور ہیڈ کانسٹبل جوگند سنگھ کھڑے ہوئے ہم دونوں کو گھور رہے تھے"۔۔۔۔۔!

"ہیلو مس ایفی"۔۔۔۔۔ انسپکٹر وجے نے کہا۔۔۔۔ "حیرت ہے کہ آپ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں"۔۔۔۔۔؟

"میں کپڑے نکالنے آیا تھا"۔۔۔۔۔ ونود نے آگے بڑھ کر جواب دیا۔۔۔۔۔ "یکایک اندھیرے میں میرا ایک سونے کا بٹن گر گیا۔۔۔۔ ہم اسے تلاش کر رہے تھے"۔۔۔۔۔!

ہیڈ کانسٹبل اس جواب پر غرا کر رہ گیا۔۔۔۔۔ ان دونوں نے ہمیں گھور کر دیکھا اور کمرے کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گئے۔۔۔۔۔۔

مجھے سخت غصہ آیا کہ عین وقت پر کمبختوں نے آ کر سارا معاملہ خراب کر دیا۔ میں ایک ٹرنک پر بیٹھ گئی اور ان لوگوں کو کام کرتے ہوئے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔ ونود ایک کونے میں کھڑا ہو کر ترچھی نظروں سے انہیں گھورنے لگا۔۔۔۔۔

اتنے ہی میں ایک سپاہی اوپر آیا اور اس نے بتایا کہ مس کامنی کے کمرے میں ان کے جوتے غائب ہیں۔۔۔۔۔ ہیڈ کانسٹبل جوگندر سنگھ نے اسے ڈانٹ کر کہا۔۔۔۔۔

"تم عجیب احمق آدمی ہو"۔۔۔۔۔ جوتے وہاں سے کون لے گیا"۔۔۔۔۔؟

"پتہ نہیں"۔۔۔۔۔ بے چارے سپاہی نے معصومیت سے کہا۔۔۔۔۔

"اچھا جاؤ وہیں جاکر تلاش کرو، ہم ابھی آتے ہیں" ______

سپاہی چلا گیا اور جوگندر سنگھ پھر ٹرنک ادھر ادھر سرکانے اور ان کے پیچھے تاکنے جھانکنے میں مصروف ہو گیا ______

جس جگہ میں بیٹھی تھی اس کے سامنے ہی لکڑی کا ایک بڑا صندوق رکھا تھا جس نے راستہ کو تنگ بنا رکھا تھا ______ ہیڈ کانسٹبل نے پوری قوت صرف کر کے اسے ایک جانب سرکایا تو یکایک میری نگاہ دو پتھروں کے درمیان بنی ہوئی درز میں گئی ______ کوئی سنہرے رنگ کی چیز اس میں پھنسی ہوئی تھی ______ میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا ______ میں نے دونوں آفیسران کی جانب دیکھا تو وہ دوسرے کاموں میں مشغول تھے ______ میں پھرتی کے ساتھ اپنی جگہ سے اچھلی اور وہ چیز اٹھا کر جیب میں ڈالتے ہوئے ونود سے بولی ______

"آؤ ______ وہ بٹن پھر آکر تلاش کر لینا ______ ہم چلتے ہیں ______

"چلو" ______ ونود نے کہا ______ اور ہم دونوں اپنے کمرے میں آگئے ______ کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھا دو سپاہی تلاشی لینے میں مصروف تھے ______ ایک سپاہی اس کوٹھڑی میں گھسا ہوا تھا جس میں جوتے اور کپڑے تھے ______ اس نے مجھے دیکھ کر کہا ______

"مس ایفی آپ کے پاس جوتے بہت بڑی تعداد میں جمع ہیں" ______

"ہاں" ______ میں نے جواب دیا ______ "مجھے روز نیا جوتا پہننے کی عادت ہے" ______

"لیکن یہ کیا بات ہے کہ ان میں سے کچھ چھوٹے سائز کے ہیں کچھ بڑے سائز کے"

میں جواب سوچ رہی تھی کہ ونود نے جلدی سے کہا ______

"دراصل دیدی کچھ مہینوں سے بیمار ہیں اور ان کی صحت پہلے سے گر گئی ہے۔ اس لئے پہلے جوتے اب ان کے بڑے ہو گئے ہیں"۔

"لیکن صحت گرنے میں پیروں کا سائز تو کم نہیں ہو جاتا"۔۔۔ سپاہی نے اعتراض کیا۔۔۔

"لیکن دیدی کے پیروں کا سائز کم ہو گیا ہے"۔۔۔ ونود نے کہا۔۔۔ ونود نے کچھ ایسی معصومیت سے کہا کہ بیچارے سپاہی کو یقین ہو گیا۔۔۔ اور معذرت کے الفاظ کہتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔

اس کے جاتے ہی بیں نے دوڑ کر کمرہ کا دروازہ بند کر دیا۔۔۔ ونود نے حیرت سے کہا۔۔۔

"کیا بات ہے دیدی۔۔۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تم نے کوئی خاص چیز پالی ہے"۔۔۔؟

"ہاں"۔۔۔ بیں نے جواب دیا۔۔۔ "ممکن ہے۔ جو چیز بیں نے پائی ہے واقعی وہ ایک اہم سراغ ہو"۔۔۔ یہ کہہ کر بیں نے جیب سے وہ چیز نکال کر ونود کو دکھائی۔۔۔ وہ چوڑے سرے والی ایک پیتل کی کیل تھی۔۔۔ جس کی نوک پیچ میں سے بھری ہوئی تھی اور اس کے اندر سرخ رنگ کی وارنش سے ملتی جلتی کوئی چیز لگی ہوئی تھی۔

"اس کی خالی جگہ میں تو کوئی چیز بھری ہوئی ہے"۔۔۔؟ ونود نے کہا۔

"بھری ہوئی تھی"۔۔۔ بیں نے کہا۔۔۔ "اب تو صرف لگی رہ گئی ہے۔ باقی پیچ کا حصہ خالی ہے"۔۔۔

"دیدی"۔۔۔ ونود نے ذرا جوش میں آ کر کہا۔۔۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ

سرخ رنگ کی چیز فلورسین ہو"۔۔۔۔۔

"بہت ممکن ہے"۔۔۔۔ میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔۔۔ "لیکن ہم اسوقت تک کچھ نہیں کر سکتے جب تک ڈاکٹر طارق نہ آجائیں۔۔۔۔ وہی آکر دیکھ سکتے ہیں کہ اس کیل کا کیا مقصد ہے۔۔۔۔ کیونکہ اس کا نوکیلا سرا بیچ میں سے چرا ہوا ہے۔۔۔ اور سرخ رنگ کی کیا چیز اس میں لگی ہوئی ہے"۔۔۔۔۔

"تو پھر تم ڈاکٹر طارق کو فون کر کے یہ تمام باتیں انہیں بتا دو"۔۔۔۔۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے"۔۔۔۔ چلو نیچے چل کر ٹیلیفون بھی کئے دیتے ہیں اور دوپہر کا وقت ہو گیا ہے۔۔۔۔ کھانے سے بھی فراغت حاصل کر لیں گے"۔۔۔۔

میں نے کیل ایک کاغذ میں لپیٹ کر احتیاط سے اپنے زیوروں کے ڈبے میں ڈال دی اور ہم دونوں بہن بھائی کھانے کیلئے نیچے آگئے۔۔۔۔

فون کرنے پر پتہ چلا کہ ڈاکٹر طارق نہ آفس میں تھے اور نہ گھر پر۔۔۔ ان کے نہ ملنے کا مجھے سخت افسوس ہوا۔۔۔ ہال کمرے سے باہر نکلی تو انسپکٹر وجے اور ڈاکٹر ماتھر مل گئے۔۔۔۔

میں نے انسپکٹر وجے سے پوچھا۔۔۔۔

"کہئے کوئی سراغ ملا"۔۔۔۔؟

"افسوس نہیں"۔۔۔۔ انسپکٹر وجے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔ "البتہ ایک پریشانی کھڑی ہو گئی ہے"۔۔۔۔

"وہ کیا"۔۔۔۔؟

کامنی کے جوتے کسی نے چرا لئے ہیں"۔۔۔۔!

"اُن کے لئے آپ فکرمند نہ ہوں" ــــــ میں نے جواب دیا ــــــ" وہ جوتے میں چرا کر لائی تھی ــــــ ڈاکٹر طارق نے مجھ سے کہا تھا کہ میں ان جوتوں میں کوئی کیل وغیرہ تلاش کروں ــــــ

انسپکٹر وجے نے اطمینان کا ایک لمبا سا سانس لیا اور بولا ــــــ

"آپ کے ڈاکٹر طارق نے ہمیں پریشان کر دیا ــــــ سچ پوچھئے تو مجھے اس فلوریسین والے نظریہ پر ذرا بھی یقین نہیں" ــــــ

"نہ ہی مجھے" ــــــ ڈاکٹر ماتھر نے شانوں کو حرکت دیتے ہوئے کہا ــــــ

"مجھے بھی نہیں" ــــــ میں نے ہنسکر جواب دیا ــــــ" لیکن سوال یہ ہے کہ وہ مری کیسے" ــــــ؟

"قدرتی موت" ــــــ ڈاکٹر ماتھر نے جواب دیا ــــــ

"کاش ایسا ہی ہو" ــــــ میں نے کہا ــــــ

"یقیناً ایسا ہے" ــــــ مجھے تو یقین نہیں آتا کہ ڈاکٹر طارق کا خیال درست ثابت ہو سکتا ہے" ــــــ

یہ کہہ کر وہ دونوں آگے بڑھ گئے ــــــ اور ہم دونوں کھانے کے کمرے کی جانب روانہ ہو گئے ــــــ

سترہواں باب

رات تک میں نے ڈاکٹر طارق کو کچھ نہیں تو کم از کم دس بار تو فون ضرور کیا لیکن وہ ایک بار بھی نہ مل سکے ——— خدا جانے کہاں غائب ہو گئے تھے ——— مجھے ہر بار ناکام ہونے پر سخت مایوسی ہوتی ———

دس بجے کے قریب میں کرسی پر منہ لٹکائے بیٹھی تھی کہ ونود میرے کمرے میں آیا اور بولا ———

"سنو دیدی ——— ہم ڈاکٹر طارق کا انتظار نہیں کر سکتے ——— کیوں نہ ہم خود ہی الٹرا وائلٹ لیمپ کے ذریعہ اس کیل کو دیکھ لیں" ——— ؟

"ارے ہاں" ——— میں نے کرسی سے اچھلتے ہوئے کہا ——— "وہ لیمپ تو یہیں ہے ——— مجھے تو اس کا خیال بھی نہیں رہا تھا ——— آؤ جلدی کریں" ———

ونود نے میز کی دراز سے "الٹرا وائلٹ" لیمپ نکال کر اس کا سوئچ لگا دیا ——
اور بس نے وہ کیپسول نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لی —— بٹن دباتے ہی بجلی گل ہوگئی - اور
الٹرا وائلٹ لیمپ روشن ہوگیا —— اودے رنگ کی روشنی میں میری ہتھیلی موم
کی طرح سفید نظر آنے لگی —— لیکن کیپسول اسی طرح سنہری مائل رہی - اس کے رنگ
میں کوئی فرق نہ پڑا —— نہ ہی وہ سرخ دھبے نظر آئے —— ایک منٹ کے بعد
ونود نے لیمپ بجھا دیا اور روشنی کرتے ہوئے بولا ——
"افسوس ہم بھی خواہ مخواہ کی امیدوں میں پھنسے رہے —— یہ تو معمولی کیپسول
ہے" ——
"ہاں" —— میں نے بھی مایوسی سے کہا اور کیپسول ردی کی ٹوکری میں ڈال دی -
"اچھا اب تم جا کر سو جاؤ" —— میں نے اپنے بستر پر بیٹھتے ہوئے کہا —— "میں
بھی کچھ دیر نیند لینا چاہتی ہوں" ——
ونود اپنے کمرے میں چلا گیا —— لیکن دو منٹ بعد ہی پھر واپس آگیا اور بولا -
"دیدی ہم بھی کس قدر بے وقوف ہیں —— الٹرا وائلٹ کرنوں میں دیکھنے سے
پہلے ہم نے اسے الکوہل ملے ہوئے پانی سے تو تر کیا ہی نہیں تھا" ——
ایک بار پھر ہم میں جوش پیدا ہو گیا —— میں نے جلدی سے ردی کی ٹوکری
میں سے وہ کیپسول نکالی —— ونود نے الکوہل اور پانی کا محلول تیار کر کے کیپسول اس
میں تر کر دی اور پھر میری ہتھیلی پر رکھ کر اس نے الٹرا وائلٹ لیمپ روشن کر دیا ——
دوسرے ہی لمحے میری سفید مومی ہتھیلی پر سبز رنگ کی چاندی سی جھلملا رہی تھی ——
خوشی اور جوش کے مارے ہمارے چہرے تمتما اٹھے —— ونود نے لیمپ بجھا کر

ایک جانب رکھتے ہوئے کہا ——

"اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارا خیال درست تھا —— کسی نے اس کیل کے پیچ میں فلوریسین بھر کر اس تنگ راستے میں ڈال دی تاکہ کامنی ادھر سے گذرے تو اس کے پیر میں چبھ جائے اور فلوریسین اس کے خون میں حل ہو جائے —— خیریت گذری کہ اس پر کسی دوسرے شخص کا پیر نہ پڑا" ——

"دوسرے شخص کا پیر پڑ ہی نہیں سکتا تھا" —— میں نے کہا —— کیونکہ اس تنگ سے راستے کے دوسری جانب صرف کامنی کا صندوق رکھا تھا —— بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ راستہ بھی تنگ قاتل نے ہی کیا ہو گا —— تاکہ یقینی طور پر کامنی کا پیر اس پر پڑ سکے" ——

"خیر اب تم ہاتھ دھو لو —— فلوریسین تمہارے ہاتھ پر بھی لگ گئی تھی" ... ونود نے کہا —— میں نے ہاتھ دھو لئے —— ونود نے الٹرا وائلٹ لیمپ روشن کر کے دیکھا تو ہاتھ پر پھر بھی فلوریسین چمک رہی تھی —— میں نے پھر ہاتھ دھوئے لیکن فلوریسین پھر بھی نہ اتری —— آخر کوئی دس بار صابن سے ہاتھ دھونے پر وہ عجیب وغریب دوا ہاتھ پر سے اتری ——

میں نے وہ کیل کاغذ میں لپیٹ کر پھر زیورات کے بکس میں رکھ دی اور ونود کو بولی ——

"آؤ ونود —— ایک بار پھر نیچے چل کر ہم ڈاکٹر طارق کو فون کرتے ہیں شاید وہ مل جائیں" ——

"میں سوچ رہا ہوں کہ اس قسم کی کیلیں میں نے یہاں سینی ٹوریم میں کس کے

پاس دیکھی ہیں"۔۔۔۔۔

"یہ پتہ بھی چل جائے تو کچھ حاصل نہیں ہوگا"۔۔۔۔ میں نے کہا۔۔۔ "کیونکہ اس قسم کی کیلیں بازار میں عام طور پر بکتی ہیں"۔۔۔۔

ہم دونوں ٹیلیفون کے کمرے میں آئے۔۔۔۔ خوش قسمتی سے اس بار ڈاکٹر طارق مل گئے۔۔۔۔ میں نے انہیں تفصیل سے سارا واقعہ بتایا۔۔۔۔ انھوں نے دریافت کیا۔۔۔۔

"تمہیں یہ کیسے پتہ چلا کہ اس پر فلوریسین لگی ہے"۔۔۔۔

"میں نے اور ونود نے الٹرا وائلٹ لیمپ سے اسے دیکھا تھا"۔۔۔۔

ونود میرے پیچھے کھڑا تھا۔۔۔۔ یکایک اس نے کسی قدر تیز آواز میں کہا۔۔۔۔

"اوہ! دیدی مجھے یاد آگیا۔۔۔۔ ایسی کیلیں میں نے مسٹر سنیل کے پاس دیکھی ہیں۔۔۔۔ وہ مصوری کا کاغذ بورڈ پر انہیں کیلوں سے چپکاتے ہیں"۔۔۔۔

آواز فون نے بھی پکڑ لی اس لئے ڈاکٹر طارق نے پوچھا۔۔۔۔

"اس سے کوئی سراغ نہیں ملتا۔۔۔۔ اگر سنیل وہ کیلیں استعمال کرتا ہے تو ایسی کیلیں بازار میں بھی تو عام طور پر مل جاتی ہیں"۔۔۔۔

"یہی میں نے بھی ونود سے کہا تھا"۔۔۔۔ میں نے جواب دیا۔۔۔۔

"بہر حال تم وہ کیل حفاظت سے رکھ لو میں چند گھنٹوں کے بعد آسکوں گا"۔۔۔۔

"جس قدر ممکن ہو سکے جلد آئیے"۔۔۔۔ میں نے اصرار کیا۔۔۔۔

"اچھا۔۔۔۔ لیکن وہ کیل بہت حفاظت سے رکھنا۔۔۔۔ انھوں نے کہا۔۔۔۔

"آپ فکر نہ کریں۔۔۔۔ میں نے اپنے زیورات کے ڈبے میں رکھ دی ہے۔۔۔۔

ڈاکٹر طارق نے ریسیور رکھ کر کنکشن کاٹ دیا ــــ میں بھی ریسیور رکھنا چاہتی تھی کہ یکایک اسی قسم کی آواز دوبارہ سنائی دی جیسے کسی نے پھر ریسیور رکھا ہو ــــ

"ونود" ــــ میں نے اپنا ریسیور رکھتے ہوئے کہا ــــ کوئی دوسرا شخص بھی فون پر ہماری گفتگو سن رہا تھا ــــ کوئی ہرج کی بات تو نہیں" ــــ

"میرے خیال میں کوئی حرج نہیں" ــــ ونود نے کہا ــــ "ہم نے فون پر صرف ایک کیبل کا ذکر کیا ہے" ــــ

"اچھا چلو ــــ اوپر چلکر سوتے ہیں ــــ گیارہ بج رہے ہیں" ــــ

ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے ہم لوگ اپنے بستروں پر آرام سے لیٹ سکے ــــ دس منٹ بعد ہی مجھے نیند آگئی ــــ لیکن ابھی مجھے سوئے ہوئے غالباً ایک گھنٹہ ہی گذرا ہوگا کہ بچے کے رونے کی آواز سنکر میری آنکھ کھل گئی ــــ میں دراصل بہت محتاط نیند سوتی ہوں ــــ ذرا سی آہٹ سے بھی میری آنکھ کھل جاتی ہے ــــ میں فوراً بستر سے اٹھی اور ایک شال اوڑھ کر باہر برآمدے میں آگئی ــــ

واقعی سمترا کے کمرے سے ادمی کے دھیرے دھیرے رونے کی آواز آرہی تھی۔ میں نے آہستہ سے اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر دیکھا تھا ــــ اندر روشنی تھی۔ سمترا کا بستر خالی پڑا تھا ــــ اور ادمی اپنے پلنگ پر بیٹھا ہوا آہستہ آہستہ سسکیاں لے لے کر رو رہا تھا ــــ میں کمرے میں داخل ہوئی اور ادمی کو چمکارتے ہوئے بولی ــــ

"کیوں بھیا ادمی ــــ سمترا کہاں گئی" ــــ ؟

"مجھے کیا پتہ ــــ ادمی نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا ــــ "اسی لئے تو میں رو رہا ہوں ــــ مجھے اکیلے میں ڈر لگتا ہے" ــــ

میں نے غسل خانے کا دروازہ کھول کر سمترا کی ماں کے کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ وہ بے خبر سو رہی تھی ——— میں سمجھ گئی کہ وہ بیچاری خواب آور دوا کھا کر سوئی ہو گی۔ کیونکہ حالیہ پریشانیوں نے اس کی نیند بھگا دی تھی ———

میں نے ادی کو بستر پر لٹا کر اور اسے تھپک تھپک کر سلا دیا ——— لیکن حیرت کی بات تھی کہ سمترا کا کہیں پتہ نہیں تھا ——— اس وقت ایک بج رہا تھا اور اس کا بستر بالکل اس طرح پڑا تھا جیسے اس پر کوئی لیٹا بھی نہ ہو ———

ادی کے سو جانے کے بعد میں اپنے کمرے میں واپس آ گئی ——— لیکن اس بار مجھے نیند نہ آ سکی ——— بار بار سمترا کا خیال آتا کہ آخر وہ کہاں گئی ہو گی ———

آخر جب کروٹیں بدلتے بدلتے نیند نہ آئی تو ڈیڑھ بجے کے قریب پھر اٹھی اور باہر آ کر آہستہ سے سمترا کے کمرے میں جھانک کر دیکھا ——— وہ ابھی تک نہیں آئی تھی ——— اب واقعی مجھے پریشانی لاحق ہوئی ——— میں نے جلدی سے آ کر ونود کو جگایا اور اس سے کہا۔

"ونود ——— آج سمترا اپنے کمرے سے غائب ہے ——— خدا جانے وہ کہاں چلی گئی"!

"پھر کیا کریں" ——— ونود نے پوچھا ———

"میرا خیال ہے ہم سنیل کو چل کر اس بات کی اطلاع کر دیں ——— مجھے ڈر ہے کہ کہیں اسے کوئی حادثہ پیش نہ آ گیا ہو" ———

"اچھا" ——— ونود نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا ——— میں کپڑے بدل لوں ابھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں" ———

میں اپنے کمرے میں آ گئی ——— پانچ منٹ بعد ہی ونود بھی کپڑے بدل کر آ گیا اور ہم دونوں نچلی منزل میں سنیل کے کمرے کی جانب چل پڑے ———

اٹھارہواں باب

ہم نے بڑی آہستگی کے ساتھ کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا تاکہ شور کی آواز سن کر دوسرے لوگ نہ جاگ جائیں ــــ لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا ــــ ہم نے دوسری بار، تیسری بار، چوتھی بار کھٹکھٹایا ــــ پھر بھی کوئی نہ بولا ــــ اندر بالکل اندھیرا تھا ــــ میں نے دروازہ پر ہاتھ رکھ کر دبایا تو وہ کھل گیا ــــ ہم دونوں دبے قدموں سے اندر داخل ہو گئے ــــ

"مسٹر سینیل ــــ مسٹر سینیل" ــــ میں نے اندھیرے میں پکارا ــــ لیکن جواب نہ ملا ــــ نہ ہی کسی انسان کے سانس لینے کی آواز سنائی دی ــــ

"ونود تم روشنی کا بٹن تلاش کرو ــــ معلوم ہوتا ہے یہاں کوئی نہیں" میں نے ونود سے کہا ــــ

ونود سوئچ تلاش کرنے لگا ——— لیکن سوئچ ملنے سے قبل ہی کمرہ کا دروازہ کھلا اور اندھیرے میں دو سائے سے نظر آئے ——— ایک ان میں سے اچھلکر مجھ پر آپڑا اور اس نے میرا گلا گھونٹنا شروع کر دیا ——— اتنے عرصہ میں ونود نے بٹن تلاش کرکے دیا دیا ——— اور کمرہ روشنی سے منور ہو گیا ———

سینل نے مجھے دیکھ کر جلدی سے اپنے ہاتھ میری گردن سے ہٹا لئے اور معذرت کرتے ہوئے بولا ———

"اوہ، مس ایفی ——— آپ ہیں ——— معاف کرنا میں نے سمجھا کہ شاید کوئی چور ہے ——— لیکن حیرت ہے کہ آپ دونوں رات کے ڈیڑھ بجے میرے کمرے میں کیا کر رہے ہیں" ———

سمترا ابھی تک دروازے میں کھڑی تھی ——— میں نے اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ———

"انہیں تلاش کرتی ہوئی آئی تھی" ———

"مجھے" ——— سمترا نے حیرت سے کہا ——— "کیوں" ———

"کوئی گھنٹہ بھر ہوا۔ اومی کے رونے کی آواز سن کر میری آنکھ کھل گئی ——— میں تمہارے کمرے میں گئی تو تمہارا بستر خالی پڑا تھا اور اومی رو رہا تھا ——— اسے تو خیر میں نے تھپک تھپک کر سلا دیا ——— لیکن تمہاری عدم موجودگی نے مجھے فکر میں ڈال دیا ——— اپنے کمرے میں واپس آ کر بھی تمہارا خیال ذہن میں رہا ——— گھنٹہ بھر کے بعد میں نے پھر جا کر دیکھا تو تم لاپتہ تھیں ——— مجھے ڈر ہوا کہ کہیں کوئی حادثہ پیش نہ آگیا ہو ——— اس لئے میں نے ونود کو اٹھایا اور مسٹر سینل

کو تمہاری گمشدگی کے بارے میں بتانے آئی تھی کہ انھوں نے اندھیرے میں میرا گلا گھونٹنا شروع کر دیا"۔۔۔۔

"میں پھر معافی چاہتا ہوں"۔۔۔۔ سینل نے کہا۔۔۔۔ "مجھے یہ خیال بھی نہ گذر سکتا تھا کہ اس وقت آپ ہوں گی"۔۔۔۔

"میں بھی معافی چاہتی ہوں"۔۔۔۔ سمترا نے کہا۔۔۔۔ آپ کو میری وجہ سے اتنی تکلیف اٹھانی پڑی ۔۔۔۔ دراصل ہم لوگ ڈاکٹر مہتہ کے اسٹڈی روم میں بیٹھے ہوئے اپنے مستقبل کا پروگرام بنا رہے تھے"۔۔۔۔

"مستقبل کا پروگرام"۔۔۔۔؟ میں نے سوال کیا۔۔۔۔

"جی ہاں"۔۔۔۔ سینل نے جلدی سے جواب دیا۔۔۔۔ ہم لوگ اسیوقت اپنی شادی کرنے جا رہے ہیں۔۔۔۔ یہ بھی اچھا ہوا کہ آپ دونوں اس وقت آگئے۔۔۔۔ بہتر ہوگا کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں تاکہ شادی کے دو گواہ ہو سکیں"۔۔۔۔

"اس وقت شادی"۔۔۔۔؟ ونود نے حیرت سے کہا۔۔۔۔

"ہاں ہم دونوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اسی وقت شادی کر کے موٹر کے ذریعہ دہلی روانہ ہو جائیں گے۔۔۔۔ اب ہم دونوں اس منحوس جگہ سے گھبرا گئے ہیں۔ اور جس قدر جلد ہو سکتا ہے یہاں سے رخصت ہو جانا چاہتے ہیں"۔۔۔۔

"لیکن مسٹر سینل اس وقت آپ شادی کہاں کر سکتے ہیں"۔۔۔۔؟

"میں نے ایک مندر کے پجاری سے سارا معاملہ طے کر رکھا ہے"۔۔۔۔ سینل نے جواب دیا۔۔۔۔ وہ ہمارا انتظار کر رہا ہوگا"۔۔۔۔

میں سوچ میں پڑ گئی ــــــ شادی میں تو کچھ حرج نہیں تھا ــــــ لیکن یہ فوراً والی کورونیجی والا معاملہ مشکوک تھا ــــــ مجھے متفکر دیکھ کر سمترا نے اپنی باہیں میرے گلے میں ڈالدیں اور بولی ــــــ

"ایفی بہن ــــــ کیا تم میری خوشی میں شریک نہیں ہو سکتیں" ــــــ؟

"میں نے سوالیہ نگاہوں سے ونود کی جانب دیکھا ــــــ اسے پر اسرار واقعات سے ہمیشہ دلچسپی رہی ہے اس لئے وہ فوراً چلنے کے لئے راضی ہو گیا ــــــ مجبوراً میں بھی تیار ہو گئی ــــــ لیکن میں نے سمترا سے کہا ــــــ

"سمترا ــــــ کیا پھر تم اپنی ماتاجی کی اجازت کے بغیر شادی کر لوگی" ــــــ؟

"نہیں" ــــــ سمترا نے جواب دیا ــــــ اس بار میں اپنی ماتاجی کو بھی ساتھ لے کر جاؤں گی ــــــ آپ لوگ کپڑے بدل کر آجائیں میں اتنے میں ماتاجی کو جا کر اٹھاتی ہوں ــــــ

"عجیب پر اسرار شادی تھی ــــــ ہم دونوں کپڑے بدلنے کے لئے اپنے کمرے میں آگئے میرا دماغ ماؤف سا ہو رہا تھا ــــــ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ جو کچھ میں کر رہی ہوں وہ درست ہے یا غلط ــــــ؟ بہر حال مختصر یہ کہ ایک گھنٹہ کے بعد ہم پانچوں تیار ہو کر ــــــ سنیل کی کار میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے ــــــ

بیچاری چندرا دیوی کی عجیب حالت تھی ــــــ وہ بڑبڑاتے ہوئے بار بار کہہ رہی تھیں ــــــ

"سمترا بیٹی تم نے مجھے بڑا پریشان کیا پہلی شادی بھی تم نے پر اسرار حالت میں کی اور یہ شادی بھی عجیب و غریب حالات میں کر رہی ہو۔ کیا

ہی بہتر ہوتا کہ یہ شادی دن میں ہوتی اور سب لوگ اس میں شریک ہوتے"۔۔۔۔۔

"کچھ بھی ہو ماتا جی"۔۔۔۔۔ سمترا نے کہا۔۔۔۔۔ "ہم لوگ اب اس منحوس جگہ سے اکتا گئے ہیں اس لئے شادی کر کے ہم آج ہی یہاں سے بہت دور چلا جانا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ بعد میں تم میرا باقی سامان گھر لے جانا۔۔۔۔۔ کچھ دن بعد ہم آ کر لے جائیں گے"۔۔۔۔۔

پندرہ منٹ بعد ہی کار قصبہ میں پہنچکر ایک مندر کے سامنے رک گئی۔۔۔۔۔ اور ہم لوگ اندر داخل ہوئے۔۔۔۔۔ سنیل کے بیان کے مطابق پجاری ہمارا منتظر تھا۔۔۔۔۔ میں حیران تھی کہ اگر ڈاکٹر طارق اس وقت آ گئے ہونگے یا کسی وجہ سے ڈاکٹر مہتہ کو ہم سب کے غائب ہو جانے کا علم ہو گیا ہو گا تو وہ کیا سوچیں گے۔۔۔۔۔

رات کے سناٹے میں کسی مندر میں آنے کا میرا یہ پہلا موقعہ تھا۔۔۔۔۔ پجاری جی نے ہم سب کو مندر کے سنگی فرش پر بٹھا دیا اور پھیروں کی تیاریاں کرنے لگے مجھے یہ سب کچھ ایک خواب کی طرح محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ نہ جانے کیوں میرا دل سہم رہا تھا۔۔۔۔۔ ایک نامعلوم سا خوف مجھ پر چھایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ شادی کے لئے گھڑی بالکل نامبارک تھی۔۔۔۔۔ خود بخود میرے دل میں وسوسے پیدا ہو رہے تھے کہ خدا جانے کیا ہونے والا ہے۔۔۔۔۔ نہ جانے کیا حادثہ پیش آنے والا ہے۔۔۔۔۔ بار بار میرے ذہن میں یہ سوال اٹھتا کہ آخر یہ لوگ رات کے اندھیرے میں شادی کر کے صبح ہونے سے پہلے پہلے دہلی کیوں چلے جانا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ کیا اس میں کوئی راز ہے۔۔۔۔۔ یا واقعی یہ دونوں ماحول سے اکتا کر جلد از جلد یہاں سے چلا جانا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔

اس کے علاوہ وہ پلیٹنگ والی کیل میرے ذہن میں چبھ رہی تھی ــــــ میں نے خود بھی سنیل کے پاس ایسی بہت سی کیلیں دیکھی تھیں ــــــ "تو کیا واقعی وہ کیل سنیل نے ہی فلوریسین لگا کر وہاں رکھی تھی ــــــ یا سمترا نے"؟ بار بار یہ سوال سانپ کی طرح پھن اٹھا کر میرے دماغ میں کلبلاتا ــــــ اور ہر بار میں اپنے دل کو سمجھاتی کہ نہیں ــــــ یہ میرا وہم ہے سنیل اور سمترا دونوں بہت اچھے ہیں ــــــ وہ کبھی کسی کو قتل نہیں کر سکتے ــــــ

میں اپنے خیالات میں الجھی رہی اور پجاری جی نے پھیروں کا کام شروع کر دیا۔ میں سب کچھ دیکھ رہی تھی اور سن رہی تھی ــــــ لیکن سمجھ میں میری کچھ بھی نہ آ رہا تھا۔

آدھے گھنٹے کے بعد جب ونود نے میرا شانہ ہلایا ــــــ

"اٹھو ڈیڈی ــــــ شادی ختم ہو گئی اب واپس چلنا ہے"۔

میں چونک سی پڑی ــــــ سمترا اور سنیل کو میں نے مبارک باد دی ــــــ اور ہم لوگ واپسی کے لئے باہر کی جانب چل پڑے ــــــ

لیکن ابھی دروازہ تک ہی پہنچے تھے کہ وہ حادثہ پیش آ گیا جس کا مجھے وہم ہو رہا تھا جو بار بار میرے ذہن میں کلبلا رہا تھا ــــــ

باہر کی سیڑھیوں پر اترنے کے لئے ہم قدم رکھنے ہی والے تھے کہ یکایک ایک جیپ آ کر رکی اور ہیڈ کانسٹبل جوگندر سنگھ ہاتھ میں پستول لئے گاڑی سے کود کر نکلا

"مسٹر سنیل میں آپ کو مسٹر راجن اور کامنی کے قتل کے جرم میں گرفتار کرتا ہوں۔ اور مس سمترا آپ کو بھی"۔

میرے اور سمترا کی ماں کے منہ سے خوف کی چیخیں نکل گئیں ــــــ ونود حیرت سے

ان لوگوں کو تکنے لگا اور سنیل دمترا جیسے بت بن کر رہ گئے ـــــــ

"نہیں یہ جھوٹ ہے" ـــــ یکایک سنیل نے چیخ کر کہا ـــــ "میں نے کسی کو نہیں قتل کیا ـــــ تم لوگ ہماری خوشی برباد کر رہے ہو ـــــ ہم نے ابھی ابھی شادی کی ہے" ـــــ!

"بہت بہتر" ـــــ جوگندر سنگھ نے آگے بڑھ کر سنیل کی کلائی پکڑتے ہوئے کہا ـــــ "شادی کی ہے تو ہنی مون جیل میں منا لینا" ـــــ

"لیکن مسٹر جوگندر سنگھ" ـــــ اب میں نے آگے بڑھ کر پوچھا ـــــ "آپ کس ثبوت کی بنا پر ان لوگوں کو گرفتار کر رہے ہیں" ـــــ

جوگندر سنگھ نے ناٹک کے اداکار کی طرح سر کو خم کر کے کہا ـــــ

"محترمہ! ثبوت آپ کے جواہرات کے بکس میں تھا ـــــ وہی پینل کی کیل جس پر فلورسین لگی ہوئی ہے ـــــ اور جو مسٹر سنیل کی ملکیت ہے" ـــــ

"یہ جھوٹ ہے" ـــــ سنیل پھر چیخا ـــــ

"میں یہ کچھ نہیں جانتا" ـــــ جوگندر سنگھ نے اکڑ کر کہا ـــــ "ثبوت میرے پاس ہے مدعائے جرم بالکل ظاہر ہے ـــــ آگے جو کچھ تمہیں کہنا ہے عدالت میں کہنا" ـــــ

"خوب" ـــــ میں نے ذرا طنز پر کہا ـــــ "تو وہ تم تھے جو میری اور ڈاکٹر طارق کی گفتگو سن رہے تھے" ـــــ؟

"جی محترمہ" ـــــ!

جوگندر سنگھ نے پھر سر کو جھکا کر کہا ـــــ اور میرے سارے جسم میں غصہ کی

چنگاریاں سی دوڑ گئیں لیکن کیا کر سکتی تھی مجبور تھی ــــــ کاش ڈاکٹر طارق ہمارے ساتھ ہوتے ــــــ

سمترا یکایک منہ چھپا کر روتے اور ہسٹریا کے سے انداز میں چیخنے لگی ــــــ

"نہیں نہیں ــــــ میں نے اور سنیل نے کسی کا خون نہیں کیا ــــــ یہ سراسر ظلم ہے ــــــ ہم بے گناہ ہیں۔"

"یہ فیصلہ عدالت کرے گی"۔ جوگندر سنگھ نے کہا ــــــ اور جیپ میں بیٹھے ہوئے دوسرے سپاہیوں کو اشارہ کیا ــــــ دو سپاہیوں نے دونوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیں اور موٹر میں لے جا کر بٹھا دیا ــــــ سمترا کی ماں پر جیسے سکتہ کا سا دورہ پڑ گیا تھا ــــــ وہ بے ہوش ہو کر گرنے کے قریب تھیں کہ ونود نے انہیں سنبھالا ــــــ اور سہارا دے کر سنیل کی کار میں لے جا کر بٹھا دیا۔

جوگندر سنگھ نے موٹر اسٹارٹ کر دی تو سنیل نے چلا کر کہا ــــــ

"مس ادیتی ــــــ ذرا سمترا کی ماتا جی کا خیال رکھنا ــــــ ہمارے بارے میں فکر مند نہ ہونا ــــــ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ راجن کو چھت پر سے کس نے دھکا دیا تھا"ــــــ

میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ موٹر چل پڑی اور فوراً تیز ہو کر ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئی ــــــ اب وہاں کچھ باقی نہیں رہا تھا۔ اس لئے ونود نے سنیل کی موٹر ڈرائیو کی ــــــ اور ہم لوگ واپس سینی کوڈیم میں آ گئے ــــــ

انیسواں باب

سینی ٹوریم کا صدر دروازہ کھلا تھا اور صحن میں پانچ چھ آدمی کھڑے تھے ــــــ قریب پہنچنے پر پتہ چلا کہ ان میں تین پولیس افسران تھے معہ انسپکٹر وجے کے ــــــ ایک ڈاکٹر مہنتہ تھے ــــــ ڈاکٹر ماتھر تھے اور ڈاکٹر طارق ــــــ ان لوگوں نے ہمیں دیکھ کر کسی قسم کے تعجب کا اظہار نہیں کیا جس سے ہم نے اندازہ لگایا کہ وہ ہماری گمشدگی کے بارے میں واقف ہو چکے ہیں ــــــ ونود موٹر سے اترتے ہی میرے کہنے پر کمترا کی ماتا جی کو ان کے کمرے میں چھوڑنے چلا گیا ــــــ میں ان حضرات کے پاس جا کھڑی ہو گئی ــــــ وہ لوگ پہلے سے کسی مسئلہ پر بحث کر رہے تھے ــــــ ڈاکٹر طارق کہہ رہے تھے ــــــ

"لیکن یہ ناممکن ہے ــــــ صرف ایک کیل کے ثبوت پر آپ دو بے گناہوں

کو گرفتار کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے ـــــ اگر اس قسم کی کیلیں سینل استعمال کرتا ہے تو کیا ہوا ـــــ کوئی اس کے پاس کیل چرا بھی سکتا تھا یا بازار سے خرید سکتا تھا" ـــــ

"پھر بھی ڈاکٹر طارق" ـــــ انسپکٹر وجے نے کہا ـــــ "آپ مدعائے جرم تو دیکھئے ـــــ ان کے علاوہ کسی کو دونوں مقتولوں کی موت سے فائدہ نہیں پہنچتا تھا"

"یہ ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا" ـــــ ڈاکٹر طارق نے کہا ـــــ میں مزید ثبوت چاہتا ہوں" ـــــ جس شخص نے بھی اس کیل پر فلورسین لگائی ہوگی اس کے کپڑوں پر اور ہاتھوں پر فلورسین کے نشان ضرور ملیں گے ـــــ کیونکہ فلورسین بار بار دھونے پر بھی نہیں چھٹتی ـــــ میں مزید ثبوت کے لئے ایک ایک آدمی کے ہاتھ اور تمام کمرے الٹراوائلٹ لیمپ میں دیکھوں گا" ـــــ یہ کہتے کہتے وہ میری جانب مڑ کر بولے ـــــ

"ایفی ڈیر ذرا دوڑ کر وہ الٹراوائلٹ لیمپ تو لے آؤ" ـــــ

میں فوراً لیمپ لینے دوڑ پڑی ـــــ واپس آئی تو ڈاکٹر طارق ان سب کو مزید چھان بین کے لئے راضی کر چکے تھے ـــــ فوراً ہی ہم سب نے کمروں کے سامان پر الٹراوائلٹ روشنی ڈال کر فلورسین کے نشانات کی تلاش شروع کر دی ـــــ سب سے پہلے ڈاکٹر مہتہ کے اسٹڈی روم کی دیکھ بھال کی گئی ـــــ لیکن وہاں کچھ نہ ملا ـــــ ڈاکٹر طارق نے یکایک ڈاکٹر مہتہ کے ہاتھ پکڑ کر لیمپ کے سامنے کر دئے ـــــ میں نے محسوس کیا کہ ان کے ہاتھ واضح طور پر کانپ رہے تھے ـــــ لیکن ہاتھوں پر کوئی نشان نظر نہ آیا ـــــ

اس کے بعد ہم اوپر کے کمرے میں گئے ـــــ سمترا کے سامان اور کمرہ کو الٹرا

وائلٹ کرنوں میں دیکھا گیا لیکن وہاں بھی کچھ نہ ملا ـــــ پھر چندرا دیوی کے کمرے میں گئے مختصر یہ کہ اس عمارت میں جتنے کمرے اور آدمی تھے سب دیکھ ڈالے لیکن کسی جگہ بھی فلورسین کا نشان نظر نہ آیا ـــــ

اب ہمارے سامنے صرف تین کمرے باقی تھے ـــــ نرس کلدیپ کا ـــــ مرحوم راجن کا اور سینیل کا ـــــ

باقی تمام کمروں سے فارغ ہو کر ڈاکٹر مہتہ نے سینیل کے کمرے کا رخ کیا ـــ اور میری خوشی کا اس وقت ٹھکانا نہ رہا جب اس کمرے میں بھی کوئی نشان نہ ملا ـــــ گویا سمترا اور سینیل واقعی بے گناہ تھے ـــــ

اس کے بعد ہم نرس کے کمرے میں گئے ـــــ کمرے میں ادھر ادھر دیکھنے کے بعد جب ہم غسلخانے کی طرف جانے لگے تو اس نے کہا ـــــ

"میں اس غسلخانہ کو استعمال نہیں کرتی تھی ـــــ صرف مسٹر راجن استعمال کرتے تھے" ـــــ

ڈاکٹر طارق نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہ دی ـــــ غسل خانے میں جا کر پہلے الکوحل چھڑکی گئی پھر الٹرا وائلٹ لیمپ روشن کیا گیا ـــــ فوراً پانی کے نل کے منہ پر اور چینی کے ناند پر جگہ جگہ سبز رنگ کے جھلملاتے ہوئے دھبے نظر آنے لگے ـــــ

"یہ وہ جگہ ہے" ـــــ ڈاکٹر طارق نے پر جوش لہجہ میں کہا ـــــ جہاں قاتل نے "فلورسین" کیبل پر لگائی اور اپنے ہاتھ دھوئے ـــــ میں سمجھتا ہوں کہ نرس کلدیپ کو فوراً حراست میں لے لیا جائے" ـــــ

انسپکٹر پولیس نے باہر کمرے میں جا کر نرس سے کہا ـــــ

"مس کلدیپ آپ میرے ساتھ چلئے" ــــــ!

وہ انسپکٹر کی نگاہوں سے اس دعوت کا مقصد سمجھ گئی اس لئے احتجاج کرتے ہوئے بولی ــــــ

"لیکن کیوں ــــــ؟ میں کہتی ہوں میں نے وہ غسل خانہ کبھی استعمال نہیں کیا" ــــــ

"یہ بعد کی بات ہے" ــــــ انسپکٹر نے کہا ــــــ فی الحال تم فوراً تیار ہو کر میرے ساتھ پولیس اسٹیشن چلی چلو" ــــــ

نرس کلدیپ احتجاج کرتی رہی ــــــ لیکن انسپکٹر نے کوئی بات نہ سنی اور اس بیچاری کو گرفتار کر لیا گیا ــــــ میرے دل کو خوشی تھی کہ اس نئی دریافت سے اب سنیل اور سمترا چھوٹ جائیں گے ــــــ لیکن نرس کے گرفتار ہونے کا رنج تھا ــــــ وہ اتنی اچھی اور نیک دل تھی کہ اسے مجرم ماننے کے لئے دل تیار ہی نہ ہوتا تھا ــــــ

فوراً ڈاکٹر طارق کے ایما پر پولیس اسٹیشن کو فون کیا گیا کہ سنیل اور سمترا کو پولیس کی گاڑی میں بمبئی تورہم پہنچا دیا جائے ــــــ ڈاکٹر طارق ہال کمرے کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے نہ جانے کیا سوچ رہے تھے ــــــ میں حیران تھی کہ جب معاملہ حل ہو چکا ہے تو اب وہ کیا سوچ رہے ہیں ــــــ!

یکایک وہ جوش کی حالت میں اپنی جگہ سے اٹھے ــــــ ان کی آنکھیں چمکنے لگیں ــــــ وہ دوڑتے ہوئے ٹیلیفون کے کمرے میں گھس گئے ــــــ ہم لوگ باہر کھڑے ہوئے ان کو حیرت سے دیکھ رہے تھے ــــــ

ایک منٹ بعد ہی ان کی پر جوش آواز فون پر سنائی دی ـــــ

"جوگندر سنگھ ـــــ میں طارق بول رہا ہوں ـــــ سنو تم سینل اور منزا کو لیکر آؤ تو اپنے ساتھ وہ ٹوپی والا رومال بھی لیتے آنا جو راجن کے گرنے کے بعد کھڑکی میں اٹکا ہوا ملا تھا" ـــــ

ہم لوگ سخت متعجب تھے کہ آخر وہ رومال کا کیا کرنا چاہتے ہیں ـــــ لیکن میں ڈاکٹر طارق کی عادت سے واقف تھی کہ جب تک رومال نہیں آئے گا وہ کچھ بتائیں گے نہیں ـــــ

بیسواں باب

آدھے گھنٹے کے بعد سینل اور سمترا واپس آگئے اور جوگندر سنگھ رومال بھی لے آیا۔ ڈاکٹر طارق ہم سب کو لیکر ایک کمرے میں گئے ۔۔۔۔ اور اس رومال پر الکوہل چھڑک کر الٹرا وائلٹ لیمپ کی روشنی اس پر ڈالی ۔۔۔ رومال پر جگہ جگہ سبزی مائل چاندی کے دھبے جھلملانے لگے ۔۔۔۔

" یہ کیا" ۔۔۔ ڈاکٹر ماتھر نے حیرت سے سوال کیا ۔۔۔۔

" یہ رومال قاتل نے اپنے فلوریسین لگے ہوئے ہاتھ سے پکڑا تھا" ۔۔۔۔

" آپ کا مطلب ہے نرس نے" ۔۔۔ ؟ انسپکٹر وجے نے سوال کیا ۔۔۔۔

" جی نہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر طارق نے کہا ۔۔۔ یہ رومال نرس کا نہیں تھا۔ نرس اس رات کو سینی ٹوریم کی عمارت میں بھی نہیں تھی" ۔۔۔۔ !

"ڈاکٹر طارق" ـــــــ ڈاکٹر مہتہ نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا ـــــــ "خدا کے لئے صاف صاف کہو کیا کہنا چاہتے ہو" ـــــــ

"میرا مطلب بالکل واضح ہے" ـــــــ انھوں نے کہا ـــــــ یہ رومال مرحوم راجن کا تھا ـــــــ اسی کے ہاتھ کے اس پر دھبے ہیں اور وہی کامنی کا قاتل تھا" ـــــــ!

"کیا" ـــــــ ہم سب چونک پڑے ـــــــ

"یہ کیسے ممکن ہے" ـــــــ میں نے جلدی سے کہا ـــــــ "راجن تو کامنی کی موت سے آٹھ دن پہلے مرچکا تھا ـــــــ

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے" ـــــــ ڈاکٹر طارق نے کہا ـــــــ دراصل وہ کسی وجہ سے کامنی کو اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا تھا ـــــــ اور وہ کامنی کی تمام عادات سے واقف تھا وہ جانتا تھا کہ کامنی آفتابی غسل کی عادی ہے اس لئے اس نے کامنی کو قتل کرنے کی یہ تجویز سوچی ـــــــ اس نے کیل پر فلورسین لگا کر ایسی جگہ رکھ دی۔ جہاں کامنی کا پیر یقینی طور پر اس کیل پر پڑ سکے ـــــــ اور وہی ہوا ـــــــ کامنی کا پیر کیل پر پڑا ـــــــ اور فلورسین اس کے خون میں حل ہو گئی ـــــــ کامنی کو اس بات کا شبہ تک نہیں تھا اس لئے اس نے کیل پیر سے نکال کر وہیں سامان والے کمرے میں ایک جانب پھینک دی" ـــــــ

"گویا کیل اس نے اپنے مرنے والے دن رکھی تھی" ـــــــ؟ ونود نے سوال کیا۔

"ہاں" ـــــــ ڈاکٹر طارق نے کہا ـــــــ یقیناً اسی منحوس شام کو یا رات کو رکھی گئی ہو گی ـــــــ اس کے بعد اسی رات کو وہ گر کر مر گیا ـــــــ یا گرا کر مار دیا گیا۔ اب یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ کامنی کے پیر میں وہ کیل کس روز چبھی ـــــــ اسی روز یا

اس کے اگلے روز یا اس کی موت سے پہلے ــــــ بہر حال اس دوران میں کسی دن بھی کیل اس کے پیر میں چبھی، اور فلوریسین اس کے خون میں حل ہو گئی ــــــ لیکن چونکہ اس تمام عرصہ میں سورج نہیں نکلا اس لئے فلوریسین کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا ــــــ لیکن آٹھویں روز جیسے ہی سورج نکلا تو وہ اپنی عادت کے مطابق آفتابی شعاعوں کے غسل کے لئے چھت پر پہنچ گئی ــــــ دھوپ میں لیٹتے ہی فلوریسین نے اپنا کام شروع کر دیا ــــــ اور وہ بیچاری کاسمی سورج کی الٹرا وائلٹ کرنوں کی زیادتی کے باعث مر گئی" ــــــ

ہم سب دم بخود تھے ــــــ حیرت کے مارے ہم سب کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور دماغوں میں طوفان اٹھ رہا تھا ــــــ

"لیکن اس نئے نظریہ کا ثبوت کیا ہے" ــــــ ؟ ہیڈ کانسٹبل جوگندر سنگھ نے سوال کیا ــــــ

"یہ رومال" ــــــ ڈاکٹر طارق نے جواب دیا ــــــ "اور راجن کی لاش جو ابھی تک سرکاری لاش گھر میں رکھی ہے ــــــ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم الٹرا وائلٹ کرنوں میں راجن کی لاش کے ہاتھ دیکھیں گے تو ضرور "فلوریسین ملے گی" ــــــ

"پھر راجن کو کس نے قتل کیا" ــــــ ؟ ڈاکٹر ماتھر نے سوال کیا ــــــ

یکایک مجھے سنبل کی بات یاد آ گئی جو اس نے جیپ میں کہی تھی "مجھے معلوم ہے راجن کو کس نے قتل کیا تھا" ــــــ میں نے فوراً سنبل سے کہا ــــــ

"مسٹر سنبل آپ بتائیے نا ــــــ آپ کہہ رہے تھے کہ آپ راجن کے قاتل کو جانتے ہیں" ــــــ

"میں صحیح طور پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسے کس نے دھکا دیا تھا ــــ لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ حادثہ کی رات کو راجن اور کامنی بہت بری طرح لڑ رہے تھے ــــ اور بارہ بجے کے قریب میں نے انہیں دونوں کو چھت پر جاتے دیکھا تھا"ــــ

"کیا کامنی کو ــــ؟ ایک بار پھر ہم سب حیرت سے اچھل پڑے ــــ

"جی ہاں" ــــ سینیل نے کہا ــــ "کامنی کو" ــــ میرا اندازہ ہے کہ وہ راجن سے محبت کرتی تھی ــــ لیکن راجن ہرجائی تھا اس لئے وہ اس سے حسد کرنے لگی تھی۔ اسی نے غصہ اور انتقام کی آگ میں اسے دھکا دیا ہوگا"

"لیکن تم نے یہ بات پہلے سے کیوں نہیں بتائی تھی" ــــ ڈاکٹر طارق نے پوچھا۔

"اس کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی ــــ پولیس نے اپنے آپ ہی اسے خودکشی کا کیس سمجھ لیا ــــ اس لئے میں خاموش ہو گیا"ــــ

"بہت اچھا" ــــ ڈاکٹر طارق نے اٹھتے ہوئے کہا ــــ ہم لوگ اسی وقت جاکر راجن کی لاش کا معائنہ کریں گے"ــــ

ہم سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور کاروں میں بیٹھ کر قصباتی پولیس اسٹیشن کو روانہ ہو گئے ــــ

صبح ہونے لگی تھی ــــ سنا ہے صبح کی ٹھنڈی ہوا نیند لاتی ہے۔ لیکن ہم سب لوگوں کی نیندیں بھاگی ہوئی تھیں ــــ حیرت انگیز واقعات نے ہمارے ذہنوں کو ماؤف سا کر دیا تھا ــــ

پولیس اسٹیشن پہنچکر راجن کی لاش کا معائنہ الٹراوائلٹ لیمپ سے کیا گیا۔ واقعی اس کے دونوں ہاتھوں پر فلوریسن کے نشانات موجود تھے ــــ گویا یہ بات

ثبوت کو پہنچ گئی کہ کامنی کا قاتل راجن تھا ــــــ

ہم لوگ فوراً ہی واپس سینی ٹوریم آگئے ــــــ نرس کلدیپ کو معذرت کیساتھ رہا کردیا گیا ــــــ وہ بیچاری خوشی سے کھل کھلا اٹھی ــــــ مجھے بھی اس کے رہا ہونے کی کچھ کم مسرت نہیں ہوئی ــــــ

دوسری بار پھر ہم سب اکٹھے ہوئے تو ڈاکٹر طارق نے تقریر کرتے ہوئے کہا ــــــ

"دوستو ــــــ! اب یہ کیس ختم ہو گیا ــــــ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ کامنی راجن کی قاتل تھی ــــــ اور راجن کامنی کا ــــــ میرا اندازہ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے تھے ــــــ چنانچہ ایک ہی وقت میں دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا ــــــ راجن نے فلوریسین کے ذریعہ کامنی کو ہلاک کرنے کی تجویز بنائی ــــــ لیکن وہ فلوریسین آلود کیل کامنی کا پیر پڑنے کیلئے رکھتے ہوئے بے خبر تھا کہ خود کامنی بھی اسے ہلاک کرنے کا ارادہ کرچکی ہے ــــــ

رات کو ان دونوں میں جھڑپ ہوگئی ــــــ راجن نے شاید یہ سوچکر کہ یہاں لوگ جھگڑا سنیں گے ــــــ کامنی سے کہا ہوگا کہ چلو اوپر چلکر باتیں کریں گے ــــــ کامنی راضی ہو گئی ــــــ وہ دونوں چھت پر گئے اور موقعہ پاکر کامنی نے راجن کو دھکا دیدیا ــــــ یقیناً اس کے ہاتھ میں اس وقت وہ نرس والا رومال ہوگا جو کھڑکی کے چھجے پر اٹک کر رہ گیا ــــــ اور اس کے ایک ہفتہ بعد کامنی بھی راجن کی خواہش کے مطابق مرگئی ــــــ

گویا دونوں ایک دوسرے کے قاتل تھے ــــــ دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا اور ایک دوسرے سے خود ہی اپنے خون کا بدلہ لے لیا ــــــ اس سے بہتر

انصاف شاید عدالت بھی نہ کر سکتی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اب پولیس کی کوئی ضرورت نہیں ـــــ صبح ہو رہی ہے ـــــ پولیس کے حضرات اطمینان کے ساتھ سدھار سکتے ہیں ـــــ اور گذری ہوئی رات کی نیند کی کسر دفتر میں اونگھ کر پوری کر سکتے ہیں" ـــــ

ڈاکٹر طارق اپنی تقریر ختم کر کے بیٹھ گئے ـــــ ہم سب لوگ اس انجام پر خوش تھے ـــــ مجھے مسرت تھی کہ سنیل، سمترا اور نرس بچ گئیں ـــــ

اس کے آدھے گھنٹے بعد ہی ناشتہ وغیرہ کر کے ڈاکٹر طارق وہاں سے رخصت ہو گئے ـــــ کیونکہ ایک اور ہیبت ناک قتل کا کیس ان کے پاس آیا ہوا تھا۔ جسے وہ حل کر رہے تھے ـــــ لیکن چلتے چلتے وہ مجھ سے کہہ گئے ـــــ

"ایفی ڈارلنگ فکر مت کرنا جب میری ضرورت ہو فوراً فون کر دینا اپنی صحت کا اچھی طرح خیال رکھنا کیونکہ اگر خدانخواستہ تمہیں کچھ ہو گیا تو میرا دفتر بند ہو جائے گا ـــــ اب میں تمہارے بغیر کچھ نہیں کر سکتا ـــــ سمجھیں" ـــــ؟

میں نے اپنی تعریف سن کر شرما کر نظریں جھکا لیں ـــــ اور وہ میرے گال پر ہلکا سا چپت مار کر مسکراتے ہوئے موٹر میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے ـــــ!

ختم شد

فغانِ اشرف

جناب مولوی بشیر الدین احمد صاحب مرحوم کی تحریک اور مشورہ سے دہلی کی ایک ممتاز تعلیم یافتہ خاتون جناب اشرف جہاں بیگم صاحبہ نے یہ کتاب تصنیف فرمائی ہے زبان کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ دلی کی خاص بیگماتی زبان ہے اور مصنفہ کی ذہانت و جودت طبع اس پر مستزاد ہے۔ اس کتاب میں بے بس اور بے زبان عورتوں کی دردناک حالت دکھائی گئی ہے۔ واقعات صحیح اور مصنفہ کے چشم دید ہیں اور اس لئے انداز بیان نہایت مؤثر ہو گیا ہے۔ ایک سخت سے سخت دل کا آدمی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا قیمت ۱۲؎

یہ وہ نادر و نایاب کتاب ہے جو مولانا بشیر الدین احمد صاحب نے اپنی صاحبزادی کو ان کی شادی کے وقت سب سے زیادہ قیمتی زیور سمجھ کر عطا کی۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں زن و شوہر کے تعلقات پر نہایت مفید بحث کی گئی ہے اور صدہا ایسی کام کی باتیں لکھی ہیں جن کی ایک بیاہی بیٹی کو ضرورت ہو سکتی ہے۔ ان کے علاوہ خطوط نویسی کے طریقے خطوط کے نمونے، ڈاک، تار اور کرنسی ڈپارٹمنٹ کے قاعدے لکھے گئے ہیں۔ اس حصے میں شمس العلماء مولانا نذیر احمد صاحب مرحوم، مولانا بشیر الدین احمد صاحب اور ان کے خاندان کے متعدد فوٹو بھی ہیں۔

کتاب کے دوسرے حصہ میں پبلک کے نامور انشا پردازوں کے صدہا دلچسپ اور مفید مضامین نظم و نثر درج کئے گئے ہیں۔ کتاب گوناگوں فوائد سے لبریز ہے۔ ان دونوں حصوں کا مطالعہ نوعمر لڑکیوں اور لڑکوں کو زندگی کے آئندہ دشوار گذار مرحلوں میں چراغ راہ کا کام دے گا۔ خاص کر جن لڑکیوں کی شادی ہونے والی ہو ان کے لئے ازبس قابل دید ہے۔ تقطیع ۱۸×۲۲

لختِ جگر

حصہ اول صفحات ۳۶۴۔ حصہ دوم صفحات ۵۹۶۔ قیمت دونوں حصوں کی تین روپے آٹھ آنے۔ مجلد نقرئی بیٹھ چار روپے آٹھ آنے